UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226370

UNIVERSAL
LIBRARY

قال ربکم ادعونی استجب لکم

درد را دوا قرآن — جان مجروح را شفا قرآن
بجوئی ز نقش قرآن جو — کہ بود گنج علمہا قرآن

سلسلہ علوم قرآن نمبر ۴

متعلقہ فصاحت و بلاغت

# علم الدعاء من القرآن

اس رسالہ میں ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہے اور قرآن مجید میں جو دعائیں آئی ہیں اُن کی فصاحت و بلاغت بھی بتلائی گئی ہے۔

مؤلفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب مولوی فاضل خادم علوم کتاب و سنت

۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ ہجری

طبع فی مطبع دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن

# فہرست کتاب علم الدعا من القرآن


| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
|---|---|---|---|---|---|
| دعا اور ندا کا فرق | ۲ | دعائے شکر طالوت (ربنا افرغ الخ | ۴۸ | دعائے موسیٰ انت ولینا | ۹۷ |
| ضرورت دعا کی بحث | ۳ | دعائے آمن الرسول الخ | ۵۰ | دعائے بنی سرائیل علی اللہ توکلنا | ۹۸ |
| قبولیت دعا کی بحث | ۶ | دعائے علمائے راسخین (ربنا لاتزغ الخ | ۶۴ | دعائے نوح ع رب ان ابنی الخ | ۹۹ |
| دعا کے نہ قبول ہونے کے وجوہ | ۱۰ | دعائے متقین (ربنا اننا آمنا الخ | ۷۱ | (تعوذ نوح رب انی اعوذ بک) | 〃 |
| دعا کے شروط | ۱۱ | دعائے قل اللّٰہم مالک الملک الخ | 〃 | دعائے یوسف رب قد آتیتنی | ۱۰۰ |
| دعا کے آداب | ۱۳ | دعائے زکریا (رب ہب لی) | ۷۴ | دعائے ابراہیم علیہ السلام (رب اجعل | |
| قبولیت دعا کے اسباب | ۱۸ | دعائے حواریین (ربنا امنا الخ | ۷۵ | ہذا البلد آمنًا واجنبنی الخ) | ۱۰۳ |
| اوقات اجابت دعا | ۲۰ | دعائے صابرین (ربنا اغفر لنا الخ | ۷۶ | دعائے ظالمین ربنا اخرنا | ۱۰۹ |
| دعا کن حالتوں میں قبول ہوتی ہے | ۲۱ | دعائے ذاکرین (ربنا ما خلقت الخ) | ۷۷ | دعا والدین کے لئے (ارحمہما) | ۱۱۰ |
| دعا کہاں کہاں قبول ہوتی ہے | ۲۶ | دعائے مہاجرین (ربنا اخرجنا الخ) | ۸۶ | دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ادخلنی | |
| دعا کن لوگوں کی قبول ہوتی ہے | ۲۸ | دعائے قسیس ورہبان (ربنا امنا) | ۸۷ | مدخل صدق الخ | 〃 |
| اللہ تبارک تعالیٰ کا اسم اعظم | ۲۹ | دعائے عیسیٰ ع ربنا انزل علینا | ۸۹ | دعائے اصحاب کہف ربنا آتنا | |
| دعائے طلب ہدایت تفسیر سورۂ فاتحہ | ۳۱ | دعائے آدم وحوا علیہما الصلوٰۃ | | من لدنک رحمۃ | 〃 |
| دعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام (اعوذ بالله) | | والسلام ربنا ظلمنا انفسنا الخ | ۹۱ | دعائے زکریا علیہ السلام رب انی | |
| ان اکون من الجاہلین | ۳۳ | دعائے اصحاب اعراف ربنا لاتجعلنا | 〃 | وہن العظم منی الخ | ۱۱۲ |
| دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام | | دعائے شعیب ع (ربنا افتح الخ) | ۹۲ | دعائے موسیٰ علیہ السلام رب اشرح لی | |
| رب اجعل ہذا الخ | ۳۵ | دعائے ساحران فرعون ربنا افرغ الخ | ۹۳ | صدری ویسر لی امری الخ | ۱۱۴ |
| دعائے ربنا آتنا فی الدنیا الخ | | دعائے موسیٰ علیہ السلام رب انی الخ | 〃 | دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب زدنی علما | ۱۱۸ |

| مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| دعائے ایوبؑ رَبِّ اِنّی مسنی الضر | | دعائے یا رب ان قومی اتخذوا الخ | ۱۳۱ | وَسِعت کُلّ شئی رحمۃً وعلماً | ۱۵۰ |
| وَانتَ ارحم الراحمین | ۱۱۹ | دعائے عباد الرحمن ربنا اصرف | | دعائے رب اوزعنی الخ | ۱۵۴ |
| دعائے یونس علیہ السلام لا الٰہ الا | | عنا عذاب جہنم الخ | ۱۳۲ | دعائے لاحقین کی مہاجرین | |
| انتَ سبحانک انی کنت من الظالمین | ۱۲۲ | دعائے ابراہیم علیہ السلام رب | | وانصار کے لئے ربنا اغفرلنا | |
| دعائے زکریا علیہ السلام رب | | ہَب لی حکماً والحقنی بالصالحین | ۱۳۳ | ولاخواننا الذین سبقونا الخ | ۱۵۶ |
| لاتذرنی فرداً وانتَ الخ | ۱۲۵ | دعائے سلیمان علیہ السلام رب اوزعنی الخ | ۱۴۰ | دعائے ابراہیم علیہ السلام ربنا | |
| دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربّ | | دعائے بلقیس رب انی ظلمت الخ | ۱۴۱ | علیک توکلنا الخ | ۱۵۸ |
| احکم بالحق وربنا الرحمن الخ | ۱۲۶ | دعائے موسیٰ علیہ السلام رب انی | | دعائے مومنین ربنا اتمم لنا | |
| دعائے نوحؑ رب انصرنی الخ | ۱۲۷ | ظلمت نفسی فاغفرلی فغفر لہ الخ | ۱۴۲ | نورنا | ۱۵۹ |
| دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قل رب | | دعائے موسیٰ علیہ السلام رب نجنی الخ | ۱۴۳ | دعائے نوح علیہ السلام رب اغفرلی | ۱۶۰ |
| اما ترینی ما یوعدون | ″ | دعائے موسیٰ علیہ السلام رب انی لما انزلت | ″ | ولوالدی ولمن دخل بیتی | |
| دعائے تعوذ رب اعوذبک من | | دعائے لوط علیہ السلام رب انصرنی | | دعائے نوح علیہ السلام رب | |
| ہمزات الشیاطین) | ۱۲۸ | علی القوم المفسدین | ۱۴۴ | لاتذر علی الارض الخ | ۱۶۱ |
| کفار ومشرکین کی دعا دنیا کی | | دعائے ابراہیم رب ہب لی الخ | ۱۴۶ | تفسیر سورہ فلق | ۱۶۲ |
| طرف لوٹنے کے لئے اور اس کا جواب | ۱۲۹ | دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم | ۱۴۸ | تفسیر سورہ ناس | ۱۶۵ |
| دوزخیوں کی دعا ربنا غلبت علینا الخ | ۱۳۰ | اللہم فاطر السموات والارض الخ | | مناجات فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ | ۱۷۰ |
| دعائے رب اغفر وارحم الخ | ۱۳۱ | دعائے حاملین عرش ربنا | | | |

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

دل پرور درا دوا قرآن — جان مجروح راشفا قرآن
ہرچہ جوئی زنص قرآن جو — کہ بود گنج علمہا قرآن

سلسلۂ علوم قرآن نمبر (۴)

متعلقہ فصاحت وبلاغت

# عِلْمُ الدُّعَاءِ مِنَ الْقُرْآنِ

اس رسالہ مین ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہی اور قرآن مجید مین
جو دعائین آئی ہین اونکی فصاحت وبلاغت بھی تبلائی گئی ہے

مُؤلّفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب وسنت

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۳ ہجری

قَدْ طُبِعَ فِي مَطْبَعِ دَكَنْ حَمَاهَا اللّٰهُ عَنِ الشَّرِّ وَالْفِتَنِ

قیمت ۱۲/ — نمبر ۱۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَجَعَلَ الدُّعَاءَ مُخَّ الْعِبَادَةِ وَهُوَ دَافِعٌ لِّكُلِّ بَلَاءٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَصْفِیَاءِ

رسالۂ علم الدعا من القرآن سلسلۂ علوم قران کا چوتھا نمبر ہے جیسا کہ استفہام و امر و نہی انشا کی شاخین ہین ویسا ہی دعا اور ندا بھی انشا کی قسمین ہین دعا اور ندا کے لغوی معنے پکارنے کے ہین فرق دعا اور ندا مین اسی قدر ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ دعا کے ساتھ ملکر آتا ہے ندا مین یہ ضرور نہین بلکہ ندا مین حرف ندا منادے پر لاکر منادی کو اپنے طرف متوجہ کرتے ہین پھر اوس سے مطلب بیان کیا جاتا ہے غرض کہ دعا مین اور ندا مین عام و خاص من وجہ کی نسبت ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ دعا ہی ہے اور ندا بھی یَا قَوْمِ مَالِیْ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ ندا ہے دعا نہین رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ دعا ہے ندا نہین دوسرا فرق دعا اور ندا مین یہ ہے کہ دعا ہمیشہ کم رتبے کا آدمی اعلی مرتبے کے شخص سے کرتا ہے ندا مین یہ ضرور نہین تیسرا فرق یہ ہے کہ دعا قریب کے لئے ہوتی ہے اور ندا بعید کے لئے۔ باعتبار لغوی معنے کے دعا کے مقام مین ندا اور ندا کے مقام مین دعا کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَاءً وَّنِدَاءً یعنے ان کافرون کی مثال مثل چوپائے جانورون کے ہے کہ جو محض آواز ہی آواز کو سنتے ہیں سمجھتے خاک بھی نہین لغت مین علاوہ پکارنے کے دعا کے اور بھی معنے ہین منجملہ اون کے ایک معنے تسمیہ ہی یعنے نام رکھنا جیسے۔ دَعَوْتُ اِبْنِیْ زَیْدًا یعنے مین نے اپنے بیٹے کا نام زید رکھا یا نام لیکر پکارنا۔ جیسے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا یعنی رسول اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اس امر کی مقتضی ہے کہ تم جیسے ایک دوسرے کا نام لیکر پکارتے ہو ویسا مت پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکر پکارو دوسرے معنے دعا کے سوال کے بھی ہین جیسے قَالُوا ادْعُ لَنَا (ای سل لنا) یعنے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ ہمارے لیے

اپنے پروردگار سے پوچھو۔ کہ اوس گائے کا رنگ کیسا ہے۔

تعریف دعا ادنے مرتبے کا شخص اعلی مرتبے والے شخص سے بصیغہ امر یا نہی جس بات کی درخواست عاجزانہ طور پر کرے دعا ہے۔

داعی جو شخص دعا کرتا ہے وہ داعی کہلاتا ہے۔

مدعو جس شخص سے بذریعہ دعا کسی امر کی درخواست کیجاتی ہے وہ مدعو ہے۔

مدعو بہ یا مدعا دعا سے جو امر کہ مطلوب ہے وہ مدعا یا امر مطلوب یا مقصد یا مدعو بہ کہلاتا

پہلے تو ہمارا خیال تھا کہ دعا اور ندا کو ایک ہی جگہ کر دین کیونکہ یہ دونون ایک دوسرے کے ہمزاد بھائی ہین لکن جب دیکھا کہ دعا اور ندا کے الگ الگ مسائل ہین اس لئے دعا کو ندا سے الگ کر دیا انشا اللہ تعالےٰ اس کے بعد علم الندا طبع کرایا جائیگا رَبَّنَا تَقَبَّلْ دُعَاءِ۔

## ضرورت دعا

ضرورت دعا دعا کے مانگنے اور نہ مانگنے مین علما کا بڑا اختلاف ہے اس بحث کو امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ہم اس کو یہان مختصر بیان کرینگے اور اوس کی ضرورت سے بھی ایک گونہ بحث کیجائیگی۔

شبہ اول بعض جہلا کہتے ہین کہ دعا سے کچھ فائدہ ہی نہین اور دعا کے مفید نہ ہونے پر یہ اَوِلّہ پیش کرتے ہین (۱) پہلی دلیل منکرین دعا کی یہ ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین واقع ہونے والا ہے یا نہین اگر واقع ہونے والا ہے تو وہ ضرور واقع ہوگا پھر دعا کی ضرورت نہین اگر نہین واقع ہونے والا ہے تو ضرور واقع نہ ہوگا پھر دعا مانگنا بیکار ہی

جواب شبہ اس شبہ کے دو جواب ہین پہلا جواب اس کا معارضہ بالمثل کے طریق سے ہے یعنے جس دلیل سے معترض نے اعتراض کیا ہے اوسی دلیل سے ہم اوس کا جواب دیتے ہین یعنے جیسا کہ تم مطلوب دعا کے متعلق کہتے ہو کہ آیا وہ وقوع پذیر ہے یا نہین اسیطرح ہم دعا کے مانگنے مین کلام کرینگے یعنے بندے کا دعا کے لئے اقدام کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالےٰ کی

علم مین ہے یا نہین اگر یہ کہو کہ اللہ تعالے کے علم مین ہے کہ بندہ دعا مانگے گا اور ہم اوس کی دعا کو قبول کرینگے تو پھر بندہ ضرور دعا مانگے گا پھر ابطال دعا کو جو تم کہتے ہو غلط ہوا اور اگر تم کہو کہ اللہ تعالے کے علم مین ہے کہ بندہ دعا نہین مانگے گا تو پھر انکار دعا کی ضرورت ہی نہین۔

دوسرا جواب | اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم کی کیفیت کسی کو معلوم نہین اور عقول انسانی اوس کے علم کے احاطہ سے عاجز ہین ہوسکتا ہے کہ ہم جس مطلوب کے غیر واقع خیال کرین وہ اللہ تعالی کے علم مین دعا کی وجہ سے واقع ہونے والا ہے یا جس مطلوب کو واقع ہونے والا قرار دین۔ وہ اللہ تعالی کے علم مین عدم دعا کی وجہ سے غیر واقع ہونے والا ہو پس علم کے ساتھ تو شبہ جب ہو سکتا کہ انسان کا علم ذات باری تعالی کے علم کو محیط ہوتا اور جب انسان کا علم ذات باری تعالی کے علم کو احاطہ نہین کرسکتا تو پھر اپنے طرف سے اٹکل پچو خیال باطل مطلوب کے وقوع اور عدم وقوع مین پکانا غلط ہوا۔

دوسرا شبہ | دوسرا شبہ مانعین دعا کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہر امر کو مقدر کر دیا ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔ اور جو امر مقدر ہے وہ ٹلتا نہین ضرور ہو کر رہے گا پھر دعا مانگنے سے کچھ فائدہ نہین جیسا کہ دوسری حدیث مین آیا ہے اَرْبَعٌ قَدْ فُرِغَ اَلْعُمْرُ وَالرِّزْقُ وَالْخَلْقُ وَالْخُلُقُ یعنے چار چیزون سے اللہ تعالی نے فراغت حاصل کرلی ہے عمر سے رزق سے پیدایش سے خصلت سے۔

جواب شبہ | اس شبہ کی بھی دو جواب ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شبہ جبریون کا ہے جو تعطیل اسباب کے قائل ہین یعنے اسباب الٰہی کو بیکار سمجھتے ہین ہم اون سے سوال کرتے ہین کہ انسان کے حق مین اللہ تعالی نے سیری سیرابی۔ اولاد کو لکھہ دیا ہے وہ ضرور واقع ہوگی خواہ انسان کہانا کہائے یا نہ کہائے پانی پیئے یا نہ پیئے نکاح کرے یا نہ کرے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ انسان سیراب جب ہی ہوتا ہے جب پانی پیئے سیری جب ہی ہوتی ہے کہ کہانا کہائے

اولاد جب ہی ہوتی ہے جب نکاح کرے جیساکہ ان سب امور کے لئے اسباب مقرر کردیئے ہین ویساہی دفع احتیاج کے لئے اسباب مقرر کردیئے ہین مثلاً جب آدمی محتاج ہوتا ہے توکسب معشیت پر مجبور ہوتا ہے علم سیکھتا ہے کسی فن مین کمال پیداکرتا ہے۔ اپنے پیٹ پالنے کے لئے نوکری یا کوئی سا پیشہ اختیار کرتا ہے پس جیسے دفع حاجات کے لئے یہ امور اسباب ٹھرے ہوئے ہین ویساہی ایک سبب عظیم دعا ہی ہے کہ بندہ اپنے احتیاج کو مالک حقیقی کے دربار مین پیش کرتا ہے اور یہی دعا ہے اللہ تعالے اوس کے لئے اسباب مہیا کردیتا ہے یہی قبولیت دعا ہے غرض کہ دعا کا انکار کرنا گویا اسباب سے انکار کرنا ہے اور یہ صریح البطلان ہے۔

دوسرا جواب

دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے حکمت آلہی اس امر کو چاہتی ہے کہ بندہ رجا اور خوف کے درمیان رہے کیونکہ مقام عبودیت کا یہی کمال ہے اگر باب دعا کو مسدود کردیا جائے تو رجا اور خوف جو عبدیت کا اقتضا ہے وہ پایا نہین جاتا اگرچہ ہم اس امر کا اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو تمام چیزون کا علم ہے اور اوس کی قضا اور تقدیر سب امور پر جاری ہے باوجود ان سب باتون کے پھر ہم تکالیف شرعیہ کے مکلف ہین۔ جیساکہ ہم باوجود تقدیر پر ایمان لانے کے اوس کے احکام کے مکلف ہین ویساہی ہم دعا مانگنے کے بھی مکلف ہین چنانچہ آیت اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ سے یہ حکم مترشح ہوتا ہے اسی اشکال کو صحابہ نے حضرت سے پوچھا تھا کہ جو کام کر رہے ہین آیا یہ ہماری تقدیر مین پہلے سے لکھے لئے گئے ہین اور اللہ تعالیٰ نے اون سے فراغت حاصل کرلی ہے یا بالکل نئے ہین کہ لکھے ہوئے نہین ہین آپ نے فرمایا نہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر فعل ہر چیز کو پہلے سے لکھ لیا ہے اور اوسی کے مطابق تم کر رہے ہو پھر صحابہ نے عرض کیا پھر ہم کس لئے کام کرین آپ نے فرمایا نہین باوجود تقدیر کا یقین رکھنے کے عمل بھی کرو کیونکہ جس عمل کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے وہی کام اوسکے لئے آسان کیا گیا ہے غرضکہ جیسا تقدیر کے ساتھ تدبیر اعمال کا حکم دیا گیا ہے ویساہی

تقدیر کے ساتھ تدبیر دعا کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا شبہ| جبکہ اللہ تعالی خود حکیم ہے اور بندون کی مصلحت سے واقف ہے پھر بندے کا دعا مانگنا بے کار ہے کیونکہ اگر اجراے مطلوب مین مصلحت خداوندی ہوگی توحسب اقتضاے حکیم جاری ہوکر رہیگی خواہ دعا مانگی جائے یا نہ مانگی جائے اور اگر مصلحت نہ ہوگی نہ جاری ہوگی۔

جواب شبہ| یہ اعتراض بھی کچھ نہین ہوسکتا ہی کہ اللہ تعالی کی مصلحت دعا کے ساتھ مرتبط ہو یعنے اللہ تعالی نے مصلحت کو دعا کے ساتھ معلق کردیا ہو کہ بندہ جب دعا مانگے گا ہم اوس کی دعا کو قبول کرینگے اگر اوس مین مصلحت سمجھینگے تو نافذ کرینگے نہین تو نہین۔

چوتھا شبہ| عقل سے اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ صدیقین کا مرتبہ بوجہ رضا بقضاے آلہی اعلی درجہ کا مرتبہ ہے کیونکہ اوس مین بندے کا الہی کی مرضی پر رہنا ہے برخلاف دعا کے اسمین بندہ اپنے مقصد کے موافق کسی امر کو چاہتا ہے خواہ وہ رضاے آلہی کے موافق ہو یا نہ ہو اس لئے دعا کی ضرورت نہین۔

جواب شبہ| ہم مانتے ہین کہ رضا بقضاے آلہی اعلی درجہ کا مقام ہے لکن دعا کا مانگنا رضا بقضاے آلہی کے منافی نہین ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی کی رضامندی دعا کے ساتھ ہو دوسرے یہ کہ دعا مین اپنی مذلت اور مسکنت کا اظہار ہے جو کمال عبدیت کا اقتضا ہے اور عدم دعا مین ایک طرح کا استکبار ہے جو عبدیت کے منافی ہے لہذا اگر اظہار مذلت کے بعد رضا بقضاے آلہی کا مقام حاصل ہو وہ بدرجہ اولی اتم اور اکمل ہے کہ جسمین صرف رضا ہی رضا ہو کیونکہ دعا مین مقام عبدیت اور مقام رضا دونون حاصل ہونگے۔

## قبولیت دعا کے متعلق مختصر بحث اور اوس کا جواب

قبولیت دعا اور عدم قبولیت دعا سے پہلے اس امر کو جاننا چاہیئے کہ اجابت دعا کیا چیز ہے اللہ تعالے کا وہ سچا وعدہ جس مین خلاف نہ ہو اجابت دعا ہے اب رہا قضاے حاجت یعنی مقصد کا پورا ہونا سو یہ امر دیگر ہے بندے کا کام اپنے مالک سے دعا مانگنا

یعنے عرض مطلب کرنا خدائے تعالیٰ کا کام اجابت دعا ہے یعنے اوسکے مطلب کو سُن لینا
غرض کہ ہر دعا کے ساتھہ اجابت دعا ہے لکن ہر دعا کے ساتھہ قضائے حاجت ضروری نہین
چونکہ انسان کے مزاج مین جلدی ہے (خلق الانسان عجولاً) اس لئے دعا کے بعد جب کام نہو
تو جھٹ کہہ بیٹھتا ہے کہ دعا قبول نہین ہوی حالانکہ دعا قبول ہوگئی لکن مقصد براری نہین ہوئی
غرضکہ قضائے حاجت سروست نہونے کے کئی اسباب ہوتے ہین یا تو یہ کہ اللہ تعالیٰ داعی کو
اوس مطلب کا اہل نہین سمجھتا یا یہ کہ اوس دعا کے خلاف مدعا مین مصلحت ہوتی ہے یا یہ کہ اوس
حاجت کا وقت نہین آتا یا وہ دعا آخرت کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا اللہ تعالےٰ کو خود
بندے کی الحاح اور زاری اور التجا پسند آتی ہے اس لئے اوس کی حاجت کے نفاذ مین
دیری ہوتی ہے نقل ہے کہ ایک دن بغداد مین قحط ہوا خلیفہ نے مسلمانون کو حکم کیا کہ
شہر سے باہر نکلکر پانی کے لئے دعا مانگین سب مسلمان باہر نکلکر دعا مانگے پانی نہین پڑا یہود
کو حکم ہوا کہ وہ نکلکر دعا مانگین سب یہود نے ملکر دعا مانگی پانی برسا خلیفہ سخت متحیر ہوا سب علما
سے اس کا جواب مانگا گیا کسی نے کچھہ جواب نہین دیا سہل بن عبداللہ تستری نے کہا کہ اے
امیر المومنین ہم مسلمانون کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی وجہ سے پسند کرلیا ہے
اور اسی محبت کیوجہ سے ہمکو اپنے دروازے سے الگ نہین کیا چونکہ اللہ تعالےٰ کو ہمارا گڑگڑانا
اور مانگنا پسند آتا ہے اس وجہ سے ہماری حاجت کو پورا نہ کیا اور یہود بے بہبود چونکہ مبغوض
ہین اس واسطے اللہ تعالیٰ جلدی اونکی حاجت کو پورا کرکے اونکو اپنے دروازے سے
الگ کردیا بھلا اوس شخص کا مرتبہ افضل ہوسکتا ہے جو باب شاہی پر کھڑا ہوا ہے یا اوس
شخص کا جو کچھہ دے کر ہنکا دیا گیا ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا قیام چار امور پہ ہے
ایک علما کے علم پر دوسرے امرا کے عدل پر تیسرے امراء کے سخاوت پر چوتھے
فقرا کی دعا پر۔

اشکال آیت اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور آیت اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو قبول کرتا ہے حالانکہ بسا اوقات داعی دعا مانگتا ہے لکن اوس کا کام نہین ہوتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مقبول نہین ہوئی پس دعا کا مقبول نہونا آیت کے خلاف ہوا۔

جواب اشکال | پہلا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ آیت اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ گو مطلق ہے لکن مراد اوس سے مُقَیَّد ہے یعنے اجابت دعا مقید بمشیت ہے جیسے آیت بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ سے معلوم ہوتا ہے یعنے مصیبت کے وقت تم اوسی سے دعا مانگتے ہو اگر اللہ چاہے تو جس مصیبت کے دور کرنے کے لئے تم دعا کرتے ہو اللہ اوس مصیبت کو دور کر دے آیت اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مطلب بھی یہی ہے یعنے تم دعا مانگو اگر ہم چاہینگے اور مصلحت سمجھینگے تو قبول کر کے حاجت کو پورا کرینگے اگر مصلحت نہین سمجھینگے تو حاجت کا نفاذ نہوگا۔

دوسرا جواب | اس اشکال کا دوسرا جواب قبولیت کے معنے پر موقوف ہے یعنے اگر قبولیت کے معنے سننے کے ہین تو بیشک اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا سنتا ہے اگر قبولیت کے معنے اوس دعا کا معاوضہ دینا ہے تو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہر دعا کا معاوضہ دیتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے دَعْوَۃُ الْمُسْلِمِ لَا تُرَدُّ لِاِحْدٰی ثَلٰثٍ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ یعنے مسلمان کی دعا کبھی رد نہین ہوتی بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے یا تو اوسی وقت اوس کو دنیا مین اوسکا معاوضہ ملجاتا ہے یا اوس کا کام ہو جاتا ہے یا آخرت مین ذخیرہ ہوکر رہتی ہے یا کم از کم اوس دعا کی برکت سے کوئی بُرائی دور ہو جاتی ہے۔

تیسرا جواب | دعا اور اجابت دعا کی توضیح معنے کے ساتھ یہ اشکال حل ہو سکتا ہے۔ دعا کے معنے توحید اور ثناء باری تعالیٰ کے بھی ہین جیسے بندے کا یہ کہنا یا اللہ الذی لا الٰہ الا انت اور حمد و ثنا کو دعا اس وجہ سے کہتے ہین کہ دعا مین بھی بندہ اللہ سے التجا کرتا ہے اور ثنا مین بندہ اللہ کو پکارتا ہے اب رہا دعاے اصطلاحی اسمین غرض مطلب ہوتی

اور دعا کی لغوی معنے محض پکارنا ہے عرض مطلب ہو یا نہ ہو غرضکہ تحمید وثنا بھی ایک طرح کی دعا ہے اور ایسی دعا جس مین ثنا ہو اوس کے قبول کرنے کو اجابت دعا کہتے ہین کلام مین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک لفظ کے دو معنے ہوتے ہین اور ہر ایک معنے دوسرے کے لازم اور ملزوم ہوتے ہین تو ایک معنے کہکر دوسرا معنے مراد لے سکتے ہین یہان پر بھی اجابت کے دو معنے ہین ایک معنی سُن لینا دوسرا حاجت کو پورا کرنا کبھی کلام مین اجابت کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے سماع رکھتے ہین آیت اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ سے بھی مراد ہے یعنے تم ہماری تحمید اور ثنا کرو اور ہمکو پکارو یا ہم سے مانگو ہم تمہاری تحمید اور ثنا اور التجا کو سنتے ہین اور کبھی سماع کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے قبول ہوتا ہے جیسا کہ نماز مین نمازی کا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی نے جو تحمید و ثنا قیام مین کہی اللہ تعالی نے اوس کی تحمید کو قبول کرلیا غرضکہ دعا اور اجابت دعا کے اگر یہ معنے لئے جاوین تو اشکال بالکل حل ہو جاتا ہے۔

چوتھا جواب | یہ چوتھا جواب اس اشکال کا یہ بھی ہے جیسا کہ دعا کے آداب ہین ویسا ہی داعی کے بھی آداب ہین منجملہ آداب داعی کے ایک ادب داعی کا یہ بھی ہے کہ اپنے مالک حقیقی کو جس سے دعا مانگتا ہے یہ بھی جانے کہ وہ کئی اوصاف سے موصوف ہے منجملہ اوصاف الٰہی کے یہ بھی وصف اوس کا ہے کہ وہ اوس فعل کو کرتا ہے کہ جو قضا وقدر اور اوس کے حکمت کے موافق ہو اور اوس فعل کو نہین کرتا جو قضا اور تقدیر کے موافق نہ ہو جب داعی یہ سمجھکر دعا کریگا تو اوس کو اجابت دعا کا یقین ہو جائیگا کیونکہ اگر اوس کا مدعا حاصل ہو گیا تو وہ سمجھ لیگا کہ یہ مطلب میرا جناب باری کے مصلحت کے موافق تھا اس لئے نافذ ہو گیا اور اگر مطلب حاصل نہ ہوا تو سمجھ جائے گا کہ اللہ تعالے کے تقدیر اور مصلحت کے موافق نہین تھا اس لئے نہین ہوا۔

پانچوان جواب | اس اشکال کا یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ دعا کے معنے عبادت کے لئے جاین

یعنے اُدْعُوْنِی کے معنے اُعْبُدُوْنِی کے ہین یعنے تم میری عبادت کرو اور اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے معنے اوس عبادت کا ثواب دینا اور اوس پر اجر جمیل عطا فرمانا سو ذات باری تعالےٰ ہر اطاعت گزار بندون کو اجر و ثواب دیتا ہے جیسے کہ دوسری آیت سے اس کی توضیح ہوتی ہے وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ یعنے اللہ تعالیٰ ایماندارون اور نیکوکارون کو اون کے ایمان اور نیکی کا اجر دیتا ہے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا فرماتا ہے۔

## دعا کے نہ قبول ہونے کے وجوہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ ابراہیم بن ادہمؒ سے کسی نے پوچھا کہ ہم دعا مانگتے ہین ہماری دعا قبول کیون نہین ہوتی حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اونہون نے کہا کہ دعا زندہ دلون کی قبول ہوتی ہے اور تمہارے دل مردہ ہین مردہ دلون کی دعا کیون قبول ہو پھر اون سے پوچھا گیا کہ دلون کے مردہ ہونے کے اسباب کیا ہین اونہون نے کہا کہ تمہارے دل پانچ وجہون سے مردہ ہوگئے ہین اول تو یہ کہ تم اللہ پر ایمان لائے اور اوس کو پہچانا لیکن اوس پر جیسا کہ چاہیئے ویسا بھروسہ نہین کیا۔ دوسرے یہ کہ تم قرآن پڑھتے ہو لکن اوس کے حدود کی حفاظت نہین کرتے یعنے اوس کے احکام پر نہین چلتے۔ تیسرے یہ کہ تم اس امر کے مدعی ہو کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہین لکن تم نے نبی کریم کی سنت کو چھوڑ دیا ہے چوتھے یہ کہ تم کہتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے لکن تم دشمن کی موافقت کرتے ہو پھر تم یہ کہتے ہو کہ ہم کو دوزخ کا خوف ہے پھر باوجود خوف کے تم اپنے کو دوزخ کا کندہ بناتے ہو پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ ہم جنت کو چاہتے ہین لکن تم جنتیون کے سے کام نہین کرتے پھر تمہاری یہ حالت ہے کہ جب تم اپنی مجلسون سے اوٹھتے ہو تو اپنے عیبون کو بالائے طاق رکھتے ہو اور لوگون کے عیبون کو بیان کرتے ہو یہ سب تمہاری بدکاریون نے خدا کو

غضبناک کر دیا ہے باوجود ایسے افعال کے تمہاری دعا اللہ تعالیٰ کیسے قبول کرے۔

## دعا کے شروط

اس بیان مین جہان تک ہو سکا ہم نے دعا کے شروط اور آداب قرآن سے لئے ہین اور جو شروط اور آداب قرآن سے ہمکو نہین ملے وہان پر ہم نے احادیث سے آداب دعا کو مستنبط کیا کیونکہ سلسلۂ علوم قرآن حتی الامکان قرآن سے احکام کو مستنبط کرے گا لکن اگر کوئی مسئلہ قرآن سے ہم کو بین نہین ملے گا تو حسب آیت وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا پر عمل پیرا ہو کر حدیث سی استنباط کرینگے دعا کے سات شرط ہین

(۱) پہلی شرط دعا کی یہ ہے کہ انسان کا کہانا یا پینا لباس حلال کمائی سے ہو کیونکہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مسافر پریشان حال غبار آلودہ اپنے ہاتھون کو آسمان کے طرف اٹھاتا ہے اور یا رب یا رب کہتا ہے حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اوس کا کہانا اور کمائی حرام غذا سے ہے پھر بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو اکل حلال کے لئے اللہ تعالےٰ خود قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ یعنے ہم نے جو چیزین تم کو دین ہین اوس مین سے اچھی پاکیزہ چیزین کہاؤ اور ظاہر ہے کہ حرام طیب نہین ہے اور حلال طیب ہے لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ (مایدہ ۱۳ع) پاکیزہ اور غیر پاکیزہ دونون برابر نہین ہو سکتے گو پلید کتنا ہی بہت ہو پلید ہی پلید ہے وہ اچھا نہین ہو سکتا۔

(۲) دوسری شرط دعا کی طہارت کاملہ ہے یعنے ظاہری طہارت بھی ہو (یعنے جنبی اور بے وضو نہ ہو) اور باطنی طہارت بھی ہو) یعنے دل مین کینہ اور نفاق اور حسد اور ریا نہ ہو طہارت کا ثبوت قرآن سے یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (بقرہ ع) اللہ توبہ کرنے والون کو اور پاک رہنے والون کو دوست رکھتا ہے حدیث شریف سے

ثبوت طہارت کا ابو درداء کی روایت سے ملتا ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے پہر دو رکعتین پڑہے
اور اپنے پروردگار سے دعا مانگے اللہ تعالے اوس کی دعا کو یا تو اوسی وقت قبول
کرکے اوس کا مقصد جاری کرتا ہے یا اوس کی نفاذ مین تاخیر کرتا ہے جب مصلحت
سمجھتا ہے جب پورا کرتا ہے۔

(۳) تیسری شرط دعا کی یہ ہے کہ اپنے گناہون کی معافی چاہے اور اپنے قصورون کا اعتراف کرے
اور اگر کسی کا مظلمہ اوس کے ذمہ ہو تو اوس کو چکالے کیونکہ اللہ تعالے سورہ نوح مین ارشاد فرماتا ہے
اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ
لَّكُمْ اَنْهٰرًا (سورہ نوح) نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے گناہون کی معافی چاہو کیونکہ
وہ بڑا بخشنے والا ہے اگر تم اپنے گناہون کی مغفرت مانگتے رہوگے تو اللہ برکت سے اور اپنی
عطیات سے آسمان کے دہانے تم پر کہول دیگا اور مال اور بیٹون سے تمہاری مدد کرے گا
اور تمہارے لئے باغ تیار کرے گا اور نہرین عطا فرمائے گا اور سورہ آل عمران مین ہے وَالَّذِيْنَ
اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ
وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران ۱۴ع) بہشت اون لوگون کے لئے تیار کی گئی ہے
کہ جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ کو یاد کرکے
اپنے گناہون کی بخشش چاہتے ہین (یعنے گناہ پر شرمندہ ہوتے ہین) اور اللہ کے سوا کون ہے جو
اونکے گناہون کو بخشے اور اپنے برے کامون پر جان بوجھ کر ہٹ دہرمی نہین کرتے اور
سورہ تحریم مین ہے تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اللہ کی جناب مین توبہ نصوح کرو یعنے اخلاص
کے ساتھ توبہ کرو۔

(۴) چوتھی شرط دعا کی اخلاص ہے یعنے دعا جو مانگے وہ خلوص دل سے بلا شائبہ ریا اور
شرک کے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ ۔ اللہ سے دعا مانگو اخلاص کیساتھ

(۵) پانچوین شرط دعا کی یہ ہے کہ حضور قلب سے دعا مانگے اور اجابت دعا کا دلمین یقین رکھے کیونکہ امام احمد نے عمدہ سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی آدم کے دل مثل ظروف کے ہین بعض دل زیادہ مخلص اور احفظ ہوتے ہین بہ نسبت بعض کے اے لوگو جب تم اللہ سے کوئی چیز مانگو تو اجابت دعا کا یقین رکھکے مانگو کیونکہ اللہ تعالی ایسے شخص کی دعا نہین قبول کرتا جو قلب غافل سے دعا مانگے اور آیت وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ بھی اسی کیطرف اشارہ کررہی ہے۔

(۶) چھٹی شرط دعا کی ادب اور اظہار ذلت اور خشوع اور خضوع ہے یعنے خدا کا خوف کرکے عاجزی اور فروتنی سے دعا مانگے کیونکہ اللہ تعالی اگلے انبیاؤن کی فضیلت مین بیان فرمایا ہے اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خَاشِعِیْنَ یعنے وہ لوگ نیک کامون مین جلدی کرتے تھے اور ہم سے جو مانگتے خواہش کرکے اور ڈر کر مانگتے تھے اور ہمارے آگے فروتنی سے دبے ہوے رہتے تھے۔ (انبیاء ع)

(۷) ساتوین شرط دعا کی عزیمت ہے یعنے قطعی طور پر یہ کہہ کر مانگے کہ اے اللہ تو میرے اس کام کو کردے یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے۔ فَلْیَعْزِمِ الْمَسْئَلَۃَ ای یجد فیھا وَیَقْطَعْھَا یعنے مانگنے مین کوشش کرو اور قطعی طور پر مانگو۔

## دعا کے آداب

(۱) دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیکی کا کام کرنا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے عمل صالح وسیلہ ہوتا ہے اجابت دعا کا جیسا کہ بخاری شریف مین عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے تین شخص راستے سے جارہے تھے اتنے مین بارش زور کی آئی تینون پہاڑ کے ایک درے مین گھس گئے اتفاقاً پہاڑ کی ایک چٹان غار کے منہ پر آگری غار کا منہ بند ہوگیا اب آپس مین ایک دوسرے سے صلاح کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے تینون کی یہ راے ٹھیری کہ جو کوئی نیکی کا کام اخلاص

کی راہ سے کیا ہے اوسی کو وسیلہ گردان کر جناب باری مین دعا کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ اس بلا سے
نجات دے ایک نے اون مین سے کہا کہ اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے کہ میری ماں باپ بوڑھے
ضعیف تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے مین اون کی پرورش کے لئے جانورون کو
چراتا جب شام کو آتا تو مین دودھ اون جانورون کا دوہتا اپنے بچون سے پہلے اپنے ماں باپ کو
پلاتا ایک دن ایسا ہوا کہ میرے جانور دور دراز کہین چرنے کے لئے چلے گئے مین بہت
رات گئے آیا دیکھا تو میرے ماں باپ سو گئے ہین اونکو جگانا مناسب نہین سمجھا اور اپنے
بچون کو دودھ پلا دون اور ماں باپ بھوکے رہین یہ بھی مناسب نہین خیال کیا وہ رات بھر
میرے پاؤن پر لوٹتے اور دودھ مانگتے رہے مین صبح تک اوسی حالت سے رہا جب صبح
ہوئی تو پہلے ماں باپ کو پلایا بعدہ بچون کو دیا اے اللہ اگر مین اس عمل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا
ہون تو اس مصیبت کو دور کر دے خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ تھوڑا سا حصہ اوس چٹان کا
غار سے ہٹ گیا دوسرے شخص نے یہ دعا کی کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میری ایک
چچیری بہن تھی مین اوس پر فریفتہ ہو گیا یہان تک کہ مین نے اوس سے وصال کی خواہش
کی اوس نے سو اشرفیان مجھہ سے مانگین مین محنت مزدوری کر کے سو اشرفیان جمع کین اور اوسکو
دینے کے لئے لے گیا جب مین اوس سے صحبت کرنیکا ارادہ کیا تو اوس نے کہا اے بندے
تو اللہ سے ڈر اور خلاف شرع مجھہ سے زنا مت کر مین جھٹ اوٹھہ کھڑا ہوا اے اللہ
اگر مین اس فعل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا ہون تو اس مصیبت کو ہم سے دور کر دے چنانچہ اس
کہنے سے چٹان اور ہٹ گئی تیسرے شخص نے کہا اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے مین نے
ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا جب وہ اپنی مزدوری سے فارغ ہوا تو کہنے لگا میری مزدوری
دلاؤ مین جو کچھہ غلہ اوس کی مزدوری مین ٹھیرا تھا اوسے دینے لگا اوس نے لینے سے انکار کیا
اور چلا گیا مین اوس غلہ کو زراعت مین لگایا چنانچہ اوس غلہ سے بہت کچھہ نفع ہوا یہان تک
کہ مین نے اوس سے گائے بیل اور چرواہے خریدے پھر ایک زمانہ کے بعد وہی مزدور آیا

اور کہا میری مزدوری دلا دیجئے اور میرا حق مت مارئیے مین نے کہا کہ یہ سب گائے اور چرواہے اور غلہ لے لے یہ سب تیرے غلہ سے ہوئے ہین اوس نے کہا اللہ سے ڈر اور میرے ساتھ دلگی مت کر مین نے کہا نہین یہ سب تمہارے ہین مین ٹھٹے سے نہین کہتا چنانچہ سب مین نے اوس کو دیدیئے اے اللہ اگر مین نے یہ کام خالصاً للہ کیا ہون تو تو اس مصیبت کو دور کر دے چنانچہ وہ چٹان پوری ہٹ گئی غار کا منہ کہل گیا تینون خیر و عافیت سے نکل آئے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے کوئی عمل صالح کرنا چاہئیے۔

(۲) دعا مانگنے کے وقت بہوکا ہو کیونکہ سیری عقل کو بگاڑتی ہے اور دلون کو مردہ کرتی ہے حدیث شریف مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے دلون کو بہت کہانے اور بہت پینے سے مت مارو کیونکہ دل کی مثال مثل کہیتی کے ہے اگر اوس مین پانی مناسب پڑا تو کہیتی اچھی رہتی ہے اگر پانی زیادہ ہوا تو کہیتی بگڑ جاتی ہے۔

(۳) دعا مانگنے کے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا کیونکہ نماز مین قبلہ کی طرف متوجہ ہونا واجب ہے اور خارج از نماز قبلہ کیطرف منہ کرکے دعا مانگنا مستحب ہے غرضکہ استقبال قبلہ کا حکم قرآن سے مستنبط ہوتا ہے قَوْلُہٗ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ (بقرہ ع) اے محمد تم اپنا منہ مسجد حرام کیطرف کرو اور اے مسلمانو تم جہان کہین ہو نماز مین اپنا منہ مسجد حرام کیطرف پہیرو (بقرہ ۱۷ع)

(۴) دوزانو ہو کر بیٹھنا کیونکہ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے تو خدائے تعالےٰ کے دربار مین بھی دوزانو ہو کر بیٹھے اور قرآن کی آیت سے دوزانو ہو کر بیٹھنے کا ثبوت اشارۃً ملتا ہے وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً اور قیامت کے دن اے محمد تم ہر امت کو دیکہوگے کہ دوزانو مودب بیٹھے ہوے ہوگی اور ہر ایک امت اپنے نامۂ اعمال دیکہنے کے لئے بلائی جائیگی۔

(۵) دعا سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہنا چنانچہ قرآن کی آیت سے

اس کا حکم نکلتا ہے وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (نحل ع)
جب اے محمد تم قرآن پڑھو تو شیطان رجیم سے پناہ مانگو یعنے یہ کہو کہ اے اللہ ہمکو شیطان رجیم
کے وسوسون سے بچالے جب مطلق قرآن کے لئے تعوذ شرط ہے تو ادعیہ قرآنیہ کے لئے
تعوذ کیون نہ ہو۔

(۶) تعوذ کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اس کا ثبوت بھی متعدد آیات قرآنی سے
ملتا ہے جیسے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (علق ع) اے محمد تم اپنے پروردگار خالق
کا نام لیکر پڑھو اور دوسری آیت وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل ع) اور
اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرو اور سب چیزون سے قطع کر کے اوسی کے طرف اپنا دل لگا
اور حدیث مین بھی آیا ہے كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِاسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ یعنی جو مہتم بالشان
کام اللہ کی نام سے نہ شروع کیا جائے وہ ناقص اور منقطوع ہے اب دعا سے بڑھ کر کون
مہتم بالشان امر ہوگا۔

(۷) تحمید ذات باری تعالیٰ یعنے دعا سے پہلے یا تو سورہ فاتحہ پڑھنا یا مطلقاً حمد و ثنائے
ذات باری تعالیٰ کرنا جبکہ قرآن مجید سورہ فاتحہ سے شروع ہوا ہے تو ادعیہ قرانیہ کیون تحمید
سے نہ ہو چنانچہ دوسری روایت كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ بھی آئی ہے۔

(۸) بعد تحمید کے تسبیح کہے یعنے یا تو مختصراً سبحان اللہ پر اکتفا کرے یا جیسے نماز مین
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ پڑھتے ہین ویسا پڑھے یا دعا سے
پہلے تسبیح و تقدس ذات باری تعالیٰ بجالائے اور اس کا ثبوت بھی متعدد آیات سے ملتا ہے
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنے اپنے پروردگار کی تسبیح اور تقدس کرو۔

(۹) اول و آخر دعا کے درود شریف پڑھنا جیسا کہ مطلقاً درود شریف منجر الی الثواب ہے تو
ویسا ہی دعا کی قوت درود شریف پڑھنا موجب استجابۃ دعا ہے چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہے
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درود شریف بھیجتا ہے تو مین بھی اوسکے لئے

دعا کرتا ہون وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ درود شریف کا حکم نص قرآنی سے ہے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اے ایمان والو تم اپنے نبی پر درود
وسلام بھیجو۔

(۱۰) دونون ہاتھون کو مثل فقیرون کے جناب باری مین پھیلا کر عرض حاجت کرنا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے مالک بن یسار سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اللہ سے دعا مانگو تو ہتیلیون کو پھیلا کر دعا مانگو اور جب فارغ ہو تو اپنے ہتیلیون کو منہ پر مل لو۔ رواہ احمد وابوداؤد۔ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

(۱۰) دعا مین تکرار ہو یعنے بار بار مانگی جائے کیونکہ ابن عدی نے کتاب کامل مین ابن مسعود سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی اون لوگون کو دوست رکھتا ہے جو دعا مین الحاح کرتے ہین اور مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت جب دعا مانگتے تو تین مرتبہ مانگتے۔

(۱۱) دعا مین سوال ایسا نہو جو باعث گناہ یا قطع رحم ہو مثلاً یہ کہے کہ میرا سودی روپیہ ملجائے یا فلان شخص اپنے بھائی یا قرابت دار سے جدا ہو جائے کیونکہ حدیث مین ابوہریرہ رض سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دعا بندے کی قبول ہوتی ہے بشرطیکہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ مانگی ہو۔

(۱۲) دعا مین سجع اور قافیہ بندی سے پرہیز کرے (یعنے قصداً مسجع اور مقفی عبارت بنا کر دعا نہ مانگے۔

(۱۳) ایسی دعاؤن کو جو قرآن وحدیث مین آئی ہین (یعنے دعائے ماثورہ) پڑہے۔

(۱۴) دعا مین ایسی مانگے جو جامع ہون قرآن وحدیث کی دعاؤن مین اگر غور کروگے تو اکثر دعائین جامع ملینگین۔

(۱۵) ضروری فرایض کو چھوڑ کر دعا نہ مانگے۔

(۱۶) اگر امام ہو تو دعا میں اپنی تخصیص نکرے مثلاً یہ نہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ بلکہ کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا غرضکہ جمع کا صیغہ دعا میں لائے کیونکہ ایک اعرابی آیا اور اوس نے اپنی دعا میں کہا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو خدا کی رحمت کو جو وسیع تھی تنگ کردیا اور روکدیا بلکہ یوں کہہ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا۔

## قبولیت دعا

(۱۷) قبولیت دعا سے پہلے اسباب قبولیت دعا کو فراہم کرنا یعنے خدا کے اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے باز رہنا کیونکہ اللہ تعالی بھی اوسی کی بات مانتا ہے جو اوس کی بات مانے اور اس کا ثبوت آیت اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (بقرہ ۲۳ع) سے ہے جب دعا کرنیوالا مجھکو پکارتا ہے تو میں اوسکی دعا کو قبول کرتا ہوں بندوں کو چاہیئے کہ اجابت دعا کو مجھہ سے چاہیں اور میرے پر ایمان لائیں یعنے مجھہ ہی پر بھروسہ کریں تاکہ اونکو ہدایت ملے۔ یعنے جب میں نے اون کو ایمان اور اطاعت کے طرف بلایا ہے تو اونکو بھی چاہیئے میرے اوامر کی اطاعت کریں اور نواہی سے باز رہیں جب وہ میری سنینگے تو میں بھی اونکی سنونگا۔ جب وہ میری نہیں سنتے تو میں کیوں اون کی سنوں۔

(۱۸) اللہ تعالے کے اسماء اور اوس کے صفات کو وسیلہ ٹھیرا کر دعا مانگنا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا اللہ تعالے کے اچھے اچھے نام ہیں اونکو وسیلہ ٹھیرا کر دعا مانگو (۲۲ع اعراف)

(۱۹) انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو وسیلہ ٹھیرا کر دعا مانگنا کیونکہ ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت ہے۔ کہ ایک اندھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مبارک میں آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کر دیجیے بینائی آجائے آپ نے فرمایا تو جا اور وضو کر پھر دو رکعت پڑہکر یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ) چنانچہ اوس نے دعا مانگی اللہ تعالے

فضل سے اوس کی بینائی آگئی

(۲۰) اولیاء اللہ اور صالح بندون کے وسیلہ سے دعا مانگنا کیونکہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط ہوا حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِعَمِّ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوب بارش ہوی۔

(۲۱) توسل باعمال صالحہ چنانچہ اس کے متعلق حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

(۲۲) اوقات اجابت دعا مین دعا مانگنا چنانچہ اس کی تفصیل آگے آتی ہے

(۲۳) دعا سے فارغ ہونے کے بعد دونون ہاتھون کو منہ پر مل لے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ یعنے جب تم دعا سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھون کو منہ پر مل لو یہ اشارہ ہے ایک تفاؤل نیک پر یعنے بندے کے ہاتھ برکات آسمانی اور فیوضات ربانی سے مملو ہین گویا اوس کو اپنے مالک سے استجابت دعا کی قوی امید ہوگئی ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ مین نے اپنے مالک حقیقی سے جو کچھ کہ مانگا اوس کو مالک نے دیدیا اوسکو مین تبرکاً اپنے آنکھون پر رکھتا ہون اور منہ سے چھوتا ہون اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بادشاہان مجازی کے پاس سے کوئی عطیہ ملتا ہے تو سر اور آنکھون پر رکھا جاتا ہے ویسا ہی ہاتھون کا منہ پر رکھنا ہے۔

(۲۴) قبولیت دعا مین جلدی نہ چاہئے یعنے یہ نہ کہے کہ مین نے دعا مانگی اور ابھی تک میرا کام نہوا کیونکہ صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بندہ بہتری مین رہے گا بشرطیکہ استجابتہ دعا مین جلدی نہ کرے صحابہ نے کہا یا نبی اللہ جلدی کرنے کے کیا معنے ہین آپ نے فرمایا یہ نہ کہے کہ مینے دعا کی تھی قبول نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالے دعا سب کی قبول کرتا ہے لکن اوس کام کے نفاذ مین بوجہ مصلحت کے دیری ہوتی ہے یا تو ذات باری تعالی اوس بندے کو اوس کا اہل نہین سمجھتا یا اوس کام کو ایک وقت پر اظہار کرتا ہے یا آخرت مین اوس کو اوس کا

ثمرہ ملتا ہے۔

## اوقات اجابت دعا

جیساکہ دعا مانگنے کے آداب وشروط ہین ویسا ہی قبولیت دعا کے اوقات بھی ہین مندرجہ ذیل اوقات مین دعا مقبول ہوتی ہے۔

(۱) رمضان کے مہینے مین کیونکہ رمضان ایسا مبارک مہینا ہے کہ اوسی مہینے مین قرآن ایک دم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا اور پھر وہان سے یوماً فیوماً بقدر ضرورت نازل ہوتا رہا جیساکہ آیت قرآنی سے معلوم ہوتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (بقرہ ۲۳ ع) اور دوسری حدیث مین ہے مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ یعنے جو شخص رمضان کے مہینے مین ایمان اور بطلب ثواب قیام لیل کیا تو اللہ تعالیٰ اوس کے اگلے گناہ بخشدیتا ہے اب رہا اجابتہ تو اوس کے بعد ہی کی آیت سے مستنبط ہوتا ہے أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ جب مجھ سے مانگنے والا مانگتا ہے تو مین اوس کے دعا کو قبول کرتا ہون جب کہ مطلق داعی کی دعا کو قبولیت ہے تو رمضان مین بدرجہ اولیٰ قبولیت دعا کو دخل ہوگا۔

(۲) شب قدر مین جیساکہ آیت إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ آتارا ہم نے قرآن کو شب قدر مین اے محمدؐ تم کیا جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے شب قدر وہ رات ہے جو ہزار مہینون سے بہتر ہے اجب قرآن شب قدر مین نازل ہوا تو ادعیہ قرآن بھی شب قدر مین پڑھی جاوین تو انسب للاجابتہ ہوگین لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ دوسری راتون سے ہزار درجہ مرتبہ مین بڑھی ہوئی ہے یا اس وجہ سے اوسکو لیلۃ القدر کہتے ہین کہ اوس مین موت اور اجل اور رزق کا اندازہ کیا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ اوس رات مین طاعات اور عبادات کو بہ نسبت اور ایام کی زیادہ فضیلت ہے اور قبولیت کو بھی اس رات مین زیادہ دخل ہے

(۳) عرفہ کے دن کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے خَیْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَۃ بہتر دعا وہ ہے جو عرفات مین مانگی جائے۔

(۴) جمعہ کی رات مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالبؓ سے فرمایا جمعہ کی رات مین ایک ساعت ہے اگر اوس ساعت مین دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

(۵) جمعہ کے دن مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے اچھا دن جسمین آفتاب طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔

(۶) آدہی رات مین کیونکہ ابی امامہ سے مروی ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کونسی دعا سنی جاتی ہے آپ نے فرمایا آدہی رات کی اور فرض نمازون کے بعد جو دعا مانگی جائے۔

(۷) پچہلی رات مین کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اللہ تعالیٰ ہر رات مین آسمان دنیا کے طرف نزول فرماتا ہے جب پچہلی رات کا تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے تو کہتا ہے کون شخص دعا مانگتا ہے تاکہ مین اوس کی دعا کو قبول کرون کون شخص مجہہ سے مغفرت چاہتا ہے مین اوس کی مغفرت کرون۔

(۸) جمعہ کے دن ایک ساعت ہے جسمین دعا قبول ہوتی ہے اب اوس کے تعین مین علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے سلام تک بعض کہتے ہین جمعہ کے دن مین عصر سے لیکر غروب آفتاب تک بعض روایت مین جمعہ کے دن طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک۔

## دعا کن حالتون مین قبول ہوتی ہے

(۱) اذان کے وقت کیونکہ حدیث مین سہل بن سعد سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت کی دعا کبہی رد نہین ایک اذان کے وقت ایک قتال کفار

کے وقت

(۲) اذان اور اقامت کے درمیان اس لئے کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کبھی دعا رد نہین ہوتی صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اوس وقت ہم کونسی دعا مانگین آپ نے فرمایا اللہ تعالی سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگو۔

(۳) اگر مصیبت زدہ شخص بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ و حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے دعا مانگے کیونکہ حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جب موذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہین اور دعا قبول کی جاتی ہے جب کسی کو مصیبت درپیش آئے یا کسی قسم کی تکلیف ہو تو موذن کی اذان کا انتظار کرے جب موذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو یہ بھی اللہ اکبر کہے جب وہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی کہے بعد ختم اذان کے یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ الصَّادِقَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا دَعْوَةُ الْحَقِّ وَكَلِمَةُ التَّقْوٰى اَحْيِنَا عَلَيْهَا وَاَمِتْنَا عَلَيْهَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خَيْرِ اَهْلِهَا اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا

پھر اوس کے بعد اپنی حاجت مانگے

(۴) اقامت کے وقت کیونکہ ایک حدیث مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اقامت کی تکبیر کہی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے قبولیت کے لئے کھل جاتے ہین۔

(۵) جب صفین قتال فی سبیل اللہ کے لئے قایم ہون کیونکہ اس کا ثبوت سورہ صف سے ملتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (صف ۱ ع)

(۶) سجدے کی حالت مین کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے مالک سے بہت قریب ہوتا ہے پس سجدے کی حالت میں کثرت سے دعا مانگو (مسلم) ۔

(۷) قرآن کریم کی تلاوت کے بعد کیونکہ ترمذی میں عمران بن حصین سے مروی ہے وہ ایک قاری قرآن پر گذرے جو قرآن پڑھ رہا تھا اور لوگوں سے مانگ رہا تھا اونہوں نے افسوس کی راہ سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ کہا پھر کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص قرآن پڑہے وہ قرآن پڑھکر اللہ ہی سے مانگے کیونکہ قریب میں ایسی قوم آئیگی جو قرآن پڑہے گی اور لوگوں سے مانگے گی

(۸) جب امام وَلَا الضَّالِّیْن کہے تو مقتدی آمین کہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اوس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں پس جسکا آمین کہنا ملائکہ کے آمین کے ساتھ ملجاتا ہے تو اوسکے اگلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں موطا میں ایک روایت آئی ہے کہ حضرت وَلَا الضَّالِّیْن کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (اٰمِیْن) فرماتے۔

(۹) زمزم شریف کا پانی پینے کے وقت کیونکہ ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زمزم شریف کا پانی جس نیت سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اوس نیت کو پورا کرتا ہے اگر کوئی بیمار بہ نیت شفا پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کی بیماری کو دور کر دیتا ہے اگر کوئی بھوکا سیری کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کو سیر کر دیتا ہے اگر کوئی شخص پیاس بجھنے کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کو سیراب کر دیتا ہے زمزم شریف کے کوئیں کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت ہاجرہ اور اسمعیل کے پانی پینے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ٹھوکر سے پھوٹ نکلا تھا حاکم نے اپنی روایت میں اس قدر اور زیادہ کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ سے اوس وقت وساوس شیطانی سے پناہ چاہکر پیا جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اوس کو وسوسوں سے بچا لیتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ جب پیتے تھے

یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ عِلۡمًا نَافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنۡ كُلِّ دَاءٍ
(۱۰) مرغ جس وقت بانگ دیتا ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ کہو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر چلاتا ہے۔
(۱۱) جب مسلمانوں کا اجتماع کسی ذکر یا نصیحت یا وعظ کے لئے ہو کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتوں سے وہ محفل بھر جاتی ہے اور رحمت الٰہی اونکو ڈھانک لیتی ہے۔
(۱۲) جب میت کی آنکھیں آسمان کو لگ جائیں اور اوس کے آنکھیں بند کرنے کے بعد اگر دعا مانگے تو اوس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ صحیح میں ام سلمہ کی حدیث سے روایت ہے جب ابو سلمہ کی وفات ہوئی تو حضرت تشریف لائے آنکھیں پھٹ کر آسمان کو لگ گئی تھیں آپ نے اونکی آنکھیں مینچ دیں اور آپ نے فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اوس کے پیچھے آنکھیں لگ جاتی ہیں اون کے اہل وعیال نے رونا شروع کیا آپ نے فرمایا تم ایسے وقت میں اونکے لئے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگو کیونکہ جو کچھ تم اس وقت کہو گے فرشتے آمین کہتے جائینگے پھر آپ نے ابو سلمہ کے لئے یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِاَبِیۡ سَلَمَةَ وَارۡفَعۡ دَرَجَتَهٗ فِی الۡمَھۡدِیِّیۡنَ وَاخۡلُفۡهُ فِیۡ عَقِبِهٖ فِی الۡغَابِرِیۡنَ وَاغۡفِرۡ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَافۡسَحۡ لَهٗ فِیۡ قَبۡرِهٖ وَنَوِّرۡ لَهٗ فِیۡهِ ایسی دعا پر کیوں نہ رشک کیا جائے کاش یہ کاتب الحروف ابو سلمہ کی جگہ پر ہوتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عاصی کے لئے دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ بِحُرۡمَةِ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ۔
(۱۳) جب میت کو سکرات ہونے لگے کیونکہ نسائی میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت مرنے کی قریب ہوتا ہے تو فرشتے آتے ہیں

ایسے وقت مین دعا بھی قبول ہوتی ہے

(۱۴) بارش کے وقت چنانچہ امام شافعی نے کتاب الأم مین ذکر کیا ہے کہ دعا پانی پڑنے کے وقت مقبول ہوتی ہے اور حصن حصین مین بھی ذکر آیا ہے۔

(۱۵) خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت چنانچہ طبرانی نے روایت کیا ہے ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مسلمان کی دعا خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت مقبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سورہ انعام کی پڑھنے کی حالت مین جلالتین کے درمیان اس سورہ پاک مین اللہ تعالے کا اسم مبارک دو مرتبہ آیا ہے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔

(۱۷) فرض نمازون کے بعد کیونکہ ابن السنی اور ابو الشیخ اور ابن نجار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو بندہ مومن ہر نماز کے پیچھے اپنے ہاتھون کو پھیلا کر یہ کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِلٰهِىْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِىْ فَاِنِّىْ مُضْطَرٌّ وَاَنْ تَعْصِمَنِىْ فِىْ دِيْنِىْ فَاِنِّىْ مُبْتَلًى وَاَنْ تَنَالَنِىْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّىْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِىَ عَنِّى الْفَقْرَ فَاِنِّىْ مُتَمَسْكِنٌ اللہ تعالی اوسکو کبھی نامراد نہین کرتا۔ آج کل اس مسئلہ مین بعض لوگون نے بڑا غلو کیا ہے وہ کہتے ہین کہ فرض نمازون کے بعد ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہین ملتا اس لئے اس کی کچھ ضرورت نہین لیکن اگر سب احادیث کو دیکھا جائے اور حضرت کے ادعیہ کو تلاش کیا جائے تو اکثر ہاتھ اوٹھا کر دعا آپ نے مانگی ہے اور جب خود حضرت ارشاد فرماتے ہین اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ چنانچہ یہ حدیث کنز العمال مین بھی ہے یعنے جب تم اللہ سے مانگو تو ہتیلیون کو پھیلا کر دعا مانگو اور امر تعمیم کے لئے ہے تو اوس سے صاف حکم مستنبط ہوتا ہے کہ خارج از نماز مین جب دعا مانگی جائے تو ہاتون کو اوٹھا کر دعا مانگی جائے دوسرے جب اللہ تعالے قرآن مین فرماتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِىُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

اللہ کی ذات غنی ہے اور تم سب محتاج ہو تو ہم کو بھی چاہیئے اپنے عرض مطلب کے لئے اپنے مالک حقیقی کے سامنے مثل فقیرون اور محتاجون کے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگین اور نماز پڑھکر اپنے عرض حاجت کے لئے ہاتھ نہ پھیلانا ایک طرح کا استکبار ہے جو بندون کے خلاف شان ہی

## اماکن الاجابتہ یعنے دعا کہان کہان مقبول ہوتی ہے

(۱) مطاف مین یعنے خانہ کعبہ کے طواف کے مقام مین وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ـــ (س حج) اور طواف کرین اوس قدیم گھر کا اور ظاہر ہے کہ طواف مین تسبیح اور تکبیر اور تہلیل کی جاتی ہے اور دعا مانگی جاتی ہے۔

(۲) مقام ملتزم مین یعنے دروازہ خانہ کعبہ اور حجر اسود کے درمیان جو مقام ہے کیونکہ حبیب بن صہبان سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین عمر بن خطاب کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور خانہ کعبہ اور رکن کے درمیان یا مقام ابراہیم اور دروازہ خانہ کعبہ کے درمیان یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (کنز العمال) اور طبرانی مین ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے ملتزم ہے جو کوئی آفت زدہ دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اوس کو آفت سے نجات دیتا ہے۔

(۳) میزاب رحمت کے نیچے یعنے حطیم کے اندر کیونکہ بقول صحیح حطیم بھی مطاف مین داخل ہے

(۴) زمزم شریف کے کوئین کے پاس چنانچہ اس کے متعلق اوپر ذکر آچکا ہے۔

(۵) خانہ کعبہ کے اندر کیونکہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے اوس کے سب جوانب مین دعا مانگی (صحیح مسلم)

(۶) صفا اور مروہ پہاڑ پر جیسا کہ آیت سے مستنبط ہوتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

(۷) صفا اور مروہ پہاڑ کے درمیان سعی کی حالت مین کیونکہ جب صفا اور مروہ پہاڑون کے درمیان دوڑتے تھین تو تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کہتے ہین اور یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اون کے علاوہ اور دعائین بھی مانگ سکتا ہے۔

(۸) مقام ابراہیم کے پیچھے اس کا ثبوت بھی قرآن سے ملتا ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی تعین مقام ابراہیم مین بہت سارے احادیث آئے ہین لیکن احادیث صحیحہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ مقام ابراہیم اوس پتھر کا نام ہے کہ جس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی دیوارین اٹھا رہے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مقام ابراہیم، وہ پتھر تھا جو دیوار خانہ کعبہ سے ملحق تھا اب سے پہلے اوس پتھر کو عمر بن الخطاب نے نقل کرا کے دوسرے مقام پر وہین رکھا دیا چنانچہ اس روایت کو عبد الرزاق نے اور بیہقی نے بسند صحیح نقل کیا ہے اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ مُصَلّٰی سے کیا مطلب ہے بعض کہتے ہین کہ مشاعر اور مشاہج ہین بعضون نے کہا کہ مُصَلّٰی سے مدعٰی ہے یعنے دعا کا مقام یعنے دعا وہان پر مانگو بعضون نے کہا کہ مصلی سے مراد قبلہ ہے یعنے اوس مقام کو کہ جس مقام پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بنا رہے تھے اوس مقام کو اپنا قبلہ قرار دو۔

(۹) عرفات مین وَاِذَا اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ طبرانی نے اپنی کتاب اوسط اور کبیر مین بسند صحیح ذکر کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کے لئے ساتھ مقام پر ہاتھ اٹھائے جائین (۱) جب نماز شروع ہو (۲) جب مسجد حرام مین داخل ہو (۳) جب خانہ کعبہ کو دیکھو (۴) جب صفا یا مروہ پہاڑ پر کھڑے ہو (۵) جب لوگ عرفات کے میدان مین جمع ہون (۶) مزدلفہ مین (۷) جمرۂ ثلثہ کے مقام مین یعنے جہان پر شیطان کو کنکریان مارتے ہین۔

(۱۰) صاحب نزول الابرار اور مصنف حصن حصین کہتے ہین کہ یہ امر کئی دفعہ آزمایا گیا ہے کہ ان کے علاوہ اور مقامات مین بھی دعا مقبول ہوتی ہے مسجد نبوی مین مسجد حرام مین مسجد

بیت المقدس مین بجلائنتین کے درمیان۔ طواف مین ملتزم کے پاس۔ قبور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس اور خاصکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کے پاس اور اس کا بھی تجربہ ہے کہ قبور اولیار اللہ اور قبور صالحین کے پاس بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

## دعا کن کن لوگون کی قبول ہوتی ہے

(۱) انبیا علیہم الصلوٰۃ کی دعا اپنی امت کے لئے اس کے ثبوت مین متعدد آیات آئے ہین

(۲) مضطر مصیبت زدہ کی دعا چنانچہ اس کا ثبوت آیت قرانی سے ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (سورہ نمل ع) جب مصیبت زدہ دعا مانگتا ہے تو سوائے خدا کے کون شخص اوسکی دعا کو سنتا ہے اور اوس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔

(۳) امام عادل کی دعا (۴) مسافر کی دعا (۵) والدین کی دعا اپنے اولاد کے لئے چنانچہ ان تینون شخصون کی دعا کے قبول ہونے کا ثبوت حدیث شریف سے آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصون کی دعا قبول ہونے مین کسی طرح کا شک نہین ایک مظلوم کی دعا دوسرے مسافر کی دعا تیسرے امام عادل کی دعا ایک روایت مین والدین کی دعا کا بھی ذکر آیا۔

(۶) جب کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے لئے غائبانہ دعا کرے اور اس پر یہ آیت دلیل ہے وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ اور نبی کریم کو ارشاد ہوتا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور نوح علیہ السلام نے دعا مانگی تھی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

(۷) توبہ کرنے والے کی دعا اس کا ثبوت اس آیت سے ہے وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ اوس کے طرف متوجہ ہوتا ہے اور حدیث شریف

مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن اور رات مین اللہ تعالی کے بندے آزاد ہوتے ہین اور ہر بندے کی دعا مستجاب ہوتی اور خاصکر وہ شخص جو اپنے گناہون سے توبہ کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اوس نے گناہ کیا ہی نہین

(۷) جو شخص رات کو جاگتا ہے اور تہجد کی نماز گذارتا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے جو شخص رات کو جاگے اور وضو کرکے یہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ تو اللہ تعالے اوس کے گناہون کو بخشدیتا ہے اور جو کچھ دعا مانگے اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو نماز پڑہی جاوے وہ نماز اوس کی مقبول ہوتی ہے۔

(۸) روزہ دار کی دعا جس وقت روزہ افطار کرے (ترمذی ابن ماجہ)

(۹) حاجی جب حج سے واپس ہو۔ جامع ابی منصور

(۱۰) مستجاب الدعوات شخص (یعنی وہ شخص کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے)

## اللہ تبارک وتعالی کا اسم اعظم

اللہ تعالی کے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے بارے مین بہت سارے احادیث آئے ہین چنانچہ احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ جو شخص اللہ تعالے کا نام (جو اسم اعظم ہے) پڑہکر دعا مانگے تو اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے لیکن اب اوسکی تعیین مین علما کا اختلاف ہے حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے کا اسم اعظم لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور ایک

روایت مین ابن حبان کی یہ آئی ہے اللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اور ایک روایت مین وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَکَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور ایک روایت مین یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہے اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم ان آیتون مین ہے وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ قاسم کہتے مین کہ میرے پاس وہ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ مین یہ کہتا ہون کہ ہر مسلمان کو جب کوئی سخت مشکل پیش آے تو وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑہے پھر (۷) مرتبہ درود شریف پڑہے بعد اُس کے رو بقبلہ ہو کر بیٹھے پھر بعد اوس کے اس دعا کے وسیلہ سے اپنے مطلب کو اللہ تعالی سے مانگے پھر بعد ختم کے (۷) بار درود شریف پڑہے انشاء اللہ تعالی اللہ تعالی اوس کی مقصد کو پورا کرے گا مگر احتیاط رکہے کہ بغیر ضرورت شدیدہ کے ایسا نہ کرے اور گناہ کے کام اور حقیر کامون کے لئے اور کسی مسلمان کو ضرر پہنچانے کیلئے یہ دعا نہ کرے اور نہ انتظام عالم مین دخل دے مثلاً سلطنت یا ملک یا بادشاہ کے بدلنے یا تباہ ہونے کے لئے نہ پڑہے ورنہ نفع کے بدلے نقصان کا اندیشہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ الٓمّٓ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ

الحیّ من المیّت و تخرج المیّت من الحیّ و ترزق من تشاء بغیر حساب
لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اللّٰھم انی اسألک
بانّ لک الحمد لا الٰہ الا انت الحنّان المنّان بدیع السمٰوٰت والارض
یا ذا الجلال والاکرام۔ یا حیّ یا قیّوم اللّٰھم انی اسألک بانی اشھد
انک انت اللّٰہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفوا احد۔ اللّٰھم انی اسألک باسمک الطاھر الطیب المبارک
الاحب الیک الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سئلت بہ اعطیت واذا
استرحمت بہ رحمت واذا استفرجت بہ فرجت اللّٰھم انی ادعوک
وادعوک الرحمٰن وادعوک البر الرحیم وادعوک باسمائک الحسنٰی کلھا
ما علمت منھا وما لم اعلم یا رب یا رب اللّٰہ لا الٰہ الا ھو رب العرش
العظیم سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح۔

اس کے بعد اپنی حاجت کہے۔ اب یہاں سے ہم قرآن کے ادعیہ کو شروع کرتے ہیں اور
ہر ایک دعا کی فصاحت و بلاغت بھی بیان کرتے ہیں۔

## قرآن مجید کی دعائیں

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمد للّٰہ
رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک
نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ اٰمین۔ ترجمہ۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں
شیطان مردود کے شر اور وسوسوں سے میں اس سورہ کو شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لیکر
جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے انصاف کے دن کا مالک وہی ہے ہم تیرے ہی عبادت
کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم کو ان لوگوں کی سیدھے راستہ پر چلا جن پر

غضب نازل ہوا نہ اون لوگون کے راستہ پر جن پر تیرا عتاب اور غصہ نازل ہوا۔ نہ اون لوگون کا راستہ جو راہ حق سے بہشک گئے یعنے ہم کو یہود اور نصارے کے راستہ پر مت لیچل اس سورت مین دعا تو صرف (اہدنا الصراط المستقیم ہے) لیکن اس سورت مین چند آداب دعا کا استنباط نکلتا ہے اس لئے ہم نے اس کو پورا لکھا کہ انسان دعا مانگنے سے پہلے تعوذ پڑہے پھر تحمید ذات باری تعالی کرے پھر عرض مطلب بیان کرے (بلاغت) اس دعا مین شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب بندے نے خدا کی تحمید کی اور اپنی عبودیت کا جملہ ایاک سے اعتراف کیا تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بندہ ہدایت پر ہے پھر (اہدنا سے دعا مانگنا تحصیل حاصل ہے

جواب شبہ | یہان پر حاصل الگ ہے اور مطلوب الگ۔ ہدایت اگرچہ حاصل ہے لکن جملہ اہدنا مین قائل نے محض ہدایت مراد نہین رکہی ہے بلکہ مزید ہدایت مراد رکہی ہے یا ہدایت پر ثابت قدم رہنا مراد رکہا ہے کیونکہ ہدایت کا صلہ لام سے ہوتا ہے یا الی سے تو اوسکی معنے ہوتے ہین صرف راستہ بتانے کے جیسے اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور جہان پر ہدایت کا کوئی صلہ نہ ہو اور وہ بنفسہ متعدی ہو تو وہان ہدایت کے معنے ایصال الی المطلوب کے ہوتے ہین یعنے اے مالک ہمارا مطلوب یہ ہے کہ ہم منزل مقصود تک پہونچ جائین اور تیرے نبی کے ہدایت پر قایم رہین یہ ہم تجہی سے مانگتے ہین تو ہی ہم کو ہمارے منزل مقصود تک پہونچا یعنے اپنی معرفت اور محبت عطا کر۔

صراط کی اصل سراط ہے جس کے اصل معنے نگلنے کے ہین چونکہ راستہ مسافرون کو اپنی منہ مین لیتا ہے یا یہ کہ مسافر راستہ کو طی کرتا ہے تو گویا اوس کو نگلتا ہے اس مناسبت سے صراط کو صراط کہتے ہین مُسْتَقِیْمٍ کے معنے سیدہا جسمین کسی قسم کی کجی نہ ہو اور وہ افراط اور تفریط سے بالکل خالی ہو جابر کہتے ہین کہ اس سے مراد دین اسلام ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین قرآن ہے بعضون نے کہا اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے ابو العالیہ کہتے ہین

کہ جس طریقہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہین فضیل بن عیاض
کہتے ہین حج کا راستہ بعضون نے کہا کہ وہ راستہ جس سے جنت ملے ابن عباس اہدنا کی تفسیر
بیان کرتے ہین (اے اللہ جو تیرا دین حق ہے اوسکو ہمارے دل مین ڈال اور ہمکو افترائے نفس
سے بچالے) مین کہتا ہون کہ اللہ تعالی نے خود اوسکی تفسیر بیان کر دی ہے یعنے جو منعم علیہم صدیقین
اور شہدا اور صالحین ہین اون کے راستہ کی ہمکو توفیق دے یہود جو مغضوب علیہم ہین
اور نصاری جو بہٹکے ہوئے ہین اون کے راستہ سے ہمکو بچالے۔

(۲) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا
هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔ (۸ ع بقرہ)

جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ تم کو ایک گائے ذبح کرنیکا حکم
دیتا ہے اون کی قوم نے کہا کیا تم ہمکو بناتے ہو یعنے ہمارے ساتھ دلگی کرتے ہو (موسی علیہ السلام
نے کہا) خدا کی پناہ اس سے کہ مین نادان ہون یعنے زمرہ جہلا مین ہونے سے مین پناہ چاہتا
ہون (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیون مین ایک خون ہو گیا تھا
اوس کے قاتل کا پتہ نہین چلتا تھا اوس کے وارث ہر کسی پر دعوی کرتے حضرت موسی سے اسکا
استغاثہ کیا حضرت موسی نے دعا کی حکم ہوا کہ ایک گائے کو ذبح کر کے اوس کی کوئی بھی ہڈی
مردے کو چھوا دو وہ زندہ ہو کر خود اپنے قاتل کو بتادے گا اس پر موسی علیہ السلام کی قوم نے
سمجھا کہ موسی علیہ السلام ہم سے دلگی کرتے ہین حضرت موسی نے جواب دیا کہ مین جہالت سے
پناہ چاہتا ہون جو کچھ حکم ربی ہوا ہے مین اوسکو سناتا ہون اس قصہ سے مقصود یہ ہے کہ
اللہ تعالی جس طرح سے اوس مردہ کو زندہ کر دیا اوسی طرح اور مردون کو زندہ کرے گا چنانچہ
یہ قصہ اثبات قیامت کے لئے لایا گیا ہے خیر یہان پر ہمکو اس کی تفصیلی بحث سے مطلب
نہین ہے جہان پر معجزات سے عقلی بحث کرینگے وہان اسکی باریکیون کو بھی بتا دینگے ہمکو تو صرف
یہان دعائے اعوذ باللہ کی بلاغت بیان کرنا مقصود ہے جو ہمارا اصل موضوع ہے

چونکہ یہ آیت دعائیہ قصہ طلب تھی اس لئے اوپر سے لکھی گئی ہے۔ (بلاغت) یہ جملہ تعوذ
جوایک طرح سے قوم کے سوال کا جواب بھی ہے اور تعوذ بھی موسیٰ علیہ السلام نے جب کہا جبکہ اونکی
قوم نے اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہا یعنے ایسے موسیٰ جو تم گائے کے ذبح کرنے کے لئے کہتے ہو
ہمارے ساتھ دلگی کر رہے ہو اور ہمکو بنا رہے ہو موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہین بلکہ مین تو
دلگی سے پناہ مانگتا ہون اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اوس کے جواب مین یہ کہنا چاہیے تھا لا
أَسْتَهْزِءُ بِكُمْ یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ یہان اس کو نہ کہہ کر
اعوذ باللہ من الجاہلین کہا اس مین بلاغت یہ رکھی کہ ہنسی یا دلگی مین آدمی جو مشغول ہوتا ہے
وہ بسبب جہالت کے مشغول ہوتا ہے کیونکہ سبب مسخرگی کا جہالت ہے اور منصب نبوت
اس امر کا مقتضی نہین ہے کہ دلگی پر اقدام کیا جائے کیونکہ ٹھٹا یا دلگی کرنا انبیا کی شان سے
بعید ہے یعنے ٹھٹا کرنا تو کجا جو دلگی کا سبب جہالت ہے اوس سے بھی مین پناہ مانگتا ہون
جیسے کہتے ہین کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَدَمِ الْعَقْلِ وَغَلَبَةِ الْهَوٰى غرضکہ اس دعا مین مسبّب
(استہزا) کو چھوڑ کر سبب (جہل) کو بیان کیا تاکہ کمال مبالغہ عدم استہزا مین ثابت ہو کیونکہ سبب
کے نفی ہونے سے مسبب کی بھی نفی ہو جائیگی اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے جہالت
اور دلگی دونون برے ہین۔ اچھا تو اب دوسرا شبہ ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صرف اس قدر
کہدے ہوتے اعوذ باللہ من الجہل اتنا طول جملہ کیون بیان کیا اس کا جواب یہ ہے کہ
مین کیا ٹھٹا کرون مین تو ٹھٹے کرنے والون کے زمرہ مین شمار ہونے سے بھی پناہ مانگتا ہون
جیسے کہتے ہین کہ خدا ایسی صحبت سے بچائے۔

دوسری بلاغت اس مین یہ رکھی گئی ہے کہ جب مین اس امر کو جانتا ہون کہ دین مین ٹھٹا
کرنا ایک بہت بڑی وعید اور عذاب کا موجب ہے پھر مین بھلا تم سے کیون ٹھٹا کرنے لگا
بعضون نے کہا کہ نہین جہل بمعنے ٹھٹے کے بھی آیا ہے کیونکہ بعض اہل لغہ نے کہا ہے
جیسا کہ جہل علم کا ضد ہے ویسا ہی حلم کا بھی ضد ہے غرضکہ موسیٰ علیہ السلام نے اس قول

مین دعا بھی مانگی اور جواب بھی دیا اور اس امر کو بتلا دیا کہ ٹھٹھا کرنا بہت بڑا گناہ ہے ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا
ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ
مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ
الْعَلِیْمُ ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا
اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

(۱۵-ع بقرہ)

اور (اے محمد بنی اسرائیل کو وہ وقت بھی) یاد دلاؤ جب ابراہیم اور (انکے ساتھ) اسمٰعیل (دونون) خانہ کعبہ کی بنیادین اوٹھا رہے تھے (اور یہ دعائین مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول کر بیشک توہی (دعا کا سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے اور اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنا (بندہ) فرمان بردار بنا اور ہماری نسل مین ایک گروہ پیدا کر جو تیرا مطیع اور فرمانبردار ہو اور ہمکو اپنے گھر کے عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصورون سے درگزر کر بیشک توہی بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے اور اے ہمارے پروردگار (ان کے والون مین) ان ہی مین سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتین پڑھ کر سنائے اور اونکو کتاب آسمانی اور حکمت کی باتین سکھلائے اور اونکو (عیوب نفسانی سے) پاک اور ستھرا کرے بیشک توہی با اختیار اور صاحب تدبیر ہے ۔

(بلاغت) یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے جب مانگی جبکہ خانہ کعبہ بن چکا تھا کیونکہ امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ آیت (اذ یرفع الی آخرہ) اگرچہ تلاوت میں موخر ہے لکن معنے کے اعتبار سے مقدم ہے اس دعا سے ابراہیم علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ شہر مکہ ایک ایسا شہر تھا جہان نہ کچھ کھیتی ہوتی تھی اور نہ وہان کوئی درخت اوگتا تھا اگر امن نہ ہوتا تو اطراف واکناف سے غلہ وغیرہ کیونکر آتا لوگون کی زندگی دشوار ہوجاتی اس لئے پہلے امن کی دعا مانگی اب اس مین مفسرین کا اختلاف ہے کہ امن کے کیا معنے ہین بعضون نے کہا اس سے مراد خوف سے بچاو ہے بعضون نے کہا امن قحط سے ہے قاضی ابوبکر رازی کہتے ہین کہ یہان مراد امن سے قتل سے بچنا ہے کیونکہ اگر امن من القحط مراد ہوتا تو وارزق اھلہ من الثمرات سے دعا مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی۔ اب رہا یہ امر کہ امن کی اضافت بلد کے طرف کیون کی گئی یہان پر مجاز کہا گیا یعنے ظرف کہا اور اوس سے مراد مظروف رکھا جیسے کہتے ہین عیشۃ راضیہ حالانکہ عیش مرضیہ ہوتی ہے یعنے اے اللہ یہان کے رہنے والونکو سب بلاؤن اور آفتون سے بچالے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کرلیا اور اپنے فضل وکرم سے شہر مکہ کو باعث امن کردیا جو کوئی وہان جاکر ٹھہرجاتا ہے وہ امن اور چین سے رہتا ہے کوئی اوسکو قتل نہین کرسکتا نہ اوس کو مارسکتا ہے سو دوسری دعا (وارزق الخ) بھی قبول ہوگئی جب اونہون نے یہ دعا مانگی اللہ تعالی نے زمین طایف کو فلسطین سے لاکر یہان پر رکھا چنانچہ مکہ معظمہ مین جو کچھ میوہ وغیرہ آتا ہے وہ طایف سے آتا ہے اب ابراہیم علیہ السلام نے من امن منہم باللہ والیوم الآخر کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ جب اونہون نے اپنی منصب نبوت اور امامت کے لئے یہ دعا کی کہ اپنے اولاد مین رہے تو اللہ تعالی نے کہا لا ینال عھدی الظلمین۔ یعنے منصب نبوت اور امامت ایک ایسا منصب ہے جو گنہگارون اور ظالمون کو نہین ملسکتا ہے اس سے ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ رزق بھی اللہ جو دیگا تو مومنین ہی کو دیگا اس لئے اونہون نے رزق کے دینے کیلئے

مومنین کو خاص کیا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رزق ایک ایسی چیز ہے جسکی وسعت کافر اور مومن سب کو ہونا چاہیے اس لئے جو کافر ہین اونکو بھی ہم رزق دینگے پھر عذاب دوزخ کیطرف لیجائی گین غرضکہ اس دعا مین اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اس امر پر واقف کیا کہ اللہ کی رحمت کو تم مختص مومنین کے ساتھ مت کرو بلکہ رزق تو ہم تہوڑے دنون کافرون کو بھی دینگے۔

یَرْفَعُ مین یہ بلاغت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو امر پہلے گزر چکا ہوتا ہے اوس کو بصیغہ مضارع اس غرض سے بیان کرتے ہین کہ اوس صورت ماضیہ کی تصویر سامنے بخوبی کہیچ جاے یعنے اے محمد تم دیکہو تو معلوم ہوگا کہ ابراھیم اور اسمعیل علیہ السلام اب گھر کو بنا رہے ہین اور پاے رکہنے کے لئے گارے لا رہے ہین اور یہ دعا مانگتے جا رہے ہین۔ یہان رفع قواعد سے مراد ہے کہ اونکی دیوارین اوٹہا رہے ہین۔ اصل تو یہان قواعد البیت کہنا چاہیے تہا لکن ایسا نہ کہکر پہلے قواعد مین ابہام کیا اور پھر اوس کے بعد من البیت سے بیان کیا تا کہ شان اور عظمت خانہ کعبہ کی معلوم ہو کیونکہ ابہام کے بعد بیان کسی امر کا اوسکی عظمت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔

تَقَبَّلْ مِنَّا کی تفسیر مین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے متکلمین نے کہا ہے کہ عمل کی دو قسمین ہین ایک عمل مقبول دوسرا عمل مردود جس عمل سے خدائے تعالےٰ راضی ہوتا ہی اور اُس پر ثواب دیتا ہے وہ مقبول ہے اور جس سے راضی نہین اور اوس پر ثواب نہین وہ مردود ہے غرضکہ رضا اور قبول آپس مین لازم اور ملزوم ہین۔ یہان پر تقبل کا لفظ مجازاً لایا گیا ہے اور وہ مَتَلازِمَین سے ایک لازم مراد رکہا ہے یعنے تقبل کہا گیا ہے اور مراد اوس سے رضامندی رکہی گئی ہے غرضکہ اس دعا مین ابراھیم علیہ السلام نے اپنے فعل کو تشبیہ دی ہے رضا کے ساتھ جیسا کہ بادشاہ ہدیہ کو قبول کرتا ہے تو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ راضی ہے اسی طرح اے مالک یہ خانہ کعبہ کو ہم بنا کر تیرے پاس پیش کر رہے ہین تو اوسکو قبول کر لے یعنے ہمارے اس کام سے جو حسبةً للہ کیا گیا ہے تو اوس سے راضی ہو۔

عارفین مضامین قرآنی قبول اور تقبل مین فرق کرتے ہین جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین عَلَیْکُمْ بِقَبُوْلِ الْعَمَلِ اَشَدَّ اِهْتِمَامًا مِنَ الْعَمَلِ فَکَیْفَ یُقْبَلُ عَمَلٌ یُتَقَبَّلُ
یعنے عمل کرنے سے پہلے قبول عمل کا اہتمام شدت سے کرو کیونکہ وہ عمل کیونکر قبول کیا جائیگا
جس عمل مین تکلف ہو کیونکہ تقبل کہتے ہین تکلف سے کسی بات کے قبول کرنے کو اور یہ جب ہوتا ہے
کہ عمل ناقص ہو اور وہ قابل قبول نہ ہو پس ہر دو حضرات علیہم السلام نے اپنی دعا مین تقبل کا لفظ
لائے اس امر کے اظہار کے لئے کہ اے پروردگار ہم عاجزی اور انکساری سے کہتے ہین کہ ہمارا
یہ فعل ایسا عمدہ نہین ہے کہ قابل قبول ہو کیونکہ تیری شان کے لایق نہین لکن ہمکو تیری درگاہ سی
اُمید ہے کہ اوسکو قبول کرلے غرضکہ تقبّل مین وہ بلاغت ہے جو اقبل مین نہین ہے اور
اس مین نکتہ یہ بھی رکھا گیا کہ ہم خادمان درگاہ آلہی ہین ہمکو مقصود اس عمل سے ثواب حاصل کرنا
نہین ہے یہ تیرا اختیاری فعل ہے چاہے تو اس پر ثواب دے یا نہ دے لکن تیرے طرف
سے ہمارے اس فعل کا قبول ہونا بھی ہمارے لئے سب سے عمدہ اور بہتر ثواب ہے دوسری
بلاغت اس مین یہ رکھی ہے کہ اے مالک ہم اس عمل کو تیرے پاس مخلصانہ لیکر آئے ہین
اب ہم اس لئے گڑگڑا رہے ہین کہ آپ اسکو قبول کر لیجئے اور اس پر ثواب دیجئے چنانچہ
متکلمین کا یہی مذہب ہے اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے کیونکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اعمال پر
ثواب دینا خدا پر واجب اور لازم ہے اگر عمل پر ثواب لازم ہوتا تو اس تضرع اور زاری کی ضرورت
ہی کیا تھی اس واسطے کہ یہ تحصیل حاصل ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہم آگ کے
بارے مین کہین کہ گرم ہوجا یا اولے کے بارے مین کہین کہ سرد ہوجا اس لئے کہ یہ عمل
حاصل ہے جبکہ آگ خود گرم اور اُولہ خود سرد ہے کیونکہ متکلمین کے پاس تقلیب ماہیت خدا
کی قدرت سے بعید نہین ہوسکتا ہے کہ آگ ویساہی روشن رہے اور سرد ہوجائے
جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوگی قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا اور یہ بھی
ہوسکتا ہے کہ اولا اور برف آگ ہوجائے اگر معتزلہ کے اس قول کو مان لیا جائے کہ اللہ

پر ثواب دینا لازم ہے تو اس قسم کی دعا اور تضرع پر ثواب مرتب نہ ہوا اور یہ دعا بالکل ناکارہ ہو جائے غرضکہ اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین اللہ کو ثواب دینا واجب اور لازم ہے ہم یہ کہتے ہین کہ خدا پر کچھ واجب نہین اوسکو اختیار ہے چاہے دے چاہے نہ دے بادشاہ ہے یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید بعد اس دعا کے اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کہا گیا اسمین یہ نکتہ ہے کہ اے اللہ ہماری اس عاجزی اور انکساری کا سننے والا تو ہی ہے اور علیم اس لئے کہا کہ اے اللہ تو ہی ہمارے نیتون کا جاننے والا ہے کہ اس مین ہم نے کس خلوص سے کام لیا ہے۔

**شبہ** جبکہ دونون مسلمان تھے تو پھر اس امر کی دعا کہ اے اللہ تو ہمکو مسلمان کر اس کے کیا معنے ہون گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہان مراد اونکی اسلام پر ثابت قدم رہنا ہے اللہ تو ہمکو ایسا مضبوط کر کہ ہم اسلام پر ثابت قدم رہین اور مِن ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ کے معنی یہ ہین کہ ہماری اولاد مین کسے یا تو بعض کو یا سب کو اپنا اطاعت گزار کر پس اگر تبعیضیہ لینگے تو اوس سے مراد یہ ہوگا کہ ہماری ذریۃ مین سے ایک ذریۃ کو اپنا اطاعت گزار کر رکھہ چنانچہ اسیطرف ابن جریر بھی گئے ہین اور کہتے ہین کہ ذریۃ سے مراد عرب ہے یعنے ہماری اولاد مین سے قوم عرب کو اپنا مطیع اور منقاد کر رکھہ یا عام مراد رکھی ہے کہ جو ہماری اولاد تجھہ پر ایمان لائے اونکو اپنی اطاعت گزار جماعۃ کر رکھہ اب امت کے معنے مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ امت سے مراد جماعت ہے بعض کہتے ہین کہ اُمت کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ کَانَ اِبْرَاهِیْمَ اُمَّةً قَانِتًا اُمت کا اطلاق دین پر بھی ہوتا ہے زمانہ پر بھی اطلاق امت کا ہوتا ہے جیسا کہ وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَیْ بَعْدَ زَمَانٍ بعضون نے کہا کہ امت سے مراد اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ آیت وَابْعَثْ فِیْہِمْ رَسُوْلًا سے معلوم ہوتا ہے۔

مَنَاسِکَ سے مراد آداب حج ہین یعنے اے اللہ تو ہمکو آداب حج سکھلا چنانچہ اللہ تعالے نے دعا قبول کی اور جبرئیل علیہ السلام آکر ابراہیم اور اسمٰعیل کو آداب حج سکھلائے۔

وَتُبْ عَلَيْنَا سے مراد یہ ہے کہ ہمکو موت کے وقت دین پر ثابت قدم رکھہ کیونکہ اگر توبہ سے مراد ہماری گناہون سے تجاوز کرنا ہو تو انبیا تو معصوم ہین یا توبہ سے یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ ہم مین سے جس نے ظلم کیا اون کے ظلم سے درگذر کر کیونکہ تو بڑا توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

حل مسئلہ توبہ انبیا | انبیا سے گناہون کے صادر ہونے مین دو فریق ہین ایک فریق تو یہ کہتا ہے کہ انبیاؑ ون سے گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اونہون نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کیونکہ اگر انبیا سے گناہ صادر نہ ہوتے تو توبہ کیون کرتے اس کا جواب معتزلہ یہ دیتے ہین کہ انبیاؤن سے کبیرہ گناہ صادر نہین ہوتے صغیرہ گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اس آیت مین اونہون نے صغیرہ گناہون سے معافی چاہی ہے لکن یہ جواب کچھہ ٹھیک نہین ہے کیونکہ جب توبہ صغیرہ گناہون کی کفارہ ہوتی ہے تو کبیرہ گناہون کی بھی ہوسکتی ہے تو پھر توبہ کو صغیرہ کے ساتھہ مختص کرنا تخصیص بلا مخصص ہے دوسرے یہ کہ توبہ ازالۂ معصیت کا نام ہے عام اس سے کہ وہ معصیت چھوٹی ہو یا بڑی جب سرے سے معصیت ہی نہین تو ازالۂ معصیت کیا۔

عمدہ جواب | عمدہ جواب اس کا یہ ہے کہ یہان اگرچہ توبہ کا لفظ کہا گیا ہے لکن یہان پر انتہا درجہ تحرز عن المعصیۃ مراد رکہا گیا ہے یعنے اپنے کو گناہون سے شدت کے ساتھ بچانا کیونکہ جو شخص باوجود شدت کے ساتھہ گناہون سے بچنے کے پھر توبہ کرے اور پھر اپنی صورت مثل پشیمان اور قصوروار کے ظاہر کرے تو وہ دوسرے کے لئے زیادہ تر باعث ہوگا ترک گناہ پر یعنے اے اللہ باوجود ہم گناہون سے بچے رہنے کے ہی پھر ایسے پشیمان اور قصوروار ہین کہ ہماری حالت مثل گنہگارون کی ہے جو کہ توبہ کرتے ہین۔

دوسرا جواب | اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو بندہ اپنے مالک کی اطاعت مین زیادہ سرگرم اور کوشان رہتا ہے وہ اس امر سے بھی بہت ڈرتا رہتا ہے کہ کچھہ قصور اطاعت مین

سہواً ہو جائے یا کوئی کام غفلت سے ایسا ہو جائے جس کو نہ کرنا بہتر تھا کر دیا گیا چونکہ مقربین
کو زیادہ حیرانی رہتی ہے اور اولوالعزم لوگون کے شان سے تہوڑا سا قصور بھی بڑا گناہ گنا جاتا ہے
اسی لیے تُبْ عَلَیْنَا مین اس امر کو ظاہر کیا کہ اے مالک اگرچہ ہم تیری اطاعت کرتے ہین لیکن پہر
بھی ہم سے اگر کسی قسم کا قصور سہواً ہو گیا ہو یا کسی بہتر کام مین ہم سے فروگذاشت ہو گئی ہو تو اوسکو
معاف کر دے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

تیسرا جواب اس شبہ کا تیسرا جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اونکی اولاد
مین کوئی نہ کوئی ظالم اور عاصی بھی ہونگے اس لئے اونہون نے اس امر کی دعا کی کہ اے مالک
ہماری اولاد مین کچھ گنہگار ہو جاوین تو تو اونکو توبہ کی توفیق دے تُبْ عَلَیْنَا کے معنے مین
ای تُبْ عَلَی الْمُذْنِبِیْنَ مِنْ ذُرِّیَّاتِنَا ہے یعنے اے اللہ ہماری اولاد مین جو گناہ کا کام کرے اور
توبہ کرے تو تو اونکی توبہ قبول کر کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ جب بیٹا کوئی قصور کرتا ہے تو باپ
شفقت کی راہ سے اوس کی طرف سے معذرت کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آپ اس کا قصور
معاف کیجئے اسکا قصور گویا میرا قصور ہے کیونکہ اولاد بھی بمنزلہ اوس کے ہوتی ہے اور یہ معنی
پر کئی دلیلین ہین ایک تو آیت وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ
النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور دوسری دلیل ایک قرأت وتب
علیہم بھی آئی ہے۔

تیسرا جواب اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ افعال کا خالق خدا نہین ہے
بلکہ بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے اون پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ توبہ بھی بندہ کی مخلوق ہو
تو اللہ سے طلب کرنا اوس کا محال ہوگا کیونکہ طلب تو اوس کی کیجاتی ہے جو اوس کے
پاس نہ ہو اور جو چیز کہ اوس کے پاس ہو اوس کے طلب کرنے کے کیا معنے۔ اس کا جواب
معتزلہ یہ دیتے ہین کہ ہم توبہ کو اس واسطے طلب کرتے ہین کہ اللہ نے خود طلب توبہ کا
حکم دیا ہے اور کہا ہے تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

اگر توبہ اللہ کا فعل ہوتا تو بندے سے اوسکا طلب محال ہوتا غرضکہ جس بات سے ہم دلیل
لیتے ہین وہی دلیل اولٹی وہ ہم پر وارد کرتے ہین اس کا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ یہان ہم توبہ کی
معنے رجوع کے لیتے ہی نہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ اے اللہ تو ہمکو توفیق توبہ کی دے یا بندے جو تیری
طرف رجوع کرتے ہین تو اونکی توبہ قبول کرلے اور ظاہر ہے کہ یہ فعل خدا کا ہے بندونکا نہین
غرضکہ توبہ بھی خدا ہی کا فعل ہوا بندہ کو کچھ دخل نہین اور اس ہمارے قول کی تائید مین کئی وجوہات
ہین پہلی وجہ یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کوئی سبب جو موجب توبہ ہو نہ پیدا کرے توبہ کا حصول
محال ہے اور ظاہر ہے کہ سب اسباب کا پیدا کرنے والا خدائے تعالیٰ ہی ہے جب یہ مسلم ہے
تو توبہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے طرف سے ہے۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے جسکو امام غزالی رحمۃ اللہ
نے بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہتے ہین کہ توبہ کے تین مراتب ہین پہلا علم توبہ کا مرتبہ ہے دوسرا حالت
توبہ کا مرتبہ ہے تیسرا عمل توبہ کا مرتبہ ہے۔

علم توبہ کا مرتبہ یہ ہے کہ انسان گناہ کے ضرر کو پہچانے کہ گناہ سے کیا کیا ضرر ہوتے ہین اس
پہچاننے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب تائب کو معلوم ہو جائیگا کہ اس گناہ سے مجھے اس قسم کا ضرر
حاصل ہوا ہے اور یہ منفعت مجھہ سے فوت ہوئی ہے تو یہ علم حاصل ہوتی ہے جھٹ پٹ
اس ندامت سے ایک کیفیت دل مین پیدا ہوتی ہے جس کا نام ارادہ ہے اور اس ارادہ کو
زمانہ حال اور زمانۂ ماضی اور زمانۂ استقبال سب سے تعلق ہے اوس ارادہ کو زمانہ حال سے
تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آئندہ کو جو گناہ اوس سے صادر ہونے والا ہوگا اوس کو وہ فوراً چھوڑ
دینا چاہیگا اور اوس ارادہ کو زمانہ آئندہ سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آئندہ کو عزم بالجزم کریگا
کہ مین آخر عمر تک اس فعل کو نہین کرونگا کیونکہ اوس کے کرنے مین مضرت حاصل ہوتی ہے
اور منفعت فوت ہو جاتی ہے اور ارادے کو زمانہ ماضی سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ اگلے گناہونکو
یاد کرکے اوس کو پشیمانی ہوگی اور وہ پشیمانی جبر نقصان ہوگی اگلے گناہون کی غرضکہ علم توبہ کا
مرتبہ منبع ہے نیکیون کا۔ یہان مراد ہماری علم توبہ سے ایمان اور یقین ہے کیونکہ اوس وقت

اس امر کی تصدیق ہوجائیگی کہ گناہ ایک مہلک چیز ہے اور یقین کے معنے یہ ہین کہ گناہ سی
جو ضرر دنیوی اور اخروی ملنے والا ہے اوس کا یقین ہو اور شک نہو کیونکہ جس مضرت
اور منفعت مین شک ہوگا اوس گناہ سے اجتناب بھی مشکل ہوگا اور جب کیفیت یقین کی
دل پر چھا جاتی ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے اور اوس سے دل بالکل الم زدہ
ہوجاتا ہے کیونکہ نور ایمان سے اسی دیکھتا ہے کہ مین گناہ کی وجہ سے مین اپنے محبوب
شی سے دور ہوگیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص اندھیرے مین چلا جا رہا ہو
اور وہ معرض ہلاکت مین ہو یکایک آفتاب نکل آے اور وہ فوراً اپنی مرغوب چیز کو معرض
ہلاکت مین دیکھ لے اس کے دیکھتے ہی فوراً محبت کی آگ اوس کے دل مین بھڑک اوٹھتی ہے
اور فوراً ہی اوس کا تدارک کرتا ہے جب ان تین مراتب کو سمجھ لئے تو اب ہم اس مسئلہ کی
توضیح کرتے ہین کہ ہمیشہ افعال جو ہوتے ہین وہ ارادے پر مرتب ہوتے ہین یعنے پہلے کسی
کام کا ارادہ ہوتا ہے پھر وہ کام کیا جاتا ہے کیونکہ جو ارادہ بالجزم معارضۂ شک و وہم سے
خالی ہو اوس پر ضرور فعل مرتب ہوتا ہے اور ارادے کا مترتب ہونا دل کی آزردگی پر ہے کیونکہ جس
شخص کا دل امر مکروہ کے مشاہدہ سے الم زدہ ہوا ہو ضرور ہے کہ اوس کے دل مین اوس
مکروہ امر کے دفع کرنے کا بھی ارادہ ہو اور ایسے ارادہ کا ہونا موقوف ہے امر مکروہ کے
جاننے پر کہ فلان شئے یعنے گناہ ایک ایسی بُری چیز ہے جو ضرر لانے والی ہے اور منفعتونکو
دور کرنے والی ہے پس توبہ مین یہ سب مراتب ضروری ہوے اور ظاہر ہے کہ یہ سب
مراتب اختیار اور تکلیف کے تحت مین نہین جب اختیار کے تحت مین نہین تو منجانب اللہ
ہوے اور یہی ہمارا مقصود تھا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ الخ اس مین ہم کی ضمیر امت کی طرف پھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو بھی قبول کرلیا کہ عرب جو اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین تھے
اونھین مین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا چنانچہ سب مفسرین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے

کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مکہ مین مانگی تھی حالانکہ مکہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی معبوث نہین ہوا چنانچہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین ابراہیم کی دعا ہون یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ سے مراد قرآن کی آیتین ہین حکمت سے مراد صحیح قول جس مین غلطی نہ ہو اور ہر چیز کو اوس کے موقع اور محل پر رکھنا۔ بعضون نے حکمت سے مراد دین کی سمجھ اور مطالب آیات قرآنی اور شریعت کی سمجھ اور تعلیم کتاب سے بھی یہی مراد ہے کہ معانی قرآن یعنے توحید اور نبوت اور احکام شرعیہ کے دلائل۔ قتادہ کہتے ہین کہ حکمت سے مراد سنت ہے بعضون نے کہا حکمت سے مراد حق اور باطل کا فیصلہ ابن قتیبہ کہتے ہین کہ حکمت سے مراد علم و عمل ہے بعضون نے کہا مراد آیات سے ظاہر آیات مین یعنے الفاظ اور کتاب سے مراد معانی کتاب اور حکمت سے مراد اوس کے مطابق حکم کرنا جو اللہ تعالی کی اصل مراد ہے یُزَکِّیْهِمْ سے مراد یہ ہے کہ اونکو شرک اور گناہون کی گندگیون سے پاک کرے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنے تو ایسا غالب ہے کہ تجھکو کوئی چیز عاجز نہین کر سکتی اور تیری دانائی کے مقابلہ مین کسی کی دانائی نہین چلتی یعنے تو بڑا حکیم ہے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (۲۵ ع بقرہ)

لوگون مین سے بعض لوگ تو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار (جو کچھ) ہم کو دنیا ہی دنیا ہی مین دے (چنانچہ اون کے کہے پر اللہ تعالی اونکو دنیا دیتا ہے) اور آخرت مین اونکا کچھ حصہ نہین اور بعض لوگ ایسے ہین جو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا مین خیر و برکت دے اور آخرت مین بھی خیر و برکت دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچالے (تفسیر) اللہ تعالی نے اس دعا مین دو قسم کے داعیون کا ذکر کیا ہے ایک تو وہ داعی ہین جن کی ہمت دنیا ہی کیطرف جھکی ہوئی ہے اور آخرت سے اون کو کچھ

سرو کار نہین ہے ایسون کے حق مین اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ اونکو آخرت مین کچھہ حصہ نہین گویا
اس جملۂ خیریہ مین تنبیہ اور ممانعت ہے اس امر کی کہ اپنے طلب کو دنیا ہی مین مت منحصر کرو
اور مذمت کی اللہ تعالیٰ نے اوس شخص کی جو اپنی ہمت کو دنیا ہی کیطرف لگا دیتا ہے حدیث
مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہوا دینار
و درہم اور پیٹ کا بندہ اگر ملگیا تو راضی ہوگیا اور نہین ملا تو غصہ ہوا اور لگا خدا کی شکایت کرنے
غرضکہ اس آیت مین مَن اول سے کنایہ مشرکین اور کافرین کا ہے کہ جو خدا سے اگر مانگتے
ہین تو دنیا ہی دنیا کو ایسے لوگ نہ خدا سے توبہ کرتے ہین اور نہ آخرت کی نعمتون کو مانگتے ہین
کیونکہ وہ تو سرے سے قیامت ہی کے منکر ہے دوسری قسم کے داعی وہ ہین جو اللہ سے
دنیا اور آخرت دونون کی بہتری چاہتے ہین مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ دنیا کی
بہتری سے کیا مراد ہے بعضون نے کہا کہ دنیا کی خوبی سے صحت اور امن اور رزق
بقدر قوت لایموت اور اولاد صالح اور نیک بخت بیوی اور دشمنون پر پورا غلبہ کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے سبزی اور زرق اور جو امور اوس کے مشابہ ہون اوس کو حسنہ کہا ہے
جیسا کہ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اور آخرت
کی خوبی سے مراد حصول ثواب ونجات من العذاب ہے خلاصہ یہ کہ یہ مختصر دعا تمام
مطالب دنیا اور آخرت کی جامع ہے حماد بن سلمہ ثابت سے روایت کرتے ہین کہ انسؓ
سے لوگون نے کہا کہ تم ہمارے لئے دعا کرو اونہون نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ لوگون نے کہا اور دعا کرو اونہون
نے پھر بھی دعا پڑھی پھر پوچھا تم کیا چاہتے ہو جو تم چاہتے ہو وہ سب اس دعا مین داخل ہے
کیونکہ بندے کے لئے دو ہی گھر ہین دنیا اور آخرت جب دنیا اور آخرت کی بھلائی لفظ
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً مین آگئی تو اب کیا باقی رہا۔
(دوسری وجہ) بعضون نے کہا خوبی دنیا سے مراد عمل نافع ہے یعنی ایمان اور اطاعت

اور آخرت کی خوبی سے مراد ہمیشگی کی لذت اور نعمت اخروی اور ذکر الٰہی ورا وسکی محبت اور روبت دیدار الٰہی سے لذت اور سرور کا ملنا۔

ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی خوبی سے مراد کتاب اللہ کی سمجھہ یعنے قران کی اور آخرت کی خوبی سے مراد جنت ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا اس آیت مین لفظ حسنہ نکرہ اس وجہ سے لایا تاکہ حسنہ سے وہی حسنہ مراد ہے جو قضا اور تقدیر اور حکمت آلہی کے موافق ہو کیونکہ یہ کہنا کہ اللّٰھُمَّ اعطنی کذا وکذا سورادبی ہے اور اللّٰھُمَّ اِن کَانَ کَذَا مُصْلِحًا لِیْ وَمُوَافِقًا لِقَضَائِکَ فَاعْطِنِی کذا اس مین بے ادبی نہین ہے پس اگر دعا معرفہ کے ساتھہ ہوتی یعنے اللّٰھُمَّ اعطنی الحسنۃ فی الدنیا والآخرہ تو وہ دعا جزم کے ساتھہ ہوتی اور جزم کے ساتھہ کلام کرنا ادب کے خلاف ہے اس لئے نکرہ کا لفظ لایا گیا۔

د عبداللہ بن سایب سے روایت ہے کہ حضرت نے اس دعا کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مانگی ہے۔

قیاس تو چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تین فرق کا ذکر کرتا ایک تو وہ جو محض دنیا کے طالب ہین دوسرے یہ کہ جو محض عقبیٰ کے طالب ہین تیسرے وہ جو دنیا اور عقبیٰ دونون کے طالب ہین اللہ تعالیٰ نے پہلے اور تیسرے کا ذکر کیا اور اون کا ذکر نہین کیا جو محض عقبیٰ کے طالب ہون اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان ضعیف البنیان دنیا کے آلام اور آخرت کی مشقتون کو اوٹھا نہین سکتا اس لئے اگر محض طلب عقبیٰ ہی ہوتے اور دنیا کی خوبی سے پہلو تہی کیا جاتا تو دنیا کے آرام اور عافیت سے کنارہ کشی کی جاتی اور اوس کی آلام پر مستعدی کہی جاتی حالانکہ ایسا نہین چاہیئے اس لئے دنیا اور آخرت ہر دو کی خوبی چاہی گئی اور تیسرے کا ذکر نہین کیا گیا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ایک شخص کی عیادت کو گئے دیکھا تو مرض نے اوسکو بہت ضعیف اور ناتوان کر دیا تھا آپ نے فرمایا تو نے اس سے پہلے

کسی قسم کی دعا مانگی تھی اونہون نے کہا ہان مین نے یہ کہا تھا اللھم ان کنت تعاقبنی فی الاخرۃ فعجل بہ فی الدنیا آپ نے فرمایا سبحان اللہ تو اسکی طاقت نہین رکھہ سکتا تو یہ دعا مانگا ہوتا ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار پھر حضرت نے اون صحابی کے لیے دعا مانگی اللہ نے اونکو شفا دی۔

حصول سعادت کا نکتہ اس امر کو سمجھنا چاہیے سعادت کے تین مراتب ہین۔ سعادت روحانی سعادت بدنی۔ سعادت خارجی۔ سعادت روحانی کی پھر دو قسمین ہین۔ علم سے قوہ نظریہ کی تکمیل اور عمدہ اخلاق سے قوت عملیہ کی تہذیب اور پھر سعادت بدنی کی بھی دو قسمین ہین صحت اور تندرستی اور ظاہر زینت اور سعادت خارجی مال اور عزت اور جاہ پس لفظ آتنا فی الدنیا حسنہ ہر قسم کی خوبیون کو شامل ہے کیونکہ اگر علم سے دنیا کی نیت اور اپنے اقران سے ترفع اور بلندی حاصل کرنا مقصود ہے تو یہ بھی دنیا کی خوبی ہے اور اگر اخلاقی خوبیان دنیا مین ریاست اور اوس کے مصالح منضبط کرنے کی غرض سے ہے تو یہ بھی دنیا کی سعادت ہے

جو شخص آخرت پر ایمان نہین لاتا پھر باوجود اس کے وہ اگر روحانی اور جسمانی فضیلت کا خواہان ہوتا ہے تو محض دنیا کی غرض سے تو اللہ تعالے نے ایسے شخص کے لئے فرمایا ہے ماله فی الاخرۃ من خلاق یعنے آخرت مین ایسے شخص کو کچھہ حصہ نہین۔ اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ طالب الدنیا مستجاب الدعوہ ہے یا نہین بعضون نے کہا ایسا شخص مستجاب الدعوہ نہین کیونکہ مستجاب الدعوۃ ہونیکے لئے ولایت شرط ہے اور ایسا شخص مستحق کرامت نہین لکن اب یہ سوال ہے کہ ایسی اشخاص کو ملتا کیون ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ مکلف ہے اور ایک جاندار شئے ہے جیساکہ اور جاندارون کی روزی کا خدا مالک ہے ویسا ہی اوسکو بھی دیتا ہے

ادیم زمین سفرہ عام اوست بربن خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

دوسرا یہ کہ ایسے لوگون کو جو انعامات ہوتے ہین وہ محض اللہ تعالی کے طرف سے استدراج ہے

یعنے ایک مدت تک اونکو مہلت دیتا ہے پھر دنیا کی وہ نعمتین جب آخرت کی نعمتون
کے مقابل کچھ بھی وقعت نہین رکھتے تو اب گو کافر اور منافق اوس کے نافرمان بردار
بندے ہی سہی لکن اب کیا اس سے بھی گئے گذرے کہ اونکو کچھ بھی نہین دیا جائے لہذا
تھوڑی سی مدت کیلئے اونکو بھی دیا گیا ہے۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا
أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (بقرہ ۲۳ع) طالوت کا لشکر
جب جالوت کے مقابلہ مین آیا تب اوس وقت طالوت نے یہ دعا کی) اے
ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکھالین اونڈیل دے اور معرکہ جنگ مین ہمارے
پاؤن کو جما رکھہ اور کافرون کی جماعت پر ہم کو فتح دے ف فتح اور نصرت اور شکست
وہزیمت یہ سب منجانب اللہ ہے جب لشکر طالوت نے دیکھا کہ جالوت کا لشکر بہت ہے
تو اونہون نے اللہ سے مدد چاہی اور یہ دعا مانگی اور جناب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھی ایسا ہی کرتے تھے جب دشمن کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوتی تو آپ یہ دعا مانگتے اَللّٰهُمَّ
اِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَاَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ اور کبھی آپ یہ دعا
مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أَجُوْلُ۔

بلاغت افراغ کے معنے یہ ہین کہ جو برتن مین ہو اوسکو سب ڈالدے افراغ کی اصل فراغ
ہے جس کے معنے برتن خالی ہو جانے کے ہین یہ محاورہ عرب کا ہے کہتے ہین فَرَغْتُ
الْاِنَاءَ اِذَا اَصْبَبْتُ مَا فِيْهِ یعنے مین برتن کو بالکل خالی کر دیا اب اوسمین کچھ باقی نہین ہے
خلاصہ یہ کہ یہان آتنا صبرا نہ کہکر اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہا تاکہ کمال مبالغہ طلب صبر مین
ہو اوسکی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ جب ایک چیز دوسری چیز مین ڈالدی جاتی ہے تو
وہ یہ نسبۃ زیادہ ثابت اور برقرار رہتی ہے دوسرا یہ کہ جب پہلا برتن بالکل خالی ہو جاتا ہے
اور کچھ اوس مین باقی نہین رہتا تو کنایہ ہے دوسری طرف کے مملو (یعنے بھر جانے) کا ہوتا ہی

پس اس لفظ مین دو باتون کی بلاغت ہوئی ایک تو یہ کہ صبر کو مستقر کر دے دوسرے پوری طرح
صبر سے ہمارے دلون کو مملو کر دے اس دعا مین طالوت نے تین باتون کو اختیار کیا۔ ایک تو
طلب صبر کامل دوسرے ثبات قدم تیسرے دشمنون پر فتح کیونکہ لڑائی مین انہین تینون
باتون کی ضرورت ہوتی ہے پہلے تو یہ کہ انسان جب خوفناک اور امور وحشت زدہ کو دیکھتا ہے
تو اوسکو اور لڑنے والون کو صبر کی ضرورت ہوتی ہے جو ایک جنگ کا رکن رکین ہے اگر
بے صبرا اور نردل ہے تو اوس سے یہ مقصود حاصل نہین ہوتا دوسرے یہ کہ جب آلات حربیہ
اور اتفاقات لشکر یہ کو دیکھتا ہے تو اوس پر لازم ہے کہ ٹھیرا رہے اور موقعہ بھاگنے کا نہ ڈھونڈے
تیسرے یہ کہ لڑائی مین اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری قوۃ دشمن کی قوۃ سے بڑی
ہوئی رہے تاکہ دشمن مغلوب ہو پس جملہ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا پہلے امر کے طرف اشارہ ہی
اور ثبت اقدامنا دوسرے امر کے طرف وانصرنا علی القوم الکافرین تیسرے امر کے طرف۔
اہل سنت نے اس آیت سے مذہب معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا
آپ خالق ہے اہل سنت کہتے ہین کہ تمام افعال بندونکے اللہ ہی کے مخلوق ہین بندے کو
اس مین دخل نہین اگر مذہب معتزلہ کی رو سے کہا جائے کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے
تو افرغ علینا صبرا کے کیا معنے ہونگے کیونکہ صبر کے تو یہ معنے ہین کہ انسان ثابت رہنے
کا قصد کرے اور ثبت اقدامنا کے معنے یہ ہین کہ دلون کو سکون اور استقرار ہو جب سکون
اور صبر بندے ہی کے فعل ہوے تو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے اس آیت سے
صاف معلوم ہوا کہ صبر اور صبر پر ثبات اور سکون یہ سب منجانب اللہ ہین اور یہ صاف صریح
حکم ہے اس امر پر کہ ارادہ تو بندے کا فعل ہے لیکن اوس ارادے کا پیدا کرنا اور اوس پر
ثابت قدم رہنا منجانب اللہ ہے اس پر بھی قاضی معتزلی نے اعتراض کئے ہین اور امام
فخر الدین رازی نے اس کے جواب دے ہین جس کو تفصیلی بحث دیکھنا ہو وہ تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائے
اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقر ۴۰)

پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اوس کتاب کو مانتے ہین جو اون کے پروردگار کے طرف سے اون پر نازل ہوئی ہے اور سب ایمان وار بھی اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون کا یقین رکھتے ہین اور (یہ کہتے ہین) کہ ہم خدا کے پیغمبرون سے کسی ایک کو بھی جدا نہین سمجھتے یعنے سب کو مانتے ہین اور (صدق دل سے) یہ بول اوٹھتے ہین اے ہمارے پروردگار ہم نے (تیرا ارشاد) سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار تو ہی ہمارا بخشنے والا ہے اور ہم تیری مغفرت کے خواستگار ہین اور تیرے ہی طرف ہم کو لوٹ جانا ہی اے پروردگار اگر ہم بھول جائین تو ہمکو اوس کے وبال مین مت پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے گذرے ہین جس طرح تو نے (اون کے گناہون کے پاداش مین احکام سخت کا) بار ڈالا تھا ویسا بوجھ ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہمکو طاقت نہین ہے ہم سے مت اوٹھوا اور ہمارے قصورون سے درگزر کر اور ہمارے گناہون کو معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا حامی اور مددگار ہے تو اون لوگون کے مقابلہ مین جو کافر ہین ہماری مدد کر۔

بلاغت | امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ آیت سمعنا و اطعنا کی تقدیر سمعنا قولہ واطعنا امرہ ہے چونکہ کلام سے مفعول معلوم ہو جاتا ہے اس لئے اوس کو حذف کر دیا

امام عبدالقاہر نحوی کہتے ہین کہ یہان مفعول کا ظاہراً اور تقدیراً حذف کرنا ہی اولی ہے کیونکہ اگر سمعنا قولہ واطعنا امرہ کہا جاتا تو شبہ یہ گزرتا کہ ذات باری تعالیٰ کے قول کے سوا اور کسی کا قول بھی ہے جو سنا جاتا اور مانا جاتا ہے حالانکہ اوسی کے قول کا ماننا اور سننا واجب ہے نہ کسی اور کے قول کو غرضکہ مفعول کو حذف کر دیا اور اوس مین نکتہ تخصیص کا رکھا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ سوائے ذات باری تعالیٰ کے قول کے اور کسی کا قول اور امر واجب العمل نہین ہے۔ سمعنا سے ظاہری کانون سے سنا مراد نہین ہے کیونکہ ایسا تو کافر بھی سنتے تھے بلکہ یقین عقلی اور علمی مراد ہے اے سمعنا باذان عقولنا وعلمنا صحتہ یعنے ہم نے عقلون کی کانون سے سنا اور یقین اس امر کا کیا کہ اللہ تعالیٰ فرشتون کے ذریعہ سے جو کلام آلہی نازل کرتا ہے وہ حق اور صحیح اور واجب العمل ہے چنانچہ سمع کے مننے عقل اور فہم کے قرآن مین آئے ہین جیسے (اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَن کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَہُوَ شَہِیدٌ) سمع اور اطاعت کی تقدیم اس وجہ سے ہے کہ غفران ذنوب کا وہ وسیلہ ہے اور وسیلہ متقدم ہوتا ہی متوسل الیہ سے۔

شبہ| جب کسی امر کو سن لیا اور اطاعت قبول کر لی تو گویا خود تکالیف شرعیہ کو اپنے اوپر لازم کیا اور اس امر کا معاہدہ کیا کہ ہم ہر طرح سے اطاعت کرینگے پھر طلب مغفرت کی کیا ضرورت تھی۔

جواب شبہ| اس شبہ کے کئی جواب ہین منجملہ اون کے ایک تو یہ ہے کہ گو انبیا علیہم السلام تکالیف شرعیہ کی ادائی مین اپنی پوری قوۃ کو خرچ کرنے والے تھے لکن پھر بھی (اعمال کی تقصیر سے کہ کہین بھول چوک نہ ہو جائے) خائف تھے اس وجہ سے اونہون نے غفرانک کہا یعنے اے پروردگار جو کام ہم کرتے ہین پھر اوس مین کسی قسم کی کمی ہو جاتی ہے یا ہم کسی کام کو غفلت سے چھوڑ دیتے ہین اوس کو اے رب العالمین معاف کر دے کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے۔

دوسرا جواب حدیث سے اسکا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اِنَّهُ لَيُغَانُ قَلْبِيْ وَاِنِّيْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً یعنے میری دل مین بھی کبھی ایک طرح کی غفلت چھا جاتی ہے اور مین ہر دن اور رات ستر مرتبے استغفار کرتا ہون اس حدیث کے بہت سارے تاویلات بیان کئے گئے ہین اول تو یہ کہ جناب سرور کائنات مراتب عبودیت کے طے کرنے مین ہوتے اور جب ایک مرتبہ کو طے کر چکتے تو پہلے مرتبہ سافل کو مرتبہ عالی سے کم پاتے اس واسطے آپ مغفرت مانگتے اور کہتے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

تیسرا جواب تیسرا جواب اسکا یہ بھی ہے کہ طاعات بندے کے خدائے تعالیٰ کی نعمتون کے مقابلہ مین کم ہین اور جو کچھ اطاعت خداوندی سے انوار اور معارف مخلوق کو حاصل ہوتے ہین اوس کے انوار کبریائی کے سامنے کچھ بھی وقعت نہین رکھتے کیونکہ وہ بہت ہی اقل قلیل ہین اور اور جہالت اور قصور اور تقصیر سے مملو ہین کیونکہ بندہ مقام عبودیت سے کسی مقام مین کیون نہو لکن ذات باری تعالیٰ کے جلال کبریائی کے مقابلہ مین اوسکی عباوت عین تقصیر ہے اسی لئے آپ استغفار مانگتے تھے اور اسی ملے اس آیت کا مطلب بھی حل ہو گیا جسمین اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ یعنے اے محمد تم مقام توحید کو سمجھو پھر اپنے گناہ کی مغفرت چاہو غرض کہ مقام عبدیت مین بندہ کوئی سے عالی مقام مین کیون نہو۔ لکن ذات باری تعالیٰ کے مقام توحید اور اوسکی بے نیازانہ اور جلالانہ دربار کی سامنے سب مقامات عبدیت عین تقصیر اور قصور ہی قصور ہین اس وجہ سے آپ استغفار مانگتے تھے۔

غُفْرَانَكَ اس کی تقدیر اغفر غفرانک ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے فعل کو نہ لا کر محض مصدر پر اکتفا کرتے ہین جیسے سُقْيًا وَرَعْيًا اے سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا اپنی اردو مین بھی یہ محاورہ ہے مبارک مبارک یا بارک اللہ یا مبارک باد اب رہا یہ

امر غفران کی اضافت کاف خطاب کے طرف کی گئی اور اوس کی بعد ربنا کا لفظ لایا گیا
اس مین یہ نکتہ رکھا گیا ہے کہ مغفرت ذات باری تعالی کی صفت کمالیہ ہے یعنے اے ذات
باری تعالی تو اس صفت بخشش مین کامل ہے اور تیری مغفرت کسی خاص زمانہ کے ساتھ
مقید نہین ہے بلکہ ہر وقت اور ہر گہڑی تو گناہون کا بخشنے والا ہے غرضکہ جہان پر دوام
اور کمال مبالغہ بتلانا ہوتا ہے تو وہان مصدر کو لاتے ہین جیسے کہتے ہین انت العدل
یعنے آپ ذات مجسم عدل ہین یہان بہی یہی مطلب ہے اے اَطْلُبُ غُفْرَانَکَ وَاَنْتَ
الْکَامِلُ فِی ہٰذِہٖ الصِّفَۃِ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالی سو حصہ رحمت مین سے ایک حصہ
رحمت کا دنیا مین بہیجا ہے جس سے ایک دوسرے پر رحمت اور مہربانی اور محبت کرتا ہے
اور ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالی اپنے آخرت کے لئے ذخیرہ کر رکہے ہین پس ہوسکتا ہے
کہ یہان پر غفرانک سے وہی رحمت مراد ہو گویا بندہ اپنے مالک سے یہ کہتا ہے کہ فرض کرو
کہ اے مالک میرے گناہ بہت بڑے ہین لکن تیری مغفرت کے سامنے (جو تو آخرت مین
اپنی درگاہ کبریائی سے عطا فرمائے گا) بالکل حقیر ہین ؎

میرے گناہ زیادہ ہین یا تری بخشش
میرے کریم بتادے حساب کرکے مجہے

تیسری خوبی غفرانک مین یہ ہے کہ بندے آپنے آقا کے سامنے کہتے ہین کہ تیری بزرگی
اور عظمت اور جلال اور کبریائی کا اثر ہر ہر محل مین موجود ہے اگر موجودات کا وجود بعد
عدم کے نہوتا اور عجایبات گوناگون کی ترکیب اور اونکی تعجب خیز تالیف نہوتی تو تیرے
علم کے آثار ظاہر نہ ہوتے ایسا ہی اگر ہمارے گناہ اور ہمارے قصور اور ہماری عاجزی
اگر نہوتی تو تیرے مغفرت کے آثار ظاہر نہوتے اس لئے ہم تجہہ سے مغفرت مانگتے ہین ؎

بلند آوازہ گر دد رحمت تو از گناہ من ۔۔۔ شود نام تو روشن چون نگین از روئے سیاہ من

ربنا کہنے مین یہ بلاغت ہے کہ اے پروردگار جبکہ تو نے ہماری پرورش ایسی

حالت مین کی کہ ہم تیری توحید کا نام تک نہین لیتے تھے یعنے جبکہ ہم مرتبہ عدم مین مان کے پیٹ مین تھے تو اب تیرے کرم سے یہ بعید ہے کہ تو ہماری پرورش نہ کرے جبکہ ہم نے تیری توحید کا اقرار کیا ہے یا اس کا مطلب یہ ہے جبکہ تو نے پرورش ہماری ایسے زمانہ مین کی جس وقت ہم کچھ بھی شعور نہین رکھتے تھے تو اب اوس تکمیل احسان کا اقتضا یہ ہے کہ اوس تربیت کی تکمیل اس طرح سے پوری کر کہ ہمکو اپنے فضل و رحمت سے بخشدے۔ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ اس جملہ مین دو فایدے ہین ایک تو یہ کہ جب اٰمَنَّا رَبَّنَا بِاللّٰہِ سے اونہون نے توحید کا اقرار کیا اور اس امر کو مان لیا کہ موجد وہی خلاق عالم ہے والیک المصیر سے اقرار معاد کیا کیونکہ مبدا پر ایمان لانا اصل ہے معاد پر ایمان لانے کا کیونکہ جو شخص اس امر کا اقرار کریگا کہ ذات باری تعالی جزئیات کا عالم اور کائنات کا پیدا کرنے والا وہی ہے تو وہ اس امر کا بھی اقرار کریگا کہ سب کا مرجع بھی وہی ہے اور اوسی کے سامنے سب کی روبکاری ہوگی دوسرا فائدہ اسمین یہ ہے کہ جب بندہ کو اس امر کا علم ہو جائیگا کہ ایک نہ ایک دن ضرور میرے اعمال کی پیشی پروردگار کے بارگاہ مین ہونے والی ہے اور اوس دن سوائے حکم باری کے کسی کا حکم نہین چلے گا اور یہ سمجھہ لیگا کہ اوس دن بلا اذن پروردگار کوئی شفاعت کرنے والا نہین ہے تو جملہ غفرانک ربنا والیک المصیر اظہار اخلاص عمل مین اتم ہوگا گویا بندہ اس جملہ مین اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ اے مالک ہمارے گناہون کو بخشنے والا اور ہماری مدد کرنیوالا سوائے تیرے کوئی نہین ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا سے لیکر وانصرنا علی القوم الکافرین تک دعا کی چار قسمین ہین

پہلی قسم رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ہے اس مین التجا ہے عدم مواخذۂ نسیان اور خطا پر یعنے اے پروردگار ہمارے بھول چوک پر ہم سے مواخذہ مت کر اب اسمین کیا نکتہ ہے لَا تَاْخُذْنَا نہ کہکر لَا تُؤَاخِذْنَا کہا گیا اور اوس کے

معنے لا تحمل علینا کہی گئی حالانکہ فعل خدا ایک ہی کے جانب سے ہوتا ہے اس کے دو جواب ہین۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ گو مواخذہ خدا کرنے والا ہے لکن بھولنے والا بھی کبھی خود اپنی طرف سے بہ باعث غفلت کے خود اپنے مواخذہ کا باعث ہوتا ہے یا بھولنے والا کبھی خود بھٹکے ہوئے راستہ پر چلکر بہٹک جاتا ہے اس لئے لا تواخذنا کا لفظ ارکہا گیا تاکہ مواخذہ دونون جانب سے ہو یعنے اے مالک ہم جو کچھ اپنی بھول سے کسی امر کے مواخذہ کے باعث ہوئے ہین تو اوس پر ہم سے مواخذہ مت کر۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ دونون جانب سے مواخذہ ہے یعنے بندے کیطرف سے بھی اور خدا کے طرف سے بھی کیونکہ اللہ بندہ سے مواخذہ بہ سبب اوس کے گناہ کے کرتا ہے اور بندہ اپنے مالک سے مواخذہ بہ سبب اوسکی عفو اور کرم کے کرتا ہے کیونکہ بندہ یہ سمجھتا ہے کہ خوف کے وقت مجھے عذاب سے نجات دینے والا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہے پس اوس کے جناب مین گڑگڑاتا ہے۔

نسیان یہان ذکر کا ضد ہے یعنے اگر ہم سے اطاعت مین بھول ہوئی ہو یا چوک ہوئی ہو تو تو معاف کر دے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ تکلیف مالا یطاق جایز نہین اور بھول جانے والے کا فعل قابل مواخذہ نہین اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہین رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ جب کہ نسیان پر مواخذہ سرے سے ہی نہین اور وہ محل عفو ہی نہین تو پھر نسیان کی صورت مین طلب عفو کرنا کیا معنے۔

جواب شبہ نسیان کی دو قسمین ہین ایک تو وہ نسیان ہے کہ جو قابل مواخذہ ہے دوسرا وہ نسیان ہے جو قابل مواخذہ نہین یعنے ایک نسیان ایسا ہے کہ جس نسیان کا عذر قابل قبول ہے دوسرا وہ نسیان جس کا عذر قابل قبول نہین مثلاً کسی شخص نے اپنے کپڑے پر نجاست کا نشان دیکھا اور اوس کو اوس وقت نہین دھویا یہان تک کہ اوسی کپڑے سے

نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا نسیان قابل پذیرائی نہین کیونکہ اوس کو چاہیئے تھا کہ دیکھنے کے ساتھہ ہی اوس کو دہو ڈالتا تاخیر کرنے کی وجہ سے وہ نسیان قابل پذیرائی نہین ہاں دوسرا وہ شخص جس نے اپنے کپڑے پر نشان نجاست کا دیکھا ہی نہین اور نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا عذر قابل قبول ہے ایسا ہی ایک شخص حافظ قرآن ہے لکن اوس کی تکرار اور یاد سے بالکل غفلت کرتا ہے اور پڑہتا ہی نہین تو ایسا شخص اگر قرآن بہول جائے تو قابل مواخذہ بہی ہی اور قابل ملامت بھی ہی لکن ایک شخص مواظبت قرآن کی رکھتا ہے پہر بہول جائے تو ایسا شخص قابل مواخذہ نہین اور ایسا عذر قابل پذیرائی ہے خلاصہ یہ کہ نسیان کی دو صورتین ہین ایک نسیان قابل معذرت دوسرا نسیان غیر قابل معذرت آیت مین جو نسیان قابل مواخذہ ہے وہ نسیان ہے کہ جس کے اسباب تذکر (یاد) کو چہوڑکر اوس نے اختیار کیا تھا۔

دوسرا جواب | اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نسیان معنے ترک کے لئے جائین جیسے نسوا اللہ فنسیہم یعنے اونہون نے اللہ کو چہوڑ دیا اللہ نے بھی اونکو چہوڑ دیا۔

نسیان اور خطا کا فرق | جس چیز کو ضبط کرنا چاہیئے اوسکو غفلت یا ضعف قلبی یا قصد سے چہوڑ دینا یہانتک کہ وہ دل سے بالکل ہٹ جائے نسیان ہے خطا کے لغوی معنے کسی راستے سے جدا ہو جانے کے ہین قصداً ایسے کام کو کرنا جس کو نہ کرنا چاہیئے خطا ہے اور یہ خطائے تام ہے جس پر مواخذہ ہے دوسری خطا ایسی کہ جس پر مواخذہ نہین ہے یعنے جو کام کرنا چاہیئے اوس کے نہ کرنے کا ارادہ کرے لکن خلاف مراد اوس سے واقع ہو جائے تو ایسی خطا پر مواخذہ نہین ہے دعا مین جس خطا اور نسیان پر مواخذہ ہے وہ یہی خطا اور نسیان ہے کہ جو عمداً ہو اور اوسی پر مواخذہ مترتب ہے باقی دوسرے قسم کے خطا اور نسیان تو خود معاف ہے پہر اوس کے اوپر مواخذہ نہ کرنے کے کچہ معنے نہین ہین۔

ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا یہ دوسری

قسم کی دعا ہے لغت مین اصر بوجہ کو کہتے ہین عہد کو بھی اصر اس وجہ سے کہتے ہین کہ وہ
بھی موفی عہد پر ثقیل ہوتا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے اللہ جیسے ہم سے اگلی قومون
یعنے یہود پر سخت احکام اتارے ویسے ہم پر سخت احکام نازل نہ فرما یہود پر پچاس نمازین
اور ربع مال زکوۃ مین فرض تھا اور اگر جسم پر نجاست لگ جائے تو اوس کے کاٹ دینے کا
حکم تھا جناب سرور کائنات کی امت پر اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ اس قسم کے تکالیف اور
احکام شاقہ نازل نہین فرمائے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی
بُعِثتُ بالحنفیۃ السھلۃ السمحۃ مین آسان اور سہل دین حق کے ساتھ بھیجا گیا ہو
اس دعا کے مانگنے کی وجہ یہ تھی کہ سختی احکام مین احتمال تقصیر کا ہے اور تقصیر موجب عقوبت ہے
اور اللہ کے عذاب کی برداشت کرنے کی کس کو قدرت ہے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے تو سخت احکام
یہود پر کیون نازل کئے گئے جس کی وجہ سے وہ مخالفت مین پڑے اس کا جواب معتزلہ نے
یون دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ایک انسان کے حق مین ایک حکم کے دینے مین مصلحت ہو
اور وہ دوسرے کے حق مین باعث مفسدہ ہو یہود بے بہبود کے طبیعت مین چونکہ مدت
سے غلظت اور سختی تھی اس لئے اون کے لئے احکام سخت نازل فرمائے۔ اور حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت چونکہ ضعیف اور رقیق تھی اور اونکی طبیعت مین لینت اور نرمی تھی اس لئے
اللہ تعالیٰ نے احکام بھی سلیس اتارے لکن اصل انصاف اس مین یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ
ہی اپنی مصلحت آپ احکام کے اتارنے مین جانتا ہے ہم کیا اور ہماری رائے کیا یفعل اللہ
مایشاء و یحکم ما یرید۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ یہ تیسرے قسم کی دعا ہے اسمین کئی مسائل ہین
(۱) پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ طاقت بمعنی اطاقہ ہے جیسے طاعت بمعنی اطاعت سے اسی
لاتحملنا مالا نُطیق

بعض لوگون نے اس آیت سے تمسک کیا ہے کہ تکلیف مالایطاق جائز ہے کیونکہ اگر تکلیف مالایطاق جائز نہ ہوتی تو اوس کا طلب کرنا دعا کے ساتھ کیونکر صحیح ہوتا یعنے یہان سائل اس امر کو جائز رکھتا ہے کہ اے اللہ تو ایسی تکلیف جو بندون پر ڈالتا ہے جسکی وہ طاقت نہین رکھہ سکتے ویسی تکلیف ہم پر مت ڈال بلکہ ایسی تکلیف ہمکو دے جسکی طاقت ہم رکھہ سکین

جواب اس کا جواب معتزلہ نے کئی وجوہات سے دیا ہے پہلا جواب معتزلہ کا یہ ہے کہ دعا مین جو قول لا طاقۃ لنا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اے پروردگار جس فعل کے کرنے مین مشقت بہت ہو اوس کو تو ہم پر مت ڈال جیسے ایک آدمی کہتا ہے لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی فُلَانٍ مین فلان شخص کو دیکھہ نہین سکتا یعنے اوس کا دیکھنا مجھے ناگوار ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔

اِنَّکَ اِنْ کَلَّفْتَنِیْ مَا لَا اُطِیْقُ + سَاءَکَ مَا سَرَّکَ مِنِّیْ مِنْ خُلُقٍ ــ

اگر تو مجھکو ایسے امر کی تکلیف دیگا جسکی مین طاقت نہین رکھہ سکتا تو پھر جو خصلت میری تجھے اچھی معلوم ہوتی تھی وہ سب تجھے بری لگنیگین رکیونکہ پھر مین خوشی سے کوئی کام کرونگا تو گو اچھی کام بھی ہون لکن جب دل سے وہ نہین ہونگے تو برے معلوم ہونگے حدیث مین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خادم کا کھانا اور کپڑا اوس کے مولی کے ذمہ ہے مولی کو چاہیے کہ اسپنے خادم کو ایسی تکلیف نہ دے جسکی وہ طاقت نہین رکھہ سکتا یعنے جو اوس پر شاق گزرے عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کھڑے ہو کر نماز نہین پڑہ سکتا تو بیٹھہ کر پڑہے اور اگر بیٹھہ کر نہین پڑہ سکتا تو پہلو پر پڑہے پس اس حدیث لم یستطع کے یہ معنے نہین کہ اوسکو جلوس کی قوت ہی نہین ہے قوت جلوس کی ہے لکن جلوس اوس پر شاق ہے پس سب فقہا اس کے یہی معنے لیتے ہین کہ اگر لیٹنے مین یا بیٹھنے مین تکلیف ہو جیسا کہ اللہ تعالی قرآن مین کافرون کے حق مین فرماتا ہے مَا کَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وہ نہین سن سکتے یعنے سننا اون پر شاق ہے کیونکہ سننا کچھ اون سے

محال تہوڑاہی تہا اس لئے کہ وہ سنتے برابر تہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت لَا تُکَلِّفْنَا مَا لَا طَاقَۃَ مین یہ تہوڑاہی ہے جس سے تکلیف مالایطاق کا جواز سمجہا جائے بلکہ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا کہا ہے اور مراد اوس تحمیل رکہی ہے اور تحمیل کہتے ہین کہ کسی شخص پر اتنا بوجہ لاد دینا جس کے اوٹہانے کی اوسکو طاقت نہ ہو پس اس سے مراد عذاب ہوگا اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ اے اللہ تو ہم پر قیامت مین یا دنیا مین ایسے عذاب اور مصیبت کا بوجہ ہم پر مت ڈال جس کی ہم برداشت نہین کرسکتے پس اگر آیت کو تحمیل کے معنے پر محمول کرین تو لاتحملنا اپنی حقیقی معنی پر رہیگا اور اگر اوس کو تکلیف کے معنے پر محمول کرین تو لاتحملنا کا استعمال مجازی معنے پر ہوگا پس لفظ کو حقیقی معنے پر محمول کرنا اولی ہوگا بہ نسبت مجازی معنے کے۔

تیسرا جواب اسکا یہ ہے فرض کرو کہ اونہون نے اللہ تعالی سے اس امر کو مانگا کہ اے اللہ تو ہمکو تکلیف ایسے امر کی نہ دے جس کے اوٹہانے کی ہمکو قدرت نہین لکن اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی تکلیف مالایطاق دے ہی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ کلام علی سبیل الفرض ہو اس لئے کہ کسی امر کی صراحت مستلزم اوس کی نقیض کو نہین ہوسکتی ہے کیونکہ نقیض سے جملہ دعائیہ ساکت ہے اگر ایسا ہو تو آیت رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ اس امر پر دال ہے کہ اللہ تعالی باطل کا بہی حکم کرے یا جیسے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ اس دعا سے یہ لازم نہین آتا کہ اللہ تعالی کسی کو رسوا بہی کرے یا جیسے اللہ تعالی کا جناب سرور کائنات کو کہنا لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ اس سے بہی یہ لازم نہین آتا کہ حضرت سے معاذ اللہ شرک صادر ہو کیونکہ یہ کلام علی سبیل الفرض ہوا ہے غرضکہ سوال عدم تکلیف مالایطاق سے یہ لازم نہین آتا کہ تکلیف مالایطاق جائز رکہی جائے غرضکہ اونکی دعا سے تکلیف مالایطاق کا جواز نہین نکلتا یہ معتزلہ کے جوابیہ جملے تہے اب امام فخر الدین رازی ان جوابیہ جملون کا جواب الجواب دیتے ہین۔

وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگر وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ سے تشدید تکلیف مراد ہو تو پہلی آیت اور دوسری آیت کے ایک ہی معنے ہونگے اور تکرار محض لازم آیگی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر جگہ پر مستقل ہے۔

دوسرے وجہ کا جواب یہ ہے کہ اگر طاقت سے اطاعت اور قدرت مراد ہو تو دوسری آیت لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا کا مطلب مالاقدرة لنا ہوگا اور یہ مجاز ہوگا اور جب تک اصل معنے مل سکیں مجاز کی ضرورت نہیں۔

تیسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی اصطلاح مین تحمیل تکلیف کے ساتھ مخصوص ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے کہا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اور اگر فرض کریں کہ یہ عرف مین پایا نہین جاتا تو بھی لا تحملنا کا لفظ عذاب اور تکلیف دونون مین عام ہے تو اوسکا اجرا ظاہری معنے پر رہے گا پھر تحمیل کو عذاب کے ساتھ مختص کرنیکی کوئی وجہ نہین۔

چوتھی وجہ کا جواب یہ ہے کہ جب تکلیف مالا یطاق ممتنع ہے تو اوس کی طلب کیونکر صحیح ہوگی کیونکہ جو فعل سرے سے محال ہے اوس کا طلب کرنا طلب محال ہوگا جو سرے سے نا جایز ہے اور یہ دعا اس طرح پر ہوگی جیسے کوئی شخص کہے رَبَّنَا لَا تَجْمَعْ بَیْنَ الضِّدَّیْنِ وَلَا تُقَلِّبِ الْقَدِیْمَ حَادِثًا اس واسطے کہ جب جمع بین الضدین سرے سے محال ہے تو اوس محال کی دعا بھی صحیح نہوگی۔

چھٹا مسئلہ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا مین کئی سوالات ہین پہلا سوال یہ ہے کہ پہلے جملے مین تحمیل کا لفظ کہا گیا اور دوسرے مین حمل کا اس مین کیا نکتہ ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جو امر شاق ہے اوس کا اٹھانا ممکن ہے اور جو امر قدرت سے خارج ہے اوس کا اٹھانا ممکن نہین پس امر غیر مقدور کی تحمیل ہو سکتی ہے لیکن حمل اوسکا ممکن نہین برخلاف امر شاق کے کہ اوس کی حمل اور تحمیل دونون ممکن ہین اس وجہ سے آیت اخیرہ

تحمیل کے ساتھ مختص کر دی گئی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب بندے نے اپنے مالک سے یہ چاہا کہ امر شاق کی اوسکو تکلیف نہ دیجاے جیساکہ لا تحمل علینا اصرا سے ظاہر ہوتا ہے تو اوس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ اوس کو تکلیف مالا یطاق بھی نہ دیجائے اس صورت مین اس ترتیب کا عکس اولی ہوتا ہے یعنے پہلے مین لا تحملنا ہوتا اور دوسرے مین لا تحمل علینا۔

فیصلہ امام فخر الدین رازی | امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ ان بحثون کے بعد یہ فرماتے ہین کہ میرے خیال مین اسکا جواب جو کچھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ بندے کے دو مقام ہین ایک مقام تو ظاہر شریعت پر بندے کا قائم رہنا ہے دوسرا یہ کہ بندے کا مقامات سلوک مین مکاشفات کا طے کرنا اور اوسکی صورت یہ ہو کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور خدمت اور اطاعت اور شکر نعمت مین بالکل مشتغل ہو جائے پہلے مقام مین بندے کا یہ سوال ہے کہ اے اللہ ظاہر شریعت کے قیام پر ہم پر تشدد اور سختی نہ فرما یعنے لا تحمل علینا اصرا کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر شریعت کی احکام کی پابندی جیسے اگلے لوگون سے کرائی گئی اور سخت سخت احکام اون پر نازل فرمائے ویسی سختی مین ہکومت ڈال اور مقام ثانی کے لئے لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا به یعنے اے پروردگار ہم سے ایسی تعریف اور تحمید اور ثنا جو تیرے جلال کبریائی کی لائق ہو اوس کو تو ہم سے مت طلب کر اور ایسے شکر کو جو تیری نعمتون کے لایق ہے اوس کو ہم سے مت چاہ کیونکہ ہم مین اوس کی قدرت ہی نہین اور ایسی معرفت کی خواہش جو تیری عظمت قدس کے لایق ہو ہم سے مت کر کیونکہ ہم خاکسار ناتوان عاجز تیرا حمد و شکر اور ذکر جیسا کہ تیری ذات کے لئے شایان اور لایق ہے اوس کو بجا نہین لا سکتے اور نہ ہم مین اوس کی طاقت ہے چنانچہ حضرت خود فرماتے ہین لا اُحصِی ثنَاءً عَلَیکَ کَمَا اَثنَیتَ عَلٰی نَفسِکَ چونکہ شریعت حقیقت پر مقدم تھی اس لئے شریعت کے بوجھ کو لا تحمل عَلَینَا اِصرًا کہا گیا اور حقیقت کا مرتبہ بعد کا ہے اس لئے اوس کے لیے لا تُحمِّلنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا

کہا گیا آن دعاؤن کو صیغۂ جمع سے لانے مین نکتہ یہ ہے کہ اس قسم کی دعامین سب مسلمان شریک ہون کیونکہ قبولیت دعا بوقت اجتماع زیادہ موثر اور مکمل ہے چنانچہ اجتماع مسلمین کیساتھ دعا کے بڑے بڑے تاثیرات ہین چنانچہ جب ارواح اور اجتماع اسباب کسی چیز کا ہوجاتا ہے تو وہ زیادہ اثر پذیر ہوتا ہے بہ نسبت انفراد کے ۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ

پہلے جملے سے اس جملہ تک دعائین ترک اشیار پرتہی اب یہان سے دعائین طلب اشیا پر ہین مگر اب اس کو دیکہنا چاہیئے کہ پہلی کی دعاؤن مین ربنا کا لفظ مکرر تین جگہ آیا اور یہان پر نہین اس کا جواب یہ ہے کہ دوری کے وقت احتیاج ندا کی ہوتی ہے اور نزدیکی کیوقت احتیاج ندا کی نہین ہوتی پہلے مین چونکہ بندے کو ایک طرح سے بعد ذات باری تعالیٰ سے تہا اس لئے وہان پر ندا کی کہ اے پروردگار ہمارے لئے ایسا نہ کر کہ پھر جب بندے کا گڑگڑانا اور خشوع اور خضوع زیادہ ہوا تو اوس کو ایک گونہ تقرب ذات باری تعالیٰ سے ہوا پھر ندا کی ضرورت نہین رہی ۔

عفو اور مغفرت اور رحم مین فرق | اب رہا یہ نکتہ کہ پہلے مین عفو کا لفظ کہا گیا دوسرے مین مغفرت کا تیسرے مین رحم کا سو عفو کہتے ہین مٹ جانے کو یعنے عذاب کے ساقط ہوجانے کو مغفرت کہتے ہین بندے کو فضیحت عذاب اور شرمندگی کے بچانے کی غرض سے اوس کے گناہ کو ڈھانپ دینا گویا بندہ یہ کہتا ہے کہ مالک مین تجھسے معافی چاہتا ہون کہ میرے گناہون کو مٹا دے اور جب میٹ دیا تو گویا اون گناہون کو ڈھانپ دیا کیونکہ عذاب قبر یا عذاب آخرت سے نجات پانا جب ہی اچھا ہوتا ہے کہ اوسکی بعد فضیحت عذاب سے بھی نجات ہو فرض کیجیئے کہ جرم کی سزا معاف ہوئی لیکن رسوائی ویسا ہی رہی تو وہ بھی ایک طرح کا عذاب ہی اس لیے کہ عذاب مین ایک عذاب قبر بھی ہے جو عذاب جسمانی ہے اور فضیحت کا عذاب ۔ عذاب روحانی ہے غرضکہ واعف عنا اشارہ ہے عذاب جسمانی سے نجات پانے کے طرف اور واغفر لنا

اشارہ ہے عذاب روحانی سے نجات پانے کیطرف اور جب بندہ دونون عذابون سے نجات پایا تو پھر طلب ثواب کے طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا وارحمنا انت مولانا یعنے اسے مالک ہم تجہسے طلب رحمت کرتے ہین جیسے عذاب کی دو قسمین ہین ایک روحانی دوسرے جسمانی ویسا ہی ثواب کی بھی دو قسمین ہین ایک ثواب جسمانی دوسرے ثواب روحانی ثواب جسمانی جنت کی نعمتین اور وہان کی لذتین اور عمدہ عمدہ چیزین ہین- ثواب روحانی لذت دیدار الٰہی اور بقدر طاقت اوس کی علو کبریائی کا منکشف ہونا اور یہ لذت جب حاصل ہوتی ہے کہ انسان اپنے ماسوا سے بالکل غائب ہو جاے اور نور حضور جلال باری تعالیٰ مین بالکل ڈوب جاے غرضکہ جملہ وارحمنا طلب ثواب جسمانی کے طرف اشارہ ہے اور انت مولانا طلب ثواب روحانی کے طرف اور نکتہ اسمین یہ رکہا گیا ہے کہ بندہ من کل الوجوہ ذات باری تعالیٰ کیطرف متوجہ ہے کیونکہ انت مولانا خطاب ہے حاضرین کا دوسرا لطف انت مولانا مین یہ ہے کہ یہ نکتہ غایت فروتنی اور تذلیل پر دلالت کرتا ہے اور اس امر کا اعتراف ہے کہ جو کچہ نعمتین ہمکو پہونچی ہین اور جن جن انعامات سے ہم فائز المرام ہوئے ہین ان سب باتون کا متکفل اور متولی تو ہی ہے ہماری مثال بمنزلہ اوس بچے کی ہے کہ جسکی اصلاح بغیر ایک ایسی مربی اور مشفق کے نہین ہو سکتی جو ہر وقت ہمارا نگران کار رہے غرضکہ ہماری مثال اون بندون کی ہے جو اپنے مشکلات اور مہمات امور کی اصلاح مین سواے اپنے آقا کے کسی پر بہروسہ نہین کرتے خلاصہ یہ کہ ذات باری عز اسمہ ایسا کارساز اور متولی ہے کہ کوئی اس کا مثل اور شبیہ نہین دنیا اور آسمان اور زمین سب امور کا کارخانہ اوسی کی ید قدرت مین ہے سب مہمات امور کا وہی مصلح اور متولی ہے جیساکہ دوسری آیتون سے ظاہر ہوتا ہے نعم المولی ونعم النصیر الله ولی الله الذین امنوا فانصرنا علی القوم الکافرین یعنے اے ہمارے مالک ہماری اور کافرونکے درمیان جو کچہ لڑائیان ہورہین ہین اگر ہم سے اور کافرون سے مناظرہ ہو تو تو ہماری مدد کافرون پر کر اور

و دولت اسلام کو اونکی دولت پر غلبہ دے محققین علمار صوفیہ کرام یہ کہتے ہین کہ اے اللہ
ہماری قوۃ روحانیہ ملکیہ کو قوۃ جسمانیہ (جو ہمکو اسوی اللہ کے طرف پہنچاتی ہے) پر مدد دے تاکہ ہم
اوس پر غالب ہون امام واحدی رحمہ اللہ مقاتل بن سلیمان سے روایت کرتے ہین کہ جب
حضور اکرم سیدنا محمد صلعم کو معراج ہوئی تو خواتیم سورہ بقر عنایت ہوئے فرشتون نے کہا کہ اللہ
عزوجل نے آپ کو عزت دی اور آپ کی تعریف کی کیونکہ آیت مین فرمایا آمن الرسول بما انزل
اب تم اپنے پروردگار سے مانگو آپ نے فرمایا کیا مانگون حضرت جبرئیل نے سکھایا کہو غفرانک
ربنا والیک المصیر اللہ تعالی نے کہا مین نے بخشدیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا
لا تواخذنا اللہ تعالی نے کہا مین مواخذہ نہین کرون گا پھر آپ نے فرمایا ولا تحمل علینا
اصرا اللہ تعالی نے فرمایا مین تم پر سخت احکام نہین اتارون گا پھر آپ نے فرمایا لا تحملنا
ما لا طاقۃ لنا بہ اللہ تعالی نے فرمایا مین تم پر ایسی مشقت نہین ڈالون گا جو تمھاری قوت سے
باہر ہو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولانا اللہ تعالی نے اوس کے جواب مین ارشاد فرمایا مین نے معاف کر دیا اور بخشدیا اور تم پر
اپنی رحمت نازل کی اور مین تم کو کافرون پر غلبہ دون گا۔ بعض روایتون مین آیا ہے کہ جناب
سرور کائنات ان دعاؤن کو پڑھتے تھے اور فرشتے آمین کہتے تھے۔ ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت
الوھاب۔ (آل عمران ع) دیکھئے عالم حق کے مزاج مین کجی نہین ہے وہ آیت محکمات
اور متشابہات سب پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین اے پروردگار ہم ایمان لائے
آیت محکم ہو یا متشابہ ہم سب کو منجانب اللہ سمجھتے ہین اور یہ دعا مانگتے ہین) اے ہمارے
مالک ہمارے دلون کو راہ پر لگا دینے کے بعد پھر اون دلون کو ڈانواں ڈول نکر دے اور
اپنی بارگاہ احدیت سے ہمکو رحمت (کا خلعت) سرفراز کر کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے ( )
اس آیت کے مضمون مین معتزلہ اور اہل سنت کا بہت کچھ مباحثہ ہے لکن یہان ہم اہل سنت کے

موافق تقریر کرینگے

اہل سنت کہتے ہین کہ اس آیت سے معتزلہ کا رد نکلتا ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی جب اوسی کیطرف سے ہے تو کوئی چیز اوس پر لازم نہین جیسا کہ معتزلہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ پر اعمال خیر پر ثواب اور اعمال شر پر عذاب کا دینا واجب اور لازم ہے اہل سنت کہتے ہین کہ قلب مین دونون باتون کی صلاحیت ہے یا تو وہ ایمان کے طرف جھک جائے یا کفر کے طرف میلان کرے اور قلب کا میلان کسی ایک جانب کے طرف بغیر ارادۂ ذات باری تعالیٰ کے نہین ہوتا پس اگر وہ میلان کفر کے طرف ہوگیا تو خذلان کجی انکار۔ ختم فساد و شر۔ عذاب نصیب ہوا اور اگر اوس قلب کے میلان کو ذات باری تعالیٰ ایمان کے طرف متوجہ کر دیا تو اوس مین توفیق ارشاد۔ ہدایت۔ تسدید۔ تثبت عصمت نجات نصیب ہوئی اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین مومن کا دل اللہ تعالیٰ کے دو انگلیون مین ہے جس طرف چاہے پھیر دے چنانچہ اسی بنا پر آپ یہ دعا اکثر فرماتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِكَ وَطَاعَتِكَ اور دوسری جگہ صَرِّفْ قُلُوبَنَا اِلٰی طَاعَتِكَ آیا ہے غرضکہ جو علم مین پکے ہین وہ درگاہ ذوالجلال مین گڑگڑا کر یہ عرض کرتے ہین کہ اسے اللہ تو ہمارے دلون کو جب وہ حق کے طرف مائل ہوگئے ہین تو پھر باطل کے طرف اونکو نہ مائل کر اور خاصۃً جب کہ وہ ہدایت پاچکے ہین یہ صریح دلیل ہے اس امر پر کہ قلب مین جو ہدایت ہوتی ہے اوسکو اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے بندے کو کچھ بھی دخل نہین کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون هَدَيْتَنَا سے دعا ہوتی غرضکہ اس دعا نے معتزلہ کا رد کر دیا جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ مختار ہے اور خالق ہے۔

اور اپنی رحمت ہم کو عنایت فرمایہان سے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ قلب جب ہی پاک ہوتا ہے کہ وہ امور مناسبہ سے روشن ہو اسی واسطے پکے علما نے قلوب نور ہدایت سے منور ہونے

کے لیئے یہ دعا مانگی کہ اے ہمارے مالک ہمارے دلون کو باطل اور عقائد فاسدہ کے
طرف نہ مائل کر لینے پڑے اور خراب عقائد سے پاک اور صاف کردے پھر بعد اوس کے
اونہون نے اپنے پروردگار سے یہ التجا کی کہ اے مالک دلون کو انوار معرفت سے روشن
کردے اور ہمارے اعضا کو زینت ظاہری اور باطنی سے مزین فرما اور رحمت کے لفظ
مین تعمیم اس وجہ سے رکہی تاکہ سب انواع رحمت کو شامل ہوجائے چنانچہ رحمت کی کئی
قسمین ہین پہلی رحمت جو دلون پر نازل ہوتی ہے وہ نور ایمان اور توحید اور معرفت ذات
باری تعالیٰ ہے (دوسری رحمت) جوارح اور اعضا مین نور اطاعت اور عبودیت اور خدمت
کا پیدا ہونا (تیسری رحمت) دنیا مین اسباب معیشت امن اور رحمت اور کفایت کا نصیب ہونا
(چوتھی رحمت) موت کے وقت سکرات موت کا آسان ہونا (پانچوین رحمت) قبر مین سوال
منکر نکیر کا آسان ہونا ظلمت قبر کا دور ہونا (چھٹی رحمت) قیامت مین عذاب کا آسان ہونا
جواب کی روبکاری سہل ہونا گناہون کا بخشا جانا نیکیون کا پلہ بہاری ہونا غرضکہ مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً
مین سب قسم کی رحمت آگئی اور ان رحمتون کا دینے والا سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی
نہین ہے اس لیئے تاکیدی جملہ مِنْ لَدُنْكَ عقل اور قلب اور روح کو تنبیہ دینے کی غرض سے
لایا گیا ہے یعنے یہ تمام مقاصد اور رحمتین اے مالک ہم تجہی سے مانگتے ہین سوائے تیرے
کوئی ہم کو دینے والا نہین - اور چونکہ رحمت کا لفظ نکرہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے جس سے مقصود
یہ ہے کہ ہم تجہی سے رحمت عظیمہ کو مانگتے ہین کیونکہ وہ رحمت تجہہ جیسے عظیم الشان سے ہکو مل
رہی ہے اس کے بعد اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کے لانے مین یہ نکتہ رکہا گیا ہے کہ تو بڑا بخشش
کرنے والا ہے یعنے اے مالک اس دعا مین ہم نے جو کچہ تجہہ سے طلب کیا ہے وہ ہمارے
نسبت کرتے تو بڑی چیز ہے لکن تیرے کمال اور غایت دریائے جود کے سامنے بالکل
حقیر ہے کیونکہ تو ایسا دینے والا ہے کہ تیرے خزاین جود کے اثرات جو تمام اشیا اور ماہیات
مین جلوہ افروز ہین وہ سب تیرے فیضان جود کے سامنے ایک قطرہ ہین غرضکہ تیرے

دریاے جود کے سامنے ہمارے مقاصد بمنزلہ ایک قطرہ کے ہین توکیا عجب ہے کہ ہم بھی
سیراب ہون رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آل عمران ع) اے ہمارے مالک (قیامت کے دن
جس کے ہونے مین کسی قسم کا شبہ نہین ہے تو اوس دن لوگون کو جمع کریگا کیونکہ اللہ وعدہ خلافی
نہین کرتا یہ دعا بھی علماء راسخین کی ہے جب اونہون نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ ہم کو
کجی سے بچالے اور ہدایت اور رحمت کے ساتھ مختص فرما اب اوس کے بعد یہ دعا مانگی اسمین
مطلب یہ رکھا کہ ہماری غرض مصالح دنیوی نہین ہے بلکہ ہماری بڑی غرض آخرت ہے کیونکہ
ہم اس امر کو بخوبی جانتے ہین کہ قیامت کے دن تو ضرور لوگون کو جمع کریگا اور یہ بھی جانتے
ہین کہ تو وعدہ خلافی نہین کرتا اور تیرا کلام جھوٹ نہین ہوتا پس جس شخص کا دل دنیا مین مائل
بکجی ہو وہ عذاب آخرت مین ابد الآباد رہے گا اور جس شخص کو تو نے توفیق اور ہدایت
اور رحمت عطا فرمائی اور اونکو مومنین سے کیا تو وہ سعادت اور کرامت ابدی مین رہیگا
پس ہماری بڑی غرض اس سے آخرت کی اصلاح ہے کہ آخرت مین ہمکو سعادت ابدی
عنایت فرما۔

(بلاغت) جملہ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ کی تقدیر جَامِعُ النَّاسِ لِلْجَزَاءِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ہے
جزا کو حذف کردیا اس لئے کہ وہ امر معلوم ہے اور اضافت فاعل کی مفعول کے طرف
کردی گئی جملہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ پہلے مضمون جملہ کی علت ہے
کیونکہ معبود کی شان سے یہ بھی ایک شان ہے کہ وہ وعدہ کو وفا کرے اور خلاف وعدگی
شان الوہیت کے خلاف ہے اب رہا اس امر کا نکتہ کہ یہان اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ
کہا اور آخر صورت کی دعا مین انک لاتخلف المیعاد کہا ان دونون مین فرق یہ ہے کہ یہان
اظہار عظمت و جلال ہے کیونکہ قیامت کا دن ایک ہولناک امر ہے اس لئے مناسب
یہ تھا کہ یہان لفظ جلال لایا جاتا اور وہان چونکہ طلب انعام اور اقتضاے رحمت ہے

اس لئے وہان کاف سے خطاب کیا گیا یعنے حشر ونشر اس لئے ہے کہ مظلومون کا انصاف ظالین سے لیا جاے اس لیے اسم اعظم اللہ کا نام لینا مناسب ہوا اور آخر سورت مین بندہ اس امر کا اظہار کرتاہے کہ اے اللہ تو ہم پر اپنا فضل اور انعام کر اور گناہون سے درگزر کر پس وہان پر مناسب کاف خطاب ہوا۔ اس دعا کے لانے سے غرض یہ تھی کہ یہ بتلایا جاے کہ راسخین فی العلم کی ہمت آخرت پر لگی ہوئی ہے اس واسطے اونہون نے ثبات ہدایت کو اللہ تعالی اسے مانگا کہ ثواب حاصل کرین حدیث شریف مین جعفر بن محمد خلدی سے آیا ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس آیت کو گمی ہوئی چیز کیلئے پڑہے گا اللہ تعالی اوس چیز کو دلا دیگا اور اوس کو اسطرح پڑہے یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَالِیْ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ چاہیگا تو اوس کی گمی ہوئی چیز ملجاویگی۔ یا اوس سے بہتر اوس کو کوئی چیز دے گا۔

شبہ معتزلہ اس آیت سے جبائی معتزلی استدلال کرتاہے کہ اللہ تعالی نے جو فاسقین کے حق مین وعید نازل کی ہے وہ ہوکر رہیگی یعنے فاسقین کو سزا دینا لازم ہے کیونکہ وعید بہی وعدے کے تحت مین ہے اور اس پر دلیل یہ آیت ہے جب جنتی دوزخیون سے کہینگے اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنے جو کچھ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ جنت کیا تھا وہ ہمکو ملچکا ایا تم کو جو تمہارے پروردگار نے عذاب کی دہمکی دی تہی وہ تم کو ملچکی یا نہین پس آیت سے معلوم ہوا کہ وعید بہی وعدہ کے تحت مین ہے پس جب اللہ تعالی وعدہ کا خلاف نہین کرتا تو وعید کے بہی خلاف نہین کرتا

جواب شبہ معتزلہ اس اعتراض کا جواب اہل سنت یہ دیتے ہین کہ فاسقین کے حق مین جو وعید ہے وہ مستلزم عذاب نہین تاکہ اس سے اخلاف وعدہ لازم آئے بلکہ وعید کی دو صورتین ہین ایک وعید بشرط عدم عفو ہے دوسری وعید بشرط عفو ہے جو وعید بشرط عدم عفو ہے یعنے ایسی وعید کہ جسکی معافی کسی طرح نہین ہوسکتی ایسی وعید کا خلاف اللہ تعالی نہین کرتا

لکن ایسی وعید جو عفو کے ساتھ مشروط ہے اوس کے خلاف اللہ تعالیٰ کرسکتا ہے کیونکہ
ایسی وعید معلق بشرط عفو ہے اگر معاف کردیگا تو اوس پر لازم نہین کہ سزا دیوے پس
جیسا کہ تم وعید کے نفاذ کو عدم توبہ کے ساتھ مشروط کرتے ہو ایسا ہی ہم وعدہ ذات باری
تعالیٰ کو شرط عفو کے ساتھہ اور وعید کو شرط عدم عفو کے ساتھہ مختص کرتے ہین اگر ہم مان
بھی لین کہ وعید عام ہے لکن اس کو ہم نہین مانتے کہ وہ وعدہ کے تحت مین ہی ہوسکتا ہے
کہ آیت ہل وجدتم ما وعد ربکم استفہام تذلیل کے طور پر ہو جیسے فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
(توبہ ع ۵) یا جیسے ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ اور اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے
کہ آیت مین جو وعدہ کا لفظ لایا گیا ہے اوس سے وعید مراد ہی نہو بلکہ وعدہ ہی مراد ہو یعنے
وہ منفعتین جن کے ملنے کی امید اونکو بتون سے تھی کیونکہ وہ دوزخی بت پرست اور مشرک
اپنے بتون سے اس امر کی امید رکہتے تھے وہ اللہ کے پاس سفارش کرینگے پس یہان پر
جنتی اون دوزخیون سے یہ پوچھہ رہے ہین کہ تم کو جو امید تھی کہ ہمارے بت اللہ کے پاس
سفارش کرکے ہمکو بچا لینگے آیا تم نے اوس وعدہ کو پورا پایا اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ وعدہ سے
مراد وہ منافع ہون جن کے ملنے کی اُمید اونکو اپنے بتون سے ہو۔

تقریر امام اوحدی | امام اوحدی کہتے ہین کہ یہ آیت مختص بعباد اولیا کے ساتھ ہے یعنے اللہ تعالیٰ
اپنے اولیا سے وعدہ کا خلاف نہین کرتا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اپنے اعدا سے بھی وعید
کے خلاف نہ کرے ہوسکتا ہے کہ اعدا کو دہمکی بغرض تہدید کی جاے پھر اوس کی خلاف کرے
کیونکہ وعید کا خلاف کرنا عرب کے پاس عین کرم ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اذا اوعد السراء انجز وعدہ ۔۔۔ وان اوعد الضراء فالعفو مانع

یعنے ممدوح جب کسی سے کسی خوشی کا وعدہ کرتا ہے تو اوس وعدے کو پورا کرتا ہے اور جب
کسی ضرر کی تہدید اور دہمکی دیتا ہے تو اوس کی صفت عفو مانع ہے

حکایت عجیبہ | ابو عمرو بن علار اور عمر بن عتبہ معتزلی کے درمیان ایک مناظرہ ہوا ابو عمرو بن علار نے

عمرو بن عبید سے کہا تم اون لوگون کے بارے مین کیا کہتے ہو کہ جنہون نے کبیرہ گناہ کیا ہے کیا
اللہ اونکو نہین بخشے گا عمرو بن عبید سے کہا اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی کیا ہے اور وعید بھی جیسا کہ
اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے ویساہی وعید کو بھی پورا کرتا ہے ابو عمرو بن علا رنے
کہا واہ یار تم تو بالکل عجمی رہے مین یہ نہین کہتا کہ تم زبان کی راہ سے عجمی ہو بلکہ دل کی راہ سے
تم عجمی ہو کیونکہ عرب لوگ جیسا وعدے کے رجوع کو برا سمجھتے ہین ویساہی وعید سے پھر جانے کو
عین کرم جانتے ہین پھر کیا اللہ کی ایسی بھی شان نہین کہ اونہین دہمکی کی راہ سے کوئی بات
کہی ہو اور بعد دہمکی سے پھر جاے اور گناہ گارون کو معاف کردے جیسا کہ عرب کہتا ہی

وَاِنِّی وَاِنْ اَوْعَدْتُهٗ اَوْ وَعَدْتُهٗ ۔ لَمُکْذِبُ اِیْعَادِیْ وَمُنْجِزُ مَوْعِدِیْ

معتبر نقل کرتے ہین کہ جب ابو عمرو بن علا نے ایسا کہا تو عمرو بن عبید نے ابو عمرو سے کہا ای
عمر کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کا مکذاب خیال کرتے ہو اونہون نے کہا نہین جب نہین کہا تو عمرو بن
عتبہ نے کہا اس سے تمہاری حجت ساقط ہوگی یعنے یہ جو شعر تم نے پیش کیا ہے غلط ہوا۔

فیصلہ امام فخر الدین رازی | امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ ابو عمرو کو اس کا یہ جواب دینا تھا
کہ تم نے وعید کو وعدہ پر قیاس کیا ہے حالانکہ وعدا اور وعید مین بڑا فرق ہے اور مین نے
جو شعر شاہد مین پیش کیا ہے اوس سے میری مراد وعید اور وعد مین فرق بتلانا ہے کیونکہ
وعدہ وہ حق ہے جو واجب الادا ہے اور وعید وہ ہے جس کا ادا کرنا لازم نہین کیونکہ وعید
مُوعد (یعنے وعید بیان کرنے والے) کے لئے ہے جو شخص اپنے حق کو خود ساقط کرے
یہ اوس کا جود و کرم ہے اور جو شخص غیر کے حق کو ساقط کرے یعنے وعدہ کرکے پورا نہ کرے
تو ایسا شخص برا ہے اس سے فرق وعدا اور وعید مین ظاہر ہوگیا اور تمہارا قیاس وعید کو
وعدہ پر کرنا باطل ہوگیا اور مین نے اس شعر کو اس واسطے ذکر کیا تاکہ فرق دونون مین ظاہر ہوجاے
اب تم یہ جو کہتے ہو کہ جب اوس نے وعید کو پورا نہین کیا تو کاذب ٹہیرا یا کذب تو اوس کا جواب
یہ ہے کہ تکذیب یا کذب جب ثابت ہو کہ اوس وعید کا ثبوت جزماً بلا شرط ہو اور میرے پاس

جتنے وعیدات ہین وہ سب مشعر وما عدم عفو کے ساتھہ ہین لیسے وعید کے ترک سے ذات باری تعالی کے کلام مین کذب ثابت نہین ہوتا۔

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ال عمران ع) وہ متقین یہ کہتے ہین کہ اے ہمارے مالک ہم تجھہ پر ایمان لائے (یعنے ہم نے تیری تصدیق کی) ہمارے گناہون کو معاف کر دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے ف یہ اون پرہیزگارون کی صفت ہے جن کا ذکر اوپر کی آیت مین ہو چکا ہے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف ایمان نجات کے لئے کافی ہے معتزلہ کا اس آیت سے رد نکلتا ہے جو کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو دوزخ سے نجات نہو گی اس مسئلے کی توضیح یہ ہے کہ مومنین متقین نے مجرد ایمان کو وسیلہ مغفرت قرار دیا ہے اور اللہ تعالی نے اون کے اس قول کو معرض مدح مین بیان فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مجرد ایمان مستوجب مغفرت اور رحمت ہے اب اوسکو اختیار ہے کہ کبیرہ گناہ پر سزا دے یا معاف کر دے غرض کبیرہ پر سزا دینا اوس پر لازم اور واجب نہین ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ للعہ

(اے پیغمبر) تم یہ کہو کہ اے میرے خدا سارے جہان کے مالک جس کو تو چاہے بادشاہ بنا دے اور جس سے تو چاہے بادشاہت چھین لے جس کو تو چاہے عزت دے اور جس کو تو چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے (مبارک) ہاتھہ مین ہے بیشک تو سب کچھہ کر سکتا ہے سعہ

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ

## مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (آل عمران س۳ع)

تو رات کو کم کرکے دن مین ملا دیتا ہے اور دن کو کم کرکے رات مین ملا دیتا ہے اور جیتا جاندار مردے سے نکالتا ہے (مثلاً نطفے اور انڈے سے چوزہ) اور مردہ جیتے سے نکالتا ہے (جیسے نطفہ اور انڈا جاندار سے) اور تو جسکو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے ۔

خلیل اور سیبویہ کے پاس اَللّٰھُمَّ کی اصل یا اللہ ہے میم مشدد کو آخر مین یا کی جگہ پر لائے ہین فراکہتا کہ اصل اللہم کی یا اللہ امنا بخیر ای اقصدنا بخیر ہے کثرت کلام کی وجہ سے حرف ندا کو اور اُمَّ کے الف کو حذف کر دیا اَللّٰھُمَّ ہو گیا مَالِکَ الْمُلْکِ کے نصب کی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ یہ ندا کی راہ سے منصوب ہے اور اسکی اصل یا مالک الملک ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ صفت ہے منادا سے مفرد کی کیونکہ اللہم کی اصل یا اللہ اور اوسکی صفت یا مَالِکَ الْمُلْکِ ہے ۔

شان نزول اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو آپ نے کہا کہ تم ضرور فارس اور روم کو فتح کرو گے منافقین یہ سن کر کہنے لگے او دیکھو تو محمد کو بھی ملک فارس اور روم جو ایسے محفوظ اور معزز مقام ہین اون کے لینے کی ہوس اور آرزو پیدا ہو گئی ہے اس کے جواب مین اللہ تعالی نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ تم اے محمد یہ دعا کرو یعنے قل اَللّٰھُمَّ الخ تک ابن عباس کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا اسم اعظم یہی ہے حضرت معاذ رضؓ نے اپنے قرض کی شکایت کی آپ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھو اور اوس کے بعد یہ دعا مانگو۔ رحمن الدنیا والاخرۃ و رحیمھا تعطی من تشاء وتمنع من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ غرضکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو منافقین اپنے خیالات پکار رہے ہین کہ محمد کو ملک فارس اور روم کہان مل سکتا ہے یہ انکا خیال فاسد اور زعم کاسد ہے اللہ تعالی کو اختیار ہے اور اوس کی ید قدرت مین ہے

جس کو چاہے ملک دیدے اور جس سے چاہے ملک چھین لے جسکو تو چاہے عزت دے
جس کو تو چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ید قدرت مین سب طرح کی خوبیان ہین اور سب
خیرات کا توہی منبع ہے بیدک الخیر مین لفظ بیدک جو خبر ہے اس واسطے مقدم کیا گیا ہے
کہ وہ مفید تخصیص ہے یعنی خیر تیری ہی ہاتھ مین ہے غیر کو کچہ اختیار نہین

شبہ اب یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ خیر کا ذکر کیا اور شر کا کیون نہین حالانکہ شر اور خیر
دونون اوسی سے ہوتی ہے۔

جواب شبہ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ خیر محض مہربانی ہی مہربانی ہے برخلاف شر کے کہ وہ
مہربانی نہین بلکہ جزاے عمل ہے اس لئے اوسکو نہین لاے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ
خدا کا جو شر ہے وہ بھی خیر ہے گو بادی النظر مین شر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ شر مین امتحان ہے
بعضون نے کہا یہان شر حذف کر دیا گیا ہے اصل جملہ کی تقدیر بیدک الخیر والشر ہے
تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ مقام مقام دعا ہے اور دعا مین خیر ہی مانگا جاتا ہے نہ شر۔

انک علی کل شیٔ قدیر یہ جملہ پہلے جملے کی علت اور تحقیق کے لئے آیا ہے یعنی جب تو
ہر چیز پر قادر ہے تو پھر ہمکو ملک فارس اور روم کے فتح کرانے پر بھی قادر ہے اور اس
دعوے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ جو سب سے بڑا امر یعنے رات کا بڑھ جانا اور دن کا
چھوٹا ہو جانا یعنے کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ رات آٹھ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور دن اٹھارہ
گھنٹے کا اور کبھی اس کے خلاف ہوتا ہے یعنے رات بڑھ جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے
جب ایسے بڑے بڑے کامون کی تدبیر اور اونکے بڑہانے اور گھٹانے پر قادر ہے
تو یہ کون تعجب ہے کہ تو مسلمانون کو عزت دیدے اور کافرون کو ذلیل کردے اور اس
دعوی پر تیسرا ثبوت یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ یہ تیری ہی ید قدرت ہے کہ زندہ چوزہ یا زندہ
بچہ نطفہ سے جو مردہ ہے پیدا ہوتا ہے اور مردہ یعنے نطفہ اور انڈا انسان اور مرغی سے
پیدا ہوتا ہے اور یہ تیری محض قدرت ہی قدرت ہے پھر اس مین کیا تعجب ہے کہ ہماری

ذلت کو مبدل بعزت کردے یہ تو قدرت اوس کی حیوانات مین ہوئی نباتات مین دیکھو کہ ایک
تخم سے کتنے بڑے بڑے درخت پیدا ہوتے ہین اور پھر اون سے خوشے نکلتے ہین اور
پھر بیج حاصل ہوتا ہے یہ سب تیرے آثار قدرت و عجائبات تخلیق ہین یا انسان مین اگر
غور کرو تو مردہ کافر سے زندہ دل مسلمان پیدا ہوتا ہے اور زندہ دل سے یعنے مسلمان
سے کافر مردہ دل پیدا ہوتا ہے پھر انسان کے قوائے دماغیہ کو دیکھو کہ اون مین کیا کیا
عجائبات ہین کہ مختلف قسم کے عجائبات اور ایجادات اسی عقل سے نکلتے جاتے ہین جسکی
سمجھنے مین عقل انسان عاجز ہے۔ جس کو تو چاہے بغیر حساب اپنے عنایات وافرہ سے
مالا مال کردے یعنے تیرے دینے مین کسی طرح کی تنگی اور بخل اور تقنیر اور امساک نہین
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران ع ۴) اوس وقت
یا اوس جگہ کو یاد کرو) جبکہ زکریا علیہ السلام نے یہ کرامت دیکھی) کہ مریم علیہا السلام کے پاس جاڑے کا
میوہ گرمی مین موجود ہے اور گرمی کا میوہ جاڑون مین مل رہا ہے جو خلاف عادت ہے تو وہان
آپ کو بھی آرزو ہوئی کہ اپنے مالک سے خلاف عادت کے قدرت ظاہر ہونے کی التجا کرین۔
اپنے پروردگار سے آپ نے یہ دعا مانگی اے میرے مالک مجھے اپنے بارگاہ سے نیک
اور پاکیزہ اولاد عنایت فرما جیسا کہ تو نے مریم کو خلاف موسم میوہ عنایت فرمایا۔ یا جیسی مریم جیسی
اولاد مریم کی بوڑہی بانجہ مان کو تو نے اولاد دی بیشک تو دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ ف
اس آیت سے بہی معتزلہ کا رد ہوتا ہے کہ جو معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار کرتے ہین
کیونکہ مریم علیہا السلام کے پاس خلاف موسم میوے کا ہونا یا خلاف عادت بوڑہے مرد اور
بوڑہی عورت کو اولاد ہونا یہ سب کرامت اور معجزات ہین ذُرِّيَّةً کا اطلاق واحد اور جمع
دونون پر ہوتا ہے یہان واحد ہی مراد ہے سَمِيعُ الدُّعَا سے مراد دعا کا سننا نہین ہی
بلکہ مراد قبول دعا ہے جیسے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ یعنے اللہ تعالیٰ نے بندون کی تحمید کو

قبول کرلیا۔ یعنے اے پروردگار میری التجا کو تو ہی قبول کرنے والا ہے۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران ۵۰ ع) جب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کون میری مدد اللہ کے لئے کریگا حواریون نے کہا کہ ہم اللہ اور اوس کے رسول کی دین کی مدد کرنیوالی ہین اور اے عیسیٰ تم گواہ رہو ہم مسلمان ہین اے مالک ہمارے جو تو نے کتاب (انجیل) ہم پہ آتاری ہے اوس پر ہم ایمان لائے اور تیرے رسول (عیسیٰ) کے ہم تابع ہوے پس ہمکو بھی اون لوگون مین لکھہ لے جو گواہ ہین **ف** یعنے جب حوارئین نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے ایمان اور اسلام پر گواہ رکھا پھر جناب باری مین گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے پروردگار جیسا کہ قوم عیسیٰ تجھہ پر ایمان لائی ہے ویسا ہی ہم بھی ایمان لائے اور جیسا کہ اونہون نے کتب آسمانی کا اقرار کرکے کہا امنا بما انزلت ویسا ہی ہم بھی کہتے ہین امنا بما انزلت جو کچھ تو نے اتارا اوس پر ایمان لائے اور جیسا کہ اونہون نے تیرے رسول کی اطاعت کی ویسا ہی ہم بھی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین پس ہم یہ چاہتے ہین کہ تو ہمکو گواہون مین لکھہ لے۔

فَاكْتُبْنَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ سے کیا مطلب ہے اسمین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے اور اس کے کئی وجوہ بیان کئے ہین۔

پہلی وجہ ابن عباس نے کہا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت ہے کیونکہ وہی مخصوص اداے شہادت کے ساتھہ ہین جیسا کہ کذلک جعلناکم اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ سے ثابت ہے۔

دوسری وجہ ابن عباس سے یہ منقول ہے کہ اے اللہ ہمکو زمرۂ انبیا مین لکھہ کیونکہ ہر ایک نبی اپنی قوم کا گواہ ہوگا جیسا کہ آیت فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ

سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اونکی دعا کو قبول کر لیا اور اونکو بھی ویسا ہی معجزات عطا فرمائے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے یعنے مردون کا زندہ کرنا وغیرہ۔

تیسری وجہ | اکتبنا من الشاھدین کا یہ معنے بھی ہے یعنے جن لوگون نے تیری توحید کی گواہی دی ہے اور تیرے انبیا کی تصدیق کی ہے ہمکو بھی اونہین مین شمار کر۔

چوتھی وجہ | فاکتبنا مع الشاھدین مین اشارہ ہے اس آیت کے طرف اِنَّ کتاب الابرار لفی علیین کیونکہ جو کتاب اعلیٰ علیین مین ہے اللہ تعالیٰ اون لوگون کے نامون کو مومنین مین شریک کرتا ہے اور ملار اعلیٰ اور ملایکہ مقربین مین اون کا ذکر کرتا ہے۔

پانچوین وجہ | یا شاہدین سے مقام احسان مراد ہے جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنے اے اللہ تو ہمکو مقام احسان عطا فرما یعنے ہم تیری ایسی عبادت کرین کہ گویا تجھکو ہم دیکھہ رہے ہین یا نہین تو خیر ہم اتنا سمجھہ لین کہ تو ہم کو دیکھہ رہا ہے اور مرتبۂ شہادت عبادت کا اعلیٰ مرتبہ ہے کہ بندہ مقام شہود مین ہو نہ مقام غیبت مین یعنے اے مالک ہمکو مقام استدلال سے نکالکر مقام شہود اور مکاشفہ تک پہونچا۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

ترجمہ (آل عمرآن ۱۵ع) اور اون مجاہدین صابرین کا قول یہ ہوتا ہے اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہون کو بخشدے اور جو زیادتی ہم سے ہمارے کامون مین ہوئی ہے اوسکو بھی معاف کر اور ہمکو ثابت قدم رکھہ اور کافرون پر ہم کو فتح دے **ف** قاضی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس دعا مین اوس ادب کو بتلایا کہ مشکلات امور مین اور مصائب اور تکلیفون مین کس طرح دعا مانگنا چاہئیے۔ اور غرض اوس سے یہ ہے کہ اُمت محمدؐ بہ امداد اور اعانت ہر امور مین اللہ تعالیٰ ہی سے چاہے اور دشمنون پر غلبہ حاصل کرنے کی دعا کرنے سے پہلے استغفار چاہئیے جسکو آیت رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا بتلا رہی ہے ذنوب کے

لفظ مین تعمیم رکہی گئی خواہ وہ صغیرہ ہون یا کبیرہ پہر اوس کے بعد لفظ اسراف کی تخصیص بعد التعمیم کی گئی تاکہ معلوم ہو کہ اسراف ہر چیز مین برا ہے کیونکہ اسراف کہتے ہین کہ ہر چیز مین حد اعتدال سے بڑہ جانے کو جیسے کہتے ہین فلان مسرف ہے جبکہ وہ کثرت سے بے موقعہ مال خرچ کرتا ہے اور آیت سے بہی اسراف کی ممانعت آئی ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا پہر جب ان معروضون سے فارغ ہوے تو اونہون عرض کیا کہ اے اللہ تو ہماری سینیون سے فاسد باتون کو نکال دے اور دلون سے خوف کو دور کر دے یعنے ہمکو موقعہ جنگ مین ثابت قدم رکہہ پہر بعد اوس کے بیان کیا کہ ہمکو کافرون پر نصرت دے کیونکہ دشمنون پر غلبہ حاصل کرنا ثابت قدمی سے ہوتا ہے اور غلبہ اصل مقصود ہے اس وجہ سے کہ فتح یابی سے دشمن کے دلون مین رعب پڑ جاتا ہے گویا نصرت علی الاعداء ایک تیر ہوائی ہے جو چہرون سے عناد کو دور کرتی ہے یا ایک دریا کی لوٹ ہے جو ایک جگہ ٹہیرنے نہین دیتی

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران ۲۰ ع) (ترجمہ

آسمان اور زمین کی ساخت و پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت مین عقلمندون

کے لئے اوسکی قدرت کی نشانیاں ہین وہ عقلمند ایسے ہین جو اوٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے
اللہ کو یاد کرتے ہین اور آسمان اور زمین کی پیدایش مین غور کرتے رہتے ہین اور کہتے ہین
کہ اے ہمارے مالک تونے یہ سب کارخانہ بیکار نہین پیدا کیا تیری ذات (لغو اور بیکار
کام کرنے سے) پاک ہے اے مالک ہمکو دوزخ کے رنج سے بچالے اے ہمارے مالک
توجسکو دوزخ مین لے گیا اوسکو تونے ذلیل اور خوار اور رسوا کیا اور مشرکون کا کوئی
مددگار نہین مالک ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کی ندا سنی (یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی) جو یہ کہتا ہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ ہم تجھہ پر ایمان لائے
مالک ہمارے گناہون کو بخشدے اور ہماری برائیون کو ہم سے دور کردے اور نیک
لوگون کے ساتھہ ہمکو موت دے اے ہمارے مالک جو تونے ہم سے اپنے پیغمبرون
کی زبانی وعدہ کیا سو اوس وعدے کو پورا کر اور قیامت کے دن ہم کو سب لوگون کے
سامنے رسوا مت کر بے شک تو وعدہ خلافی نہین کرتا **ف** عبودیت کے تین اقسام
ہین دل سے تصدیق کرنا زبان سے اقرار کرنا ہاتھہ پیرون سے کام کرنا پس آیت یذکرون اللہ
عبودیت لسانی کے طرف اشارہ ہے وقیاما وقعودا وعلی جنوبہم اشارہ عبودیت بدنی کے
طرف ہے اور یتفکرون اشارہ عبودیت قلبی اور فکر اور روح کے طرف ہے کیونکہ جب
انسان زبان سے ذکر کرتا ہے اور اعضا سے شکریہ خداوندی بجالاتا ہے اور
دل سے فکر کرتا ہے تو گویا اوس نے تمام اعضاے جسم سے خدا کی عبادت کی اس آیت
مین ذکر سے کیا مراد ہے اس مین مفسرین کے مختلف اقوال ہین بعض مفسرین نے کہا
کہ وہ یاد الہی کی مواظبت رکھتے ہین کیونکہ انسان کی تین حالتین ہین قیام قعود اضطجاع
دوسرا قول یہ ہے کہ ذکر سے نماز مراد ہے یعنے حتی الامکان نماز کہڑے ہوکر پڑہتے ہین
اور اگر کہڑے نہ ہوسکین تو بیٹھکر اور اگر بیٹھکر بھی نہوسکے تو لیٹ کر پہلو پر غرضکہ وہ نماز
کسی حالت مین نہین چہوڑتے لکن اول معنے پر آیت کو محمول کرنا اولی ہے کیونکہ فضیلت

ذکر آلہی مین بہت ساری آتین آئین ہین۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جو شخص جنت کے چمنون مین سیر کرنا چاہے وہ اللہ کا ذکر بہت کرے اللہ تعالی نے ذکر کے
طرف پہلے رغبت دلائی پھر فکر کے طرف متوجہ کیا کہ فکر کرو تو آسمان اور زمین کی پیدائش
مین اور اوسکی ساخت مین اور اوسی کے موافق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالی کی ذات مین مت غور کرو کیونکہ وہ بیچون اور بیچگون ہے بلکہ اللہ تعالی
کے مخلوق مین غور فکر کرو اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ جس ذات کی حقیقت نہین معلوم ہوسکتی
اوس چیز کی معرفت اوس کے آثار اور افعال سے ہوتی ہے جیسے افعال فاعل کے
اشرف و اعلی ہونگے ویسا ہی کمال فاعل کا معلوم ہوگا اسی وجہ سے عامی آدمی جو اعتقاد
قرآن کو عظیم سمجھتا ہے اوس کا اس قسم کا اعتقاد تقلید اجمالی ہے لکن وہ مفسر جو قرآن
کے اسرار اور ہر آیت کے غوامض پر واقف ہے اوس کا اعتقاد بہ نسبت عامی کے
اقوی اور اعلی ہے دوسری اوس کی وجہ یہ ہے کہ دلائل توحید دو قسم پر منقسم ہین
ایک دلائل آفاقی دوسرے دلائل انفسی اور اس مین کوئی شک نہین کہ دلائل آفاقی
اجل اور اعظم ہین دلائل انفسی سے جیسا کہ اللہ تعالی خود ارشاد فرماتا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔
اگر انسان درخت کے ایک پتہ کو لے لے اوسمین خداوند تعالی کے انواع واقسام کے
قدرتہاے گوناگون نظر آئینگے ایک پتہ کس طرح سے بڑہ گیا پھر اوس کی شاخین
مختلف طور پر کس طرح پہیلین بعض تو ایسی ہین کہ نظر آتی ہین اور بعض بوجہ باریکی کہ دکہائی
نہین دیتین اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے حکمت بالغہ اور اسرار عجیبہ کو
ایک پتہ مین و دلیعت کر رکہا ہے اول تو اوس مین قوۃ جاذبہ رکھی ہے کہ وہ زمین کے اندر
سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے پھر وہ غذا خام عروق اور شرائین اور شاخہاے شجر مین
پہیل جاتی ہے اگر انسان غور کرے کہ یہ پتہ کس طرح پیدا ہورہا ہے اور پھر اوس مین

قوتہ غاذیہ اور نامیہ کا ہونا یہ سب باتین ایسی ہین کہ عقل اوسکی حقیقت تخلیق سے عاجز ہے
اسی طرح سے تمام نجوم اور سیارے اور آسمان اور زمین کی پیدایش مین غور کرو تو
ایک تعجب خیز حالت نظر آئیگی جب اوس کی مخلوقات مین سے چھوٹی چھوٹی چیزون کی
حقیقت نہین معلوم ہو سکتی تو ذات باری تعالیٰ جل شانہ جس کی ذات سب ذاتون سے اعلیٰ
اور جس کی حقیقت سب حقیقتون سے اشرف ہے اور جو تمام برائیون سے مبرا ہے اوسکی حقیقت
کو کون پا سکتا ہے عارفین کے معارف اور محققین کے حقائق یہان پر آنکر ٹھہر جاتی ہین
ع - جز تحیر نصیب خاصان نیست - رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الخ آیت ماسبق مین
اللہ تعالیٰ نے ذکر اور فکر کرنے والون کی فضیلت بیان کی اب یہان سے ذاکرین اور متفکرین
کی دعا کو بیان فرماتا ہے اس آیت مین پانچ قسم کی دعائین ہین (قسم اول) امام واحدی رحمہ اللہ
کہتے ہین یہان پر یقولون مقدر ہے صاحب کشاف کہتے ہین یہ جملہ محل حال مین واقع ہوا ہے
اس کے معنے یتفکرون قائلین ربنا ما خلقت الخ ہذا کنایہ ہے مخلوق سے یعنے اے
اللہ تو اس مخلوق عجیب الخلقہ کو باطل نہین پیدا کیا اور اسم اشارہ ہذا یہان بغرض تعظیم لایا گیا ہے
جیسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ باطلاً ترکیب مین یا توصفت ہے مصدر
موصوف کی اے خلقاً باطلاً یا منصوب بنزع خافض ہے ای بالباطل یا باطلاً حال
واقع ہوا ہے ہذا کا یعنے اے باری تعالیٰ تو نے مخلوقات کو کھیل اور عبث نہین پیدا کیا ہے
بلکہ ان مخلوقات کی پیدایش دلیل ہے تیری قدرت اور حکمت پر سبحانک اس لفظ مین
دو مصلحتین ہین (ایک) تو اپنے عجز کا اقرار ہے یعنے آسمان اور زمین کی پیدایش مین تیری
کیا حکمتین ہین ہمارے عقول اوس کے سمجھنے سے عاجز ہین یعنے جب ذاکرین اجسام عظیمہ
مین فکر کرتے ہین تو اونکو یقینی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان مخلوقات کا خالق ان کو بے کار
اور عبث نہین پیدا کیا ہے بلکہ اون کی پیدایش مین عجیب عجیب آثار اور حکمت رکھی ہین اگرچہ
ہمارے افہام اوس کے سمجھنے سے قاصر ہین ہم یہی کہتے ہین سبحانک - دوسری مصلحت اس دعا

مین بندون کو کیفیت دعا کی تعلیم دیتا ہے یعنے داعی کو چاہیے کہ دعا سے پہلے ثنا اور تقدیس
اور حمد باری تعالی کرے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے جب اونکی زبانین ذکر الہی مین مستغرق ہین
اور بدن اونکے طاعت الہی مین مصروف ہین اور اون کے قلوب اللہ تعالی کے دلائل عظیمہ مین
متفکر ہین تو منجملہ اونکی طاعت کے یہ بھی ایک اطاعت ہے کہ خدا سے اس امر کی دعا مانگین کہ
اے اللہ تو ہمکو دوزخ کے عذاب سے نجات دے۔

دوسری قسم کی دعا رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ جب اونہون نے اپنے پروردگار سے
عذاب سے بچنے کی دعا مانگی تو عذاب سے بڑہکر جو رسوائی کا عذاب ہے اوس کا ذکر کیا اخزاء
کے کئی معنی ہین جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہین زجاج کہتا ہے اخزاء کے معنی العباد
کے ہین جیسا کہ کہتا ہے اَخْزَی اللّٰہ العدو ابعدہ یعنے اے اللہ تو ہمکو اپنی رحمت
سے قیامت کے دن دور مت کر دوسرے معنے اہانت کے ہین یعنے ہمکو قیامت کے
دن رسوا مت کر شمر بن حمدویہ کہتے ہین اخزاہ اللہ کے معنے قصمہ اللہ کے ہین یعنے اللہ
تو ہمکو ریزہ ریزہ مت کر ابن انباری کہتے ہین خزی کہتے ہین کسی چیز کے تلف ہو جانے کو
یا حجت کے منقطع ہو جانے کو یا بلا مین پڑ جانے کو غرضکہ یہ سب وجوہ ایک دوسرے
کے قریب قریب ہین صاحب کشاف کہتے ہین اخزیتہ ای ابلغت فی اخزاۂ علما نے اس آیت سے
یہ مستنبط کیا ہے عذاب روحانی اشد واقوی ہے عذاب جسمانی سے کیونکہ آیت دلالت
کرتی ہے کہ بعد عذاب نار کی رسوائی کا عذاب سب سے بڑا عذاب ہے غرضکہ یہ جملہ پہلے
جملہ کی تاکید ہے کیونکہ جب دوزخ مین داخل ہونگے تو رسوائی ہوگی تو اے اللہ تو ہم کو
دوزخ سے بچالے تاکہ ہمین رسوائی نہین ہو۔ ظالمین کا کوئی بچانے والا اور مددگار نہین ہے
یہان پر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا اسمین اس امر کو بتلایا گیا کہ رسوائی جو ظالمین اور مشرکین
کے ساتھ مختص ہے ہمکو اوس سے بچالے۔

تیسری قسم کی دعا رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اس آیت مین کئی مسائل ہین

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ منادی سے کیا مراد ہے اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ منادی سے حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم مراد ہیں جیسے داعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا دوسرا قول منادی سے مراد قرآن ہے
جیسا کہ جنون نے کہا انا سمعنا قرانا عجبا یہدی الی الرشد۔ ینادی للایمان مین کئی وجوہ ہین۔
ایک تو یہ کہ لام بمعنی الی ہے ای ینادی الی الایمان جیسے یعودون لما نہوا عنہ ای الی ما نہوا عنہ
لکن یہان پر الی کو نہ لا کر لام کو لانے کی وجہ یہ ہے تاکہ غایت اور اختصاص دونون کا فائدہ ہو
یعنے ہم نے اوس منادی کی بات سن لی جس نے خاصکر ہمکو ایمان کیطرف بلایا بعضون نے کہا
یہ لام۔ لام غایۃ ہے ای سمعنا منادیا کان ندارہ لیومن الناس یعنے منادی جو ندا کرتا ہے تو
اوسکی غرض یہ ہے کہ ہم ایمان لائین اب سوال یہ ہے منادی اور ینادی دونون کے جمع
کرنے مین کیا بلاغت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی چیز کی عظمت بتلانا مقصود ہوتی ہے
تو پہلے اطلاق سے ابہام مین ڈالتے ہین پھر تقئیدی حکم لاتے ہین تاکہ اوس کی عظمت معلوم
ہووے یہان منادی یعنی قرآن یا حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بتلانے کی
غرض سے پہلے تعمیم کی گئی پھر بتلایا گیا کہ وہ منادی کس بات کی ندا کرتا ہے جواب دیا گیا کہ وہ
ایک عظیم الشان امر کی طرف بلاتا ہے وہ کیا ہے ایمان ہے کیونکہ جب مطلق منادی کہا گیا
تو سامع کا ذہن ہر طرف چلا گیا یعنے یہ نہین معلوم ہوا وہ ندا کس امر کی کرے گا آیا لڑائی کی یا کسی
مصیبت زدہ کی دوری تکلیف کی یا آنے والی مصیبت کی جب یہ سب باتین نہین ہین تو معلوم ہوا
ایک ایسے امر کی طرف داعی بلاتا ہے جو سب باتون سے عظیم الشان ہے اور وہ کیا ہے
ایمان ہے اور قول اَنْ آمنوا کی تقدیر ای آمنوا یا بان آمنوا ہے پھر اونہون نے کہا
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّآتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ اونہون نے اللہ تعالی سے
اس دعا مین تین باتین طلب کی ایک غفران ذنوب دوسرے کفارہ سیئات تیسرے
نیکون کے ساتھہ وفات اگرچہ مغفرت اور تکفیر باعتبار لغت کے ایک ہی معنے رکھتے ہین۔
کیونکہ غفران کے معنے ستر کے ہین اور تکفیر کے معنے تغطیہ کے ہین لکن یہان تکرار بغرض تاکید

کیونکہ دعا مین الحاح وزاری اور مبالغہ ایک مستحب امر ہے دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ مراد
غفران سے اگلے گناہ ہین اور تکفیر سے مراد جو آیندہ ہونے والے ہین تیسرا جواب یہ ہے
کہ مغفرت سے مراد وہ گناہ جو توبہ سے زائل ہون اور تکفیر سے مراد جو گناہ اطاعت سے ڈھپ جائین
یعنے اے مالک ہمکو ایسی اطاعت کی توفیق دے جس سے ہمارے اگلے گناہ معاف ہو جائین
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ - ابرار برّ کی جمع یا بار کی یعنے صالحین نیکوکار اس معیت مین مفسرین نے
دو وجہین بیان کی ہین ایک تو معیت سے یہ مراد ہے کہ اے اللہ ہمارے عمل بھی مثل
نیکون کے اعمال کے کردے تاکہ قیامت مین ہمارا بھی درجہ نیکون کے درجے کے ساتھ رہے
یعنے ہمکو نیک اعمال کی توفیق دے کہ ہم اون نیک اعمال پر مرین جیسا کہ کہتے ہین کہ اس
مسئلے مین مین امام شافعی کے ساتھ ہون یعنے اس مسئلہ کو بھی مین ویسا ہی مانتا ہون جیسا کہ
امام شافعی مانتے ہین دوسری وجہ معیت کی یہ ہے کہ ہمکو بھی نیکون کا تابع اور اون کا مقلد کردے
جیسے اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَ
الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ اس آیت سے اہل سنت نے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اصحاب کبائر کے حق مین بھی مقبول ہے کیونکہ یہ آیت
اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب اونہون نے اللہ تعالی سے گناہون کی مغفرت مطلقاً
چاہی اور مغفرت مین کسی امر کی قید نہین لگائی گئی اور اللہ تعالی نے فاستجاب کے لفظ سے
قبول فرمایا پھر جب اونکی گناہون کے معافی کے بارے مین مومنین کی شفاعت قبول کرلی
گئی تو حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیون نہ قبول کیجائیگی یعنی وہ شفاعت بدرجہ
اولی قبول کی جاسکتی ہے -

چوتھے قسم کی دعا رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اس دعا مین کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) آتنا
ما وعدتنا مین مضاف حذف کر دیا گیا ہے ای علی السنة رسلك یعنے جو کچھ تو نے وعدہ

اپنے رسولون کے زبان پر کیا ہے وہ ہمکو عطا فرمایا اس کی تقدیر علی تصدیق رسلک یعنی جو کچھ وعدہ تونے اپنے رسولون کے تصدیق کرنے کے بعد کیا ہے کہ مین مصدقین رسل کو اس طرح سے انعام دون گا وہ ہمکو عطا فرما۔

**شبہ** جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالی وعدے کا خلاف نہین کرتا۔ اور وعدہ خلافی اللہ تعالے سے محال ہے یعنے ایفاے وعدہ اللہ تعالی سے ضرور ہونے والا ہے پھر دعا سے اسکی طلب کی ضرورت ہی کیا ہے

**جواب شبہ** اس کے کئی جواب ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ مقصود دعا سے طلب فعل نہین ہے بلکہ اوس سے مقصود اظہار عاجزی اور ذلت اور عبودیت ہے اور یہ مقام مدح مین واقع ہوا ہے جیسے کہتے ہین الکریم اذا وعد وفا کیونکہ بہت ساری باتون کا ہمکو حکم ہوا ہے کہ ہم خدا ے تعالے سے مانگین حالانکہ اون کا وجود ضروری ہے جیسے کہتے ہین قل رب احکم بالحق کیونکہ اللہ تعالی تو حق کے ساتھہ فیصلہ کرتا ہی ہے پھر یہ کہنا کہ اے اللہ تو فیصلہ حق کے ساتھہ کر یہ کہنا بنا بر عاجزی اور عبودیت کے راہ سے ہین۔

**دوسرا جواب** دوسرا جواب اس کا یہ ہے یہان دعا طلب محال کے لئے نہین بلکہ طلب توفیق طاعت اور طلب عصمت عن المعصیۃ کے لئے ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کا وعدہ اعیان امت مین سے ہر ایک ذات کے اعتبار سے نہین ہے بلکہ باعتبار اونکے اوصاف کے ہے کیونکہ اللہ تعالی نے پرہیزگارون سے وعدہ اونکی پرہیزگاری کی وجہ سے ثواب کا کیا ہے اور فاسقون سے عذاب کا وعدہ بوجہ اونکی فسق کے کیا ہے پس آتنا ما وعدتنا سے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ہمکو ایسے اعمال کی توفیق دے جسکی وجہ سے ہم تیرے وعدے کے اہل ہو جائین اور اے رب تو ہمکو اون اعمال سے بچالے جن اعمال کی وجہ سے ہم عذاب اور رسوائی کے مستحق ہون۔

**تیسرا جواب** یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے مومنین سے وعدہ کیا کہ اون کو دنیا مین مدد دونگا

اور اون کے دشمنون کو مغلوب کر دون گا تو اونہون نے اس امر کی تعجیل چاہی کہ ای اللہ
ہماری مدد کر اور دشمنون کو ہمارے مغلوب کر۔ اور نکتہ اس آیت مین اس بات کا بھی ہے
کہ آخرت کے منافع کو جو ہم طلب کر رہے ہین تو وعدہ کی رو سے نہ استحقاق کی رو سے
کیونکہ انک لاتخلف المیعاد اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حصول منافع کا مقتضی محض وعدہ ہے
استحقاق نہین۔

بلاغت تقدیم ما وعدتنا ولاتخزنا | یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب ثواب حاصل ہو گیا اور خدا سے
ایفاے وعدے کی درخواست کر لی گئی تو عذاب کا نہونا (خواہ وہ عذاب جسمانی ہو یا روحانی
یعنے رسوائی) لامحالہ ہو گا پھر ثواب طلب کرنے کے بعد طلب عدم رسوائی کی درخواست بیکار
ہوئی بلکہ اس آیت مین اول طلب ترک عذاب کی آیت ہوتی اوس کے بعد طلب ثواب
کیا جاتا اس کے دو جواب ہین پہلا جواب یہ ہے کہ یہان طلب ثواب کو مشروط کر دیا گیا ہے
ایسی منفعت کیساتھہ جس مین تعظیم اور عزت بھی ہو کیونکہ اگر عذاب سے بچ رہے یا ثواب
مل گیا لیکن رسوائی ویسی ہی رہی تو وہ ثواب کچہ زیادہ باوقعت اور خوش کنندہ نہین ہوتا
پس آیت ربنا اٰتنا سے مراد منفعت ہے اور لاتخزنا سے مراد تعزیز ہے یعنی ای مالک
ہم کو منافع بھی دے جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمکو اوس منافع کے ساتھہ
عزت بھی دے

جواب | دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مقصود اس دعا سے طلب توفیق طاعت ہے
اور معصیت سے بچنا ہے اور اسی تقدیر مین نظم قرآنی کی خوبی بھی رکھی گئی ہے گویا اسمین
یہ کہا گیا ہے کہ اے اللہ تو ہمکو طاعات کی توفیق دے اور جب ہمکو طاعات کی توفیق دیا تو
پھر ہمکو اون باتون سے بھی بچائے جن باتون سے ہمارے سب طاعات بیکار ہوتی ہین
اور ایسی باتون سے جس مین رسوائی اور ہلاکت ہو اون سے بھی ہمکو محفوظ رکھہ خلاصہ یہ
کہ ای اللہ تو ہمکو اپنی طاعت کی توفیق عطا فرما کیونکہ ہم طاعت پر بغیر تیری توفیق کے قدرت

نہین رکھہ سکتے اور جب ہمکو توفیق اطاعت مرحمت ہو جاۓ تو اوس اطاعت پر باقی رہنا اور ہمیشہ تیری اطاعت مین سرگرم رہنا اسمین بھی توہی مدد کر غرضکہ اس آیت مین اشارہ ہے کہ بندے کا کوئی فعل اور کوئی عمل اور کوئی لحہ بغیر اعانت اور توفیق الٰہی کے نہین ہوتا

پانچوان مسئلہ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ ایسا اوقات انسان گمان کرتا ہے کہ مین اعتقاد حق اور عمل صالح پر ہون لکن قیامت کے دن امر واقعی ظاہر ہو سکتا ہے جو کچہ اعتقاد اور عمل صالح اوس کا تہا آیا وہ صحیح تہا یا اوس کا عمل بالکل گناہ تہا پس وہان جب افعال مستورہ کہل جاتے ہین تو حد درجہ کی پشیمانی اور پوری حسرت نصیب ہوتی ہے غرضکہ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے عذاب جسمانی سے بچنے کی اور بعد اوس کے عذاب روحانی جو رسوائی اور ندامت ہے اوس سے بچنے کی تعلیم دی۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (نساء ۱۰-ع)

(نساء ۱۰ ع) ابتداے اسلام مین جب کفار قریش مکہ پر قابض تہے اور اون کے ہاتون مسلمان ضعیف مرد اور مسلمان ضعیف عورتین اور بچے ہمہ قسم کی تکالیف اوٹہا رہے تہے اوس وقت اونہون نے تنگ آکر یہ دعا مانگی اے ہمارے مالک ہم کو ایسی بستی سے نکال جہان کے لوگ ظالم ہین (یعنے کافر اور مشرک جو ہم پر ظلم کر رہے ہین) اون سے ہمکو نجات دے اور ہماری حمایت کے لئے کسی کو اپنے جانب سے حاکم اور مددگار مقرر کر ف تمام مفسرین نے اس امر پر اجماع کیا ہی کہ ہٰذہ القریہ سے مراد مکہ اور اہل سے مراد مشرکین اور کفار قریش ہین کیونکہ مسلمان اونہین کی وجہ سے اقسام اقسام کی تکالیف مین مبتلا تہے مصیبتین جہیلتے جہیلتے آخر تنگ آکر اونہون نے یہ دعا مانگی یہان پر جملہ (من ہٰذہ القریہ الظالم اہلہا) مین شبہ یہ گزرتا ہی کہ جب الظالم قریہ کی صفت ہے تو الظالمہ کہنا چاہئی تہا کیونکہ صفت اور موصوف تذکیر اور تانیث مین ایک

ہوتے ہین اس کا جواب یہ ہے کہ صفت بحال موصوف نہین ہے بلکہ متعلق موصوف سے ہے
یعنے اہل کی ہے اور ایسی صفت مین تطابق موصوف اور صفت مین ضروری نہین اور اوس سے مقصود
تخصیص اور تمیز ہے یعنے خاصۃً ہمکو ان لوگون سے نجات دے جو ظالم ہین وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ
کی تفسیر مین ابن عباس یہ فرماتے ہین کہ اے پروردگار ہمارے اوپر ایسے حاکم کو مقرر کر جو ہمارے
دینی اور دنیوی مصالح کو ملحوظ رکھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اون کی دعا قبول کی جب مکہ فتح ہوا تو حضرت
نے اون کے اوپر عتاب بن اسید کو حاکم بنایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی امور ہوے اور
عتاب آپ کے طرف سے مددگار مقرر ہوے اونہون نے ایسا انصاف کیا کہ ہر سرکش کا
سر توڑا اور ظالمون کی کمر توڑی (یہ دعا اب بھی مسلمان مانگ سکتے ہین جب کفار اور مشرکین
کے ظلم مین پہنس جائین)

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ - رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ (۱۱ ع مایدہ)

(۱۱ع مایدہ) اور اون اہل کتاب مین سے جو مشایخ اور عالم ہین جب اوس کلام کو جو پیغمبر
(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اترا ہے (یعنے قرآن شریف) سنتے ہین تو تم اے محمد
دیکھتے ہو کہ اونکی آنکھین آنسو سے ابل کر بہ رہی ہین حقانیت قرآن کو معلوم کرکے کہتے ہین
اے ہمارے مالک ہم ایمان لاے تو ہمکو گواہون مین لکھ لے (یعنے حضرت محمد کی امت
مین جو اگلی امتون پر گواہی دینگے) اور ہم اللہ پر کیون ایمان نہ لائین (یعنے ہمکو اللہ پر ضرور
ایمان لانا چاہیے) اور ہم قرآن کی جو حق ہے اوسکی کیون نہ تصدیق کرین یعنے ہمکو قرآن
کی ضرور تصدیق کرنا چاہیئے اور ہم کیون نہ اس امر کی خواہش کرین کہ اللہ ہمکو بھی نیک لوگون
مین شمار کرے **ف** اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب مسلمانون کو کفار مکہ نے

طرح طرح کی ایذائین دینی شروع کین تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نجاشی بادشاہ حبشہ (جو نصرانی تھا) وہ نیک اور منصف حاکم ہے۔ تم اوسکی عملداری مین چلے جاؤ چنانچہ گیارہ مرد اور چار عورتین جن مین حضور کی صاحبزادی رقیہ اور اون کے خاوند حضرت عثمان بن عفان رض اور حضور کی پھوپی زاد بھائی زبیر بن عوام بھی تھے ہجرت کرکے حبش چلے گئے یہ پہلی ہجرت کہلاتی تھی۔ پھر دوسرے دفعہ مین حضرت جعفر طیار بن ابی طالب مع دیگر مسلمان حبش مین پناہ گزین ہوے یہانتک کہ ۸۲ آدمی حبشہ مین جمع ہو گئے لیکن قریش نے اونھین وہان بھی چین نہ لینے دیا حبشہ پہنچکر نجاشی سے قسم قسم کی شکاتین اور چغلیان کھائین کہ یہ لوگ بے دین ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا غلام کہتے ہین اور فساد پھیلاتے پھرتے ہین اس پر نجاشی نے سب مسلمانون کو بلایا حضرت جعفر رض سب کی طرف سے وکیل ہوئے اور نجاشی کے دربار مین سورہ مریم پڑھکر سنائی اور اپنے سچے عقاید ظاہر کئے اس پر نجاشی اور اوسکی سب درباری اور جو با انصاف نصاری تھے روئے اور اسلام کی صداقت کے سب معتقد ہو گئے جب نجاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اور مدینہ طیبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی آپ نے غایبانہ اوس کے جنازے پر نماز پڑھی **ف** اونکی آنکھین حق کو سن کر بہتی ہین حالانکہ آنکھ نہین بہتی بلکہ آنسو بہتے ہین یہان بہنے کی اسناد جو آنکھون کی طرف کی گئی ہے وہ مجاز ہے جیسے کہتے ہین پیالہ چھلک گیا حالانکہ پانی چھلکتا ہے نہ پیالہ غرضکہ بہت کثرت سے روئے مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ اس مین دو من ہین پہلا من ابتداے غایت کا ہے جو سببیہ ہے یعنے حق کے پہچاننے کی وجہ سے روئے اور دوسرا من تبعیضیہ ہے یعنے بعض حصہ قرآن کو سنکر روئے اگر پورا سنتے تو معلوم نہین کیا حالت ہوتی رَبَّنَا آمَنَّا سے مطلب یہ ہے کہ اے مالک جو کچھ ہم نے سنا اوسکی ہم تصدیق کرتے ہین اور اس امر کی گواہی دیتے ہین کہ وہ حق ہے وَمَالَنَا کے دو مطلب ہین ایک تو یہ کہ جملہ وقطیع کو حال ومالنا کا ٹھیرائین تو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمکو کیا ہو گیا ہے کہ جو بات ہمکو ہمارے پروردگار کی طرف سے آئی ہے ہم اوس کو

نہ مانین حالانکہ ہم آرزو کرتے ہین کہ ہمارا مالک ہمکو نیک بختون کے ساتھ جنت مین لیجائے یعنے
جب ہمکو نیکون کے ساتھ بہشت مین جانے کی آرزو ہے توہمکو ضرور اللہ اور اوس کے کلام پر
ایمان لانا چاہیئے۔ اور اگر نطمع کو جملہ عاطفہ مالنا کا ٹھیرائین تو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ
ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائین اور تثلیث ہی پر اڑے رہین۔ اور پھر ہمکو توقع اس
امر کی ہو کہ ہم جنت مین چلے جاوین یعنے یہ تو دیوانہ پن ہے کہ اللہ اور اوس کے کلام پر ایمان
بھی نہ لائین اور پھر بہشت مین جانے کی توقع رکھین۔
قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ
تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَ
أَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سورۂ مایدہ ۵ ع) عیسی علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ ہمارے
مالک آسمان سے کہانے کا ایک خوان ہم پر اتار جس سے ہمارے اگلے پچھلون کی عید ہو اور جو
تیری قدرت کی ایک نشانی ہو اور ہم کو رزق دے تو بہتر روزی دینے والا ہے ف اللّٰھم کی
اصل اوپر گذر چکی ربنا ندائے ثانی ہے تکون لنا یہ صفت ہے مائدہ کی امر کا جواب نہین ہی
عیداً لاولنا وآخرنا کا مطلب یہ ہے کہ جس دن وہ خوان اترے ہم بھی اوسکی عظمت کرین اور
جو ہمارے بعد آئین وہ بھی اوس کی عظمت کرین غرضکہ وہ خوان اتوار کے دن اترا اسی واسطے
نصاری مین وہ دن عید کا ہے جو چیز وقت مقررہ پر بار بار آتی ہے اوسکو عید کہتے ہین اور
عید کو بھی عید اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ سال مین ایک دفعہ خوشی اور مسرت کو لیکر آتی ہی
آیَةً مِنْكَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مائدہ تیری توحید کی نشانی ہو اور تیرے رسول کیلئے
موجب تصدیق وارزقنا کے معنے اے مالک تو ہم کو رزق دے کیونکہ تو اچھا روزی دہندہ ہی
اس ترتیب مین ایک طرح کا تامل ہے وہ یہ کہ حواریون نے اپنے درخواست مین اغراض
دنیوی کو مقدم رکھا اور اغراض دینیہ کو موخر عیسی علیہ السلام نے جب مائدہ سے سوال
کیا تو اغراض دینیہ کو مقدم رکھا اور اغراض دنیویہ جو اکل و شرب ہے اوس کو موخر رکھا اسی

حواریون کا اور عیسی علیہ السلام کا فرق معلوم ہوتا ہے اور اسی آیت سے مراتب درجات ارواح معلوم ہوتے ہین کہ بعض جسمانی ہوتے ہین اور بعض روحانی چونکہ عیسی علیہ السلام دین مین صافی القلب اور روح منور تھے اس لئے صرف ذکر رزق پر اکتفا نہین کیا بلکہ رزاق کے طرف اپنی توجہ مبذول کردی اور کہا انت خیر الرازقین اس آیت مین نکات کشفیہ یہ ہین کہ اللہم ربنا سے پہلے ذکر حق سبحانہ تعالی کی ابتدا کی پھر ذات سے صفات کے طرف لفظ انزل سے انتقال کیا پھر تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا اشارہ ہے کہ روح نعمت کے ساتھہ خوش ہوتی ہے کیونکہ نعمت جو صادر ہوتی ہے وہ منعم سے صادر ہوتی ہے اور لفظ منک اشارہ ہے کہ وہ مائدہ اصحاب نظر واستدلال کے لئے حجت ہو۔

ذکر نزول مائدہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اس عاجزی اور خوبی کے ساتھہ دعا مانگی کہ فوراً قبول ہوگئی چنانچہ اونکے دیکھتے ہی دیکھتے اللہ نے آسمان سے ایک سرخ خوان دو بادلون کے درمیان اتارا عیسی علیہ السلام روئے اور اسوقت آپ نے یہ دعا پڑہی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الشَّاکِرِیْن اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا مُثْلَةً وَّعُقُوْبَةً پھر آپ نے فرمایا جس شخص کے اعمال تم مین اچھے ہون وہ اس کو کھولے شمعون نے کہا آپ ہی اس کو کھولین تو آنسب عیسی علیہ السلام نے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور روئے بعد اوس کے اوس خوان کی بستنی کھولی دیکھا تو اوسمین بھونی ہوئی مچھلی تھی نہ اوس مین کسی قسم کا کانٹا تھا اور نہ اوس پر کسی قسم کے کھپرے تھے اوس کے سرہانے نمک رکھا ہوا تھا اور اوس کی دم کے پاس سرکہ اور اطراف کچھ بقولات مثل پودینہ وغیرہ کے تھا اوسمین پانچ روٹیان تھین ایک پر زیتون دوسرے پر شہد تیسرے پر گھی چوتھے پر پوسی پانچوین پر بھونا ہوا گوشت شمعون نے کہا یا روح اللہ یہ دنیا کا کھانا ہے یا آخرت کا حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا نہ یہ دنیا کا کھانا ہے نہ آخرت کا بلکہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے اختراع کرکے بھیجا ہے جو تم مانگتے تھے اب اوس کو شکر گزاری کیساتھہ کھاؤ اس پر بعض حوارین نے کہا اس سے بڑہکر کوئی اور نشانی

دکہلاے آپ نے اوس مچہلی سے کہا تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ زندہ ہوگئی پہر آپ نے کہا تو اصلی حالت پر پہر مر جا وہ مرگئی پہر وہ خوان اوٹہالیا گیا اوس کے بعد اللہ تعالی کی نافرمانی بعض لوگون نے شروع کی اللہ تعالی اُنے اونکو سور اور بندرون کی صورت پر مسخ کر دیا۔ اور اللہ تعالی کیون نہ عذاب کرتا جبکہ خود فرمایا تہا کہ جو کفران نعمت کریگا ہم اوسکو ایسا سخت عذاب دینگے جو کسی کو ندیا ہوگا

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (اعراف ع) جب آدم اور حوا جنت سے نکالے گئے تو کہنے لگے اے ہمارے مالک ہم نے اپنے نفسون پر آپ ظلم کیا اگر تو ہمکو نہ بخشے اور ہم پر رحم نکرے تو بے شک ہم ٹوٹا پانے والون مین سے ہونگے ف یہ جملہ جملہ مستانفہ ہے گویا یہ جملہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے یعنے جب جنت سے آدم و حوا نکالے گئے تو اونہون نے کیا کہا اوس کا یہ جواب ہے کہ اونہون نے یہ دعا مانگی اور اس امر کا اعتراف کیا کہ ہم نے اے باری تعالی جس درخت سے تو نے نہ کہانے کو کہا تہا ہم نے کہایا ہم نے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا کیونکہ تیرا کہنا نہ مانا پہر کہا اے مالک اگر تو ہم کو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو ہم بڑے ٹوٹے مین پڑ جاینگے امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ فتلقی آدم من ربہ کلمات سے مراد یہی کلمات ہین جو آدم نے خدا سے سیکہہ لئے تہے اس سے بعض لوگون نے یہ نکالا ہے کہ انبیا سے گناہ صادر ہو سکتے ہین لکن اسکا جواب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالے نے سورہ بقر مین فرما دیا ہے کہ آدم و حوا سے جو گناہ صادر ہوا تہا وہ نبوت سے قبل ہوا تہا اور آدم علیہ السلام کو نبوت اس کی بعد ملی ہے اور اسکا کچہ مختصر جواب ہم نے اپنی کتاب تعلیم العقاید مین بہی دیا ہے

قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (اعراف ۵ ع) جب اُن اعرافیون کی نگاہین اصحاب دوزخ کیطرف پہیر دیجاینگین تو دوزخیون کو دیکہکر کہینگے کہ

اے پروردگار ہم کو ظالمون مین مت کر ف یہ مقولہ اصحاب اعراف کا ہوگا کہ جب وہ دوزخیونکو دوزخ مین جلتے ہوئے دیکھینگے تو کہینگے اے مالک ان بے انصافون کے ساتھہ حکومت کر اب اسمین علماء کے مختلف اقوال ہین کہ اصحاب اعراف کون ہین سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہین جنکی نیکیان اور برائیان دونون برابر ہون بعضون نے کہا مشرکون کے نابالغ بچے بعض کہتے ہین فرشتے بعضون نے کہا جو سب سے پہلے بہشت مین جائینگے بعضون نے کہا وہ لوگ کہ جنکے ماں باپ مین سے کوئی راضی ہو اور دوسرا ناراض ایک حدیث مین آیا ہے کہ اعراف والے وہ لوگ ہونگے جن کا آخر فیصلہ ہوگا اللہ تعالے اون سے کہیگا کہ تم نیکیون کی وجہ سے دوزخ سے بچ گئے لیکن اسقدر نیکیان نہین ہین کہ تم بہشت مین جاسکو لیکن اچھا مین نے تم کو اب آزاد کر دیا اب تم بہشت مین جہان چاہو رہو یہ عتقاء اللہ ہین۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

(اعراف ا ع) اے ہمارے مالک ہم مین اور ہماری قوم مین حق کے ساتھہ فیصلہ کر حالانکہ تو اچھا فیصلہ کرنے والا ہے ف یہ دعا شعیب علیہ السلام نے اس وقت کی جبکہ وہ اپنی قوم سے ناامید ہوئے اور اون کو یقین ہوگیا کہ اب وہ ایمان نہین لائینگے۔ فرا نے کہا ہے کہ اہل عمان قاضی کو فاتح کہتے ہین زجاج نے کہا افتح بیننا کہ معنے اظہر امرنا یعنے اے اللہ ہم کو ان کافرون پر غالب کر تاکہ امر حق اچھی طرح کھل جاے کیونکہ اون مین سے ایک جماعت جو ایمان لے آئی خود اونہون نے دعا کی تہی کہ تم صبر کرو تاکہ اللہ تعالے خود فیصلہ کرے گویا اونہون نے اللہ سے اس امر کو طلب کیا کہ اے اللہ تو کافرون پر عذاب نازل کر کے ہمارا بدلہ لے چنانچہ اللہ تعالے نے اونکی دعا قبول کرلی وہ گھٹنون کے بل بیٹھے ہوے تہے کہ اللہ کا عذاب نازل ہوگیا یہ دعا بہی جب انسان اپنے قوم کے ظلم سے عاجز ہو تو مانگ سکتا ہے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (اعراف ۱۴ ع)

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکہالین اونڈیل دے اور ہم کو حالت اسلام پر وفات دے ف یہ دعا جادوگران فرعون نے اوس وقت مانگی جب موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے اون کا جادو ملیامیٹ ہوگیا اور فرعون نے جب دیکہا کہ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو اونکو عذاب دینے کی دہمکی دی اونہون نے عذاب فرعون پر ثابت قدم رہنے کی یہ دعا مانگی اے مالک ہم کو مصائب پر صبر کی توفیق دے یعنے صبر کامل عطا فرما اور ہمکو حالت اسلام پر مار یعنے ہم مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہین نہ ہم دین اسلام سے پہرین نہ اوس کو بدلین اور نہ فرعون کے دہمکیون سے ایمان کو اپنے ڈانوان ڈول کرین۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اعراف ۱۷ ع) (ترجمہ) اور جب موسیٰ ہمارے (مقرر شدہ) وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور موسیٰ کے مالک نے اون سے باتین کی۔ تو موسیٰ نے کہا مالک میرے اپنا دیدار مجہے دیکہا مین ایک نظر تجہکو دیکہون۔ خدا نے فرمایا تم مجہکو (اس دنیا کی آنکہ سے) ہرگز نہ دیکہہ سکوگے (اگر ایسا ہی تمکو آرزو ہی) تو خیر اس پہاڑ کیطرف نظر کرو اگر وہ اپنی جگہ پر ٹہہرا رہے تو تم مجہکو آئندہ دیکہہ سکوگے پہر جب موسیٰ کے مالک نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوس کو چکنا چور (ریزہ ریزہ) کردیا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش آیا تو کہنے لگے مالک تیری ذات (سب عیبون سے) پاک ہے مین تیری (بارگاہ مین) توبہ کرتا ہون اور مین اس زمانے مین سب سے پہلے یقین لاتا ہون ف موسیٰ علیہ السلام جو وقت مقررہ پر آئے وہ دن جمعرات عرفہ کا دن تہا اور توریت موسیٰ علیہ السلام کو جمعہ کے دن دسوین ذیحجہ کو ملی خدا سے کلام کرنے کا مطلب یہ ہے

کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ کلام کیا اور حجاب سب اوٹھا دیا گیا۔ معتزلہ اور جہمیہ نے اس آیت کی تاویل کی ہے حالانکہ تاویل کسیطرح بنتی نہین اونہون نے تاویل یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز مین بات کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی اور یہ محض غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس مین موسیٰ کی فضیلت ہی کیا ہوئی اس سے پہلے بھی موسیٰ جن لوگون سے باتین کرتے تھے اون سب مین اللہ تعالیٰ نے بات کرنیکی قوت پیدا کر دی تھی دوسری خرابی یہ آنکر پڑتی ہے کہ ہم سب لوگ بھی موسیٰ کے برابر ہوئے جاتے ہین کیونکہ ہم جن جن سے باتین کرتے ہین ان سب کو اللہ نے بات کرنے کی طاقت دی ہے افسوس ہے کہ یہ گمراہ فرقے اللہ کے کلام کی ایسی تاویل کرین جس سے سارا مطلب بگڑ جائے یہ تاویل نہین صریح تحریف ہے جیسا کہ یہود توریت شریف مین کیا کرتے تھے ان احمقون کو اتنی بھی سمجھ نہین کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز مین بات کرنے کی طاقت پیدا کر دی تھی اور اوس نے حضرت موسیٰ سے بات کی تو وہ چیز یہ کیونکر کہہ سکتی تھی کہ مین اللہ رب العالمین ہون دوسرے یہ کہ جب اللہ کو کسی چیز کے ذریعہ سے بات کرانا منظور تھا تو اس کی تکلیف کی کیا ضرورت تھی حضرت جبرئیل موجود تھے اور اللہ تعالیٰ کا پیام سنا سکتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کو کیا مجبوری تھی کہ وہ دوسرے کے ذریعہ سے بات کراتا کیا وہ خود بات نہین کر سکتا تھا اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بات کرتا ہے اوس کے کلام مین آواز اور حروف دونون ہین وہ ہر زبان اور ہر لغت مین کلام کر سکتا ہے اور توریت اور زبور اور قرآن کے الفاظ خود اوس کے کلام ہین اور تمام آیات اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اور جس نے اوس کے خلاف کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کلام نفسی ہے یا اوس کے کلام مین آواز اور حروف نہین یا اوس کا کلام غیر مرتب ہے یا وہ ازل سے اب تک یکسان کلام کر رہا ہے اوس کے پاس ایک دلیل بھی کتاب و سنت سے نہین ہے سوائے اس کے کہ چند معقولی باتین جو سراسر نامعقولیت سے بھری

ہوئی ہیں پیش کی جاتی ہیں اور کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں لائی جاتی ہے بھلا
ایسی باتیں کون سنے تمام اہل حدیث اور سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے
کہ اللہ تعالے جب اور جس وقت چاہے اور جس زبان میں چاہے بات کرتا ہے اور
اوس کے کلام میں آواز اور حروف دونوں ہیں اور اوس کے بندے اور فرشتے اوس کا
کلام سنتے ہیں اور دوسرون کو سناتے اور پہونچاتے ہیں اور یہ کلام اللہ تعالی کا ایسا نہیں ہے
جیسا کہ منکر سمجھتے ہیں کہ وہ مخلوق ہے یعنے کسی چیز میں وہ کلام پیدا کرتا ہے بلکہ یہ کلام
خاص اوس کی صفت ہے اور اوس کی ذات اور صفت کے طرح غیر مخلوق ہے جب
موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے بلا واسطہ باتیں کی تو اون کا اشتیاق اور بڑھ گیا درخواست
کرنے لگے کہ اے مالک میں چاہتا ہون کہ اس دنیا کی آنکھہ سے تجھے دیکھون حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے جو اس امر کی خواہش کی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کا دیکھنا محال
نہیں ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال ہوتا تو وہ خواہش کیون امر محال کی کرتے۔
لَنْ تَرَانِیْ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تم دنیا میں زندہ ہو مجھکو نہیں دیکھہ سکتے لکن آخرت
میں اللہ تعالیٰ کا دیدار صحیح احادیث سے اور قرآن سے ثابت ہے لن ترانی میں لن تابیدیہ
نہیں ہے بلکہ لن تاکیدی ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن میں یہودیون کے حق میں
کہا وَلَن یَّتَمَنَّوْهُ اَبَداً یعنے وہ موت کی خواہش ہرگز نہ کرینگے حالانکہ قیامت میں تو سب کافر
موت کی آرزو کرینگے۔ معتزلہ اور جہمیہ اور امامیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالے کا دیدار
ممکن نہیں ہے اون کی سزا اس سے کیا بڑھ کر ہوگی کہ وہ اس دیدار سے محروم رہینگے۔ خدائے
تعالے کا دیدار انشاء اللہ ہم دیکھینگے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ پھر
جب موسیٰ نے یہ کہا کہ اللہ تو اپنا دیدار دکھا اللہ تعالے نے کہا کہ ان آنکھون سے تم
دنیا میں مجھے نہیں دیکھہ سکتے خیر اگر تم کو آرزو ہے تو ہم اس پہاڑ پر جلوہ افروز ہوتے ہیں
یعنے یہ امید ہے کہ تم دیکھہ سکو گے گو پہاڑ کے برابر تم مضبوط نہیں ہو۔ ضحاک کہتے ہیں کہ اللہ تعالے

نے اپنے خاص نور مین سے ایک ذرا سا نور اوس پہاڑ پر ڈالا بعضون نے کہا کہ ایک
سوئی کے ناکے برابر تہا صحیح حدیث مین ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑہی اور انگہوٹے کو چہنگلیا کی
پور پر رکہا یعنے اپنا نور اس پہاڑ پر ڈالا ابن عباس نے کہا کہ ایک چہنگلیا کی ناخن برابر
اوس پہاڑ پر تجلی ڈالی سہل بن سعد نے کہا ستر ہزار پردون مین سے درم برابر نور
اس نے ظاہر کیا ایک حدیث مین ہے کہ اللہ جل شانہ ستر ہزار پردون مین ہے
اگر ان پردون کو اوٹہا دے تو اوس کے چہرے کی جہلک سے تمام چیزین جل جاوین

مہر نقابے روئے جانان را نقابے دیگر است

ہر حجابے را کہ طے کردی حجابِ دیگر است

غرضکہ موسیٰ علیہ السلام دوسرے روز تک بیہوش رہے بعضون نے کہا کہ مرگئے
پھر اللہ تعالےٰ نے زندہ کر دیا۔ سبحانک کے معنے یہ ہین یعنے مین نے تیری اجازت
کے بغیر جو تیرے رؤیت کی درخواست کی مین اس قصور کی معافی چاہتا ہون اور تجہے
ہر عیب سے مین پاک سمجہتا ہون قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي
رَحْمَتِكَ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (اعراف ۱۸ع) موسیٰ علیہ السلام نے
کہا کہ اے میرے مالک تو میرے اور میرے بہائی دونون کے قصور کو معاف کردے
اور ہمکو اپنے (احاطہ) رحمت مین لے لے کیونکہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے ف جب
موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لیتے گئے تو اپنے طرف سے اپنی بہائی ہارون کو
جانشین کر گئے جب وہان سے توریت کی تختیان لیکر واپس ہوئے تو اپنی قوم کو دیکہا
کہ سامری کے ورغلانے پر گوسالہ پرستی کر رہے ہین یہ دیکہکر موسیٰ کو اپنے بہائی ہارون
پر غصہ آگیا تختیان غصے مین نیچے پٹک دین بہائی کے جہونٹے پکڑ کر مارنا چاہتے ہارون
نے کہا کہ میرے مان جائی بہائی مین کیا کرون ان سب لوگون نے مجہکو کم زور سمجہا اور
قریب تہا کہ مجہے مار ڈالین اب ہمکو مار پیٹ کر دشمنون کو ہنسی کا موقعہ نہ دیجیے موسیٰ کو

یہ سنکر رحم آگیا اور حالت غضب مین جو تختیان توریت شریف کی نیچے ڈالدین تہین اور بہائی کے مارنے پر مستعد ہوگئے تہے اس تصور کی خدا سے معافی مانگنے لگے اور اس دعامین اپنے بہائی کو بھی شریک کر لیا تاکہ وہ بھی راضی ہوجائین کیونکہ اون سے بھی ایک طرح سے قصور ہوگیا کہ وہ گوسالہ پرستی دیکھتے ہی یا تو اس بچہڑے کو توڑ ڈالتے یا صاف انکار کر کے اون لوگون سے الگ ہوجاتے غرضکہ اس قصور مین اون کے طرف سے بھی معافی چاہی اور رب اغفرلی ولاخی کہا پہر کہا اے مالک تو ہم کو اپنی رحمت واسعہ مین لے لے کیونکہ تو بڑا ارحم الراحمین ہے اس جملہ سے یاد کرنا گویا نکتہ ہے ترغیب دعا کا کیونکہ رحیم ہی سے رحمت اور شفقت اور انجام مقصد کی اُمید ہوتی ہے۔

أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ (اعراف ۹ ع) یہ دعا موسیٰ علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جبکہ موسیٰ علیہ السلام دوبارہ کوہ طور پر ستر آدمیون کو منتخب کر کے اپنے ساتہہ لے گئے تاکہ انکی غیبت مین قوم نے جو گوسالہ پرستی کی تہی اون کے طرف سے معذرت کرین یکایک زلزلے نے اونکو گہیرا اور اوس کی وجہ یہ تہی کہ اوہنون نے درخواست کی تہی کہ ہم اللہ کی تصدیق جب ہی کرینگے جب تک کہ ہم اوس کو علانیہ نہ دیکہہ لین بعض کہتے ہین کہ ان لوگون نے گوسالہ پرستی خود تو نہین کی لکن منع بہی نہین کیا چپ رہے اس گستاخی کی سزا مین زلزلہ نے گہیر لیا کئی آدمی مر گئے تب موسیٰ علیہ السلام نے تضرع کے ساتہہ جناب باری مین عرض کیا کہ اے مالک کیا تو ہم کو بہی دوسرون کے ساتہہ بعض بے وقوفون کے کرتوت پر ہلاک کر دیگا یہ تو تیری محض آزمائش ہے جس کو تو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو تو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے تو ہی ہمارا مالک اور کارساز ہے ہمارے قصورون کو معاف کر دے اور ہم پر رحم کر اور تیری جناب سب بخشنے والون مین بہتر ہے اس دنیا مین

ہمارے لئے بہلائی لکہہ دے (مثلاً تندرستی مالداری) اور آخرت مین بھی (جنت اور

دہان کی نعمتین ہمکو عطا فرما) ہم (سب باتون کو چہوڑ کر) تیرے طرف رجوع ہو گئے۔

**ف** اس آیت مین ولی سے مراد یہ ہے کہ تو ہی سب امور کا متکفل ہے انت کی تقدیم حصر کے لئے ہے یعنے تیرے سوا کوئی ہمارا کارساز نہین واغفرلنا سے مطلب یہ ہے کہ جب تیری رحمت وسیع ہے تو ہم کو بہی اپنے سایہ رحمت مین لے لے۔ دنیا مین بہتری لکہہ دے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمکو دنیا مین اعمال صالحہ کی توفیق دے یا دنیوی نعمتون کا فیضان جاری کر تاکہ ہم دنیا مین عیش و آرام سے رہین اور آخرت مین بہی ہمکو جنت سے سرفراز فرما جملہ انا ہدنا ایک علت ہے اپنے پہلے جملہ کی یعنی ہم مغفرت اور تیری رحمت کا سوال اس لئے کر رہے ہین کہ ہم اپنی گمراہی کو چہوڑ کر تیرے حضور مین حاضر ہو گئے ہین

فَقَالُوا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (یونس ع ۹)

اونہون نے کہا ہم نے اللہ پر بہروسہ کیا (اور لگے یہ دعا کرنے) اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگون کے ظلم کا نشانہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمکو کافرون کے پنجے سے نجات دے **ف** جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اگر مسلمان ہو تو اللہ پر بہروسہ رکہو اوس کے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا ہم نے اللہ ہی پر اپنا بہروسہ کیا۔ اللہ پر اعتماد کرنے کے بعد اونہون نے دو قسم کی دعا مانگی ایک مین نہی کا صیغہ ہے دوسرے مین امر کا صیغہ۔ مطلوب اول دعا مین حفاظت دین ہے اور مطلوب ثانی دعا مین حفاظت دنیا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً کے کئی مطالب ہین ایک تو یہ کہ ہماری وجہ سے فرعون اور اوس کی قوم کو فتنہ مین نڈال کیونکہ اگر تو اونکو ہم مسلط کر دیگا تو اون کو یہ خیال ہو جائیگا کہ اگر بنی اسرائیل حق پر ہوتے تو وہ کیون مغلوب ہو تے

اون کا غلبہ اس امر کو بتلا رہا ہے کہ وہ حق پر ہین اور ہم باطل پر اس کی وجہ سے اور کفر پر اصرار
کئے ہوئے پڑے رہینگے پس اون کا ہم پر مسلط ہونا خود اون کے لیے سبب فتنہ ہوگا دوسرا
مطلب یہ ہے کہ اگر تو اونکو ہم پر مسلط کر دیا تو وہ آخرت مین ہمکو تکلیف دینے کی وجہ سے عذاب شدید
کے مستحق ہوے پس اس کے لیے بھی نشانہ فتنہ ہم ہی ہونگے تیسرا مطلب یہ ہے کہ اونکو ہمارے لیے
محل عذاب نہ کرناکہ وہ ہم کو تکلیف دین چوتھا مطلب یہ ہے کہ یہان فتنہ سے مراد مفتون ہے
جیسے خلق کے معنی مخلوق اسے لاتجعلنا مفتونین یعنے اونکو ہم پر غالب مت کر تاکہ وہ ہم پر
غلبہ حاصل کر کے ظلم کرین اور ہمکو دین حق سے پہیر دین اور یہی توجیہ سب مین عمدہ ہے دنجنا
مین اپنے نجات کی دعا کی کہ ہمارے جسمون کو کفار کی سختیون سے بچالے یا ہم جو فرعون کے
ظلم و ستم مین پہنس گئے ہین کچہ کر نہین سکتے اس عذاب سے ہمکو نجات دے پہلے دعا
کی تقدیم اس امر کو بتلا رہی ہے کہ دین کو دنیا پر ترجیح ہے کیونکہ اگر کفار کا تسلط ہو جائیگا
تو ہمارا دین ضائع ہوگا اور وہ کفر پر اڑے رہینگے تو تو ایسا کر کہ ہمارے دین اور دنیا دونون
کی حفاظت کر۔

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ
الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ (ہود ۴ ع) اور نوح علیہ السلام نے
اپنے پروردگار کو اس طرح سے کہکر پکارا کہ اے میرے مالک میرا بیٹا بھی میرے
گہرانے سے ہے اور اب تو نے وعدہ کیا تہا کہ کشتی مین حیوانات مین سے جوڑہ جوڑہ
رکہہ لو اور اپنے گہرانے کے لوگون کو بھی بٹہا لو اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہت عمدہ
انصاف کرنے والا ہے پس جب میرا بیٹا میرے گہرانے سے ہے تو اسے مالک
اوسکو بھی نجات دیجیے فقال کا جملہ تفسیر ہے نادی کی

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ
وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ (ہود ع) نوح نے

غرض کہا کہ اے میرے مالک مین ایسے امر کی درخواست کرنے مین جس کی مصلحت کا مجھے علم نہین ہے تیری پناہ مانگتا ہون اگر تو میرے اس تصور کو معاف نہین کریگا اور مجھہ پر رحم نہین کریگا تو مین نقصان پانے والون مین ہوجاؤنگا **ف** نوح علیہ السلام نے اس دعا مین اظہار رہی کیا اور اعتذار بھی اختیار اس امر کا کہ آئندہ سے مین ایسی درخواست کہ جسکی مصلحت مجھے معلوم نہین ہے نہین کرونگا پھر اپنے فعل ماسبق کی معذرت چاہی یعنے یہ جو مجھہ سے تصور ہوگیا کہ مین نے اپنے بیٹے کے نجات کا سوال بے موقع کیا اس کو معاف کر دیجیے اگر معاف نہ کرینگے تو مین بہت ہی خسارے مین پڑجاونگا اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت توبہ دو باتون کو چاہتی ہے ایک ترک گناہ دوسرے ماسبق کے قصور پر ندامت چنانچہ الا تغفرلی وترحمنی اشارہ اسی امر کے طرف کر رہا ہے غرضکہ نوح علیہ السلام نے اوس حکم خداوندی کو (کہ جس امر کے مصلحت سے تم واقف نہین ہو اوسکو ہم سے مت پوچھو) قبول کرلیا اور پھر اسمین خدا ہی سے التجا کی کہ اے میرے مالک مین ایسے بے جا سوالات سے احتراز نہین کرسکتا جب تک کہ تیری مدد نہ ہو۔

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (یوسف ۱۱ع)

اے میرے مالک تو ہی نے مجھے حکومت سے حصہ دیا اور خوابون کی تعبیر بھی مجھکو سکھائی اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت مین سب کامون کا بنانیوالا کارساز ہے۔ مجھکو اپنے فرمانبرداری کی حالت مین دنیا سے اوٹھالے اور نیک بندون مین مجھے ملادے **ف** یہ دعا حضرت یوسف علیہ السلام نے آخر عمر مین مانگی اگرچہ موت کی دعا مانگنا منع ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام بغرض اشتیاق ملاقات جناب باری اور صالحین سب ملنے کی غرض سے التجا کی مِنَ الْمُلْكِ مین من تبعیضیہ ہے یعنے بعض

حصہ ملک کیونکہ اون کو ساری دنیا کی حکومت نہین ملی تہی صرف ملک مصر کے حاکم تہے
(ملک) کہتے ہین کہ جس سلطنت مین سیاست اور تدبیر کرنے کا پورا اختیار ہو مِنْ
تَاوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ مین تو بعضون نے من جنسیہ لیا ہے جیسے فاجتنبوا الرجس من الاوثان
بعضون نے من زایدہ کہا ہے بعضون نے من تبعیضیہ لیا ہے کیونکہ پورا علم تاویل اونکو
نہین تہا بعضون نے کہا نہین من تاویل الاحادیث سے مراد مطلق علم و فہم ہے فَاطِرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تقدیر یا اذا طرھما ہے توفنی سے اہل سنت نے استدلال
کیا ہے کہ ایمان بہی اللہ ہی کے طرف سے ہے کیونکہ اگر اسلام کا حصول اور اوس کا
بقا بندہ ہی کا فعل ہوتا تو اوس کو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے کیونکہ وہ تحصیل
حاصل ہے اس کی ایسی مثال ہوئی ہے کہ جو شخص کسی سے ایسے کام کرنے کے لئے کہے
کہ جو کرتا نہین یا فعل من لا یفعل اس پر معتزلہ یہ اعتراض کرتے ہین کہ جب ایمان بہی اللہ
ہی کے طرف سے ہے تو پہر بندے سے کیون کہا جاتا ہے کہ تو کہالانکہ وہ تو کرتا نہین
اس کا جواب اہل سنت معارضہ بالمثل کی راہ سے دیتے ہین کہ اگر تحصیل ایمان اور
بقا علی الایمان بندہ ہی کا فعل ہے اور اللہ کا فعل نہین ہے تو پہر اوس سے طلب کرنے
کے کیا معنے معتزلہ مین سے جبائی اور کعبی اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ توفنی مسلما کے معنے
یہ ہین اَطْلُبُ اللُّطْفَ فِی الْاِقَامَةِ عَلَی الْاِسْلَامِ یعنے مین آپ کی مہربانی سے یا توفیق سے یہ امر
چاہتا ہون کہ مین اسلام پر قایم رہون اور اوسی پر مرون اہل سنت کہتے ہین کہ یہ جواب
بہت ضعیف ہے کیونکہ سوال تو اسلام پر واقع ہوا ہے اور اوس اسلام کو لطف پر محمول کرنا
ظاہر آیت سے مطلب کو پہیرنا ہے اور دوسرے یہ کہ جو کچہ بندہ اپنے مقدور سے
کرتا ہے تو سب اوسی کا لطف ہے تو پہر وہ اللہ ہی کا فعل ہوا بندہ کو کچہ بہی دخل نہین ہے
غرضکہ اہل سنت کا مذہب حق ہے۔
شبہ | اس مین ایک شبہ یہ گذرتا ہے کہ جب انبیا اس امر کو جانتے تہے کہ وہ اسلام پر

مرینگے تو پہر دعا مانگنی تحصیل حاصل ہے

جواب شبہ مسلمان کی حالت کمالیہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے احکام کا اس طور پر مطیع اور منقاد ہو جاے کہ اوس کا قدم اور اوس کا دل اطاعت اور انقیاد اوامر الہی مین بالکل جم جاے اور اللہ کی تقدیر اور رضا پر راضی ہو جائے اور اس امر مین اوسکو نفس مطمئنہ حاصل ہو اور یہ حالت اصلی حالت اسلام (جو کفر کی ضد ہے) سے زاید ہے پس ایسی حالت کو یوسف علیہ السلام نے مانگا۔

شبہ معہ جواب یوسف علیہ السلام جب اکابر اولیاء اللہ تہے اور نبی بہی تہے اور صلاحیت مومنین کا درجہ ادنی ہے تو جو شخص انتہائے مراتب کو پہنچ گیا ہو وہ ابتدائی حالت کو کیسا مانگیگا - ابن عباس اور دوسرے مفسرین اس کا جواب دیتے ہین کہ الحقنی بالصالحین سے مراد ابراہیم اور اسحق اور یعقوب ہین یا الحقنی بالصالحین کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ ہمکو اون کے ثواب اور مراتب درجات مین شریک کرلے دوسرا جواب اس کا ارباب کشف نے یہ دیا ہے کہ صلاحیت ایک مقام ہے جس کو یوسف علیہ السلام نے خدا سے مانگا تہا وہ مقام یہ ہے کہ جو نفوس بدن کو چہوڑنے والے ہین جب وہ انوار الہی اور برق قدسی سے چمک اوٹہتے ہین اور جب وہ نفوس ایک ہی نسبت اور ایک ہی شکل پر مناسب طور پر واقع ہوتے ہین تو اوس مناسبت اور ترتیب کی وجہ سے ایک کے نور کا پرتو دوسرے پر پڑتا ہے جب اس طرح سے انوار کا تصادم ہوتا ہے تو وہ ضیاء روشنی (مثل بجلی کے چمک اوٹہتی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل کرکے صاف آئینون کو اس مناسبت سے رکہو کہ اون پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اوس آفتاب کا عکس دوسری روشنی پر پڑتا ہے یہانتک کہ وہ روشنی پوری چمک اوٹہتی ہے اور اوس کی تیزی ایسی ہوتی ہے کہ معمولی آنکہین اور ضعیف مبصر دیکہہ نہین سکتے غرضکہ الحقنی بالصالحین سے مراد یوسف علیہ السلام نے تجلی انوار قلوب قدسیہ رکہی ہے یعنے

اے مالک جو قلوب قدسیہ تیرے انوار سے متجلی اور درخشان ہین اون انوار مین ہمکو بھی شریک کرلے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اِنِّيْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم ع)

(وجب ابراہیم نے (مکہ مین جانے کے بعد) دعا کی اے میرے مالک اس شہر کو (یعنے مکہ) کو امن کی جگہ کردے اور مجھکو اور میری اولاد کو بتون کی پرستش سے بچالے۔ اے میرے مالک ان بتون نے بیشک بہت آدمیون کو گمراہ کر دیا ہے تو جو میری راہ پر (یعنے توحید پر) چلے وہ میرا ہے اور جو کوئی میرا کہا نہ مانے اور شرک کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے مالک مین نے اپنی کچھ اولاد (یعنے اسمٰعیل) کو ایک ایسے میدان مین لاکر بسایا ہے جس مین نہ کھیتی ہوتی ہے نہ درخت اگتا ہے وہ میدان تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے اے ہمارے مالک مین نے خانہ کعبہ کے پاس ان لوگون کو اس لئے بسایا ہے کہ وہ (تیرے گھر کے پاس) نماز کو درستی سے ادا کرین

تو اون کے گزران کے لیئے ایسا کر دے کہ کچھ لوگ اونکے طرف جھک جائین اور اونکو طرح طرح کے میوے کھانا تاکہ یہ شکر کرین۔ اے ہمارے مالک تو جانتا ہے جو ہم اپنے دلون مین چھپاتے مین اور جو ہم ظاہر کرتے ہین اور اللہ پر کوئی چیز زمین اور آسمان مین چھپتی نہین۔ اوس خدا کے پاس کا شکر جس نے اس بڑھاپے مین اسمعیل اور اسحٰق جیسے (دو بیٹے) عنایت فرمائے۔ بیشک میرا مالک اپنے بندون کی دعا سنتا (قبول کرتا ہے) اے میرے مالک مجھکو نماز کا پابند کر دے اور میری اولاد مین بھی کچھ لوگ نماز کے پابند ہین مالک ہماری میری دعا کو قبول کر۔ اے ہمارے مالک جس دن عملون کا حساب ہونے لگے تو مجھکو اور میرے مان باپ کو اور سب ایمان والون کو بخشدے۔ **ف** امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول کر لی مکہ آج تک تباہی اور ویرانی سے محفوظ رہا امن سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی وہان آتا ہے پھر اوس کو نہ قتل کر سکتے ہین اور نہ پکڑ سکتے ہین واجنبنی وبنی یعنے مجھکو اور میری اولاد کو بتون سے محفوظ رکھہ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ قریش کے کافر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے لکن بتون کی پرستش کرتے تھے اس واسطے بعضون نے کہا کہ کل اولاد مراد نہین ہے بلکہ بعض اولاد مراد ہین اور وہ بھی وہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دی اور جو بت پرست ہین وہ گویا اولاد ہی نہین ہین جیسا کہ نوحؑ کا بیٹا کنعان اللہ تعالیٰ نے اوس کو کہا کہ لیس من اہلک یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بنی سے مراد حضرت اسمعیل اور اسحٰق ہون یعنے اونکو بت پرستی سے بچانے رب انہن اضللن مین چونکہ بت سبب ہوئے تھے گمراہی کے اس لیئے گمراہی کی اسناد اونکے طرف کی گئی ربنا انی اسکنت الخ یعنے اے مالک مین نے ان کو اس لیئے بسایا ہے کہ یہان لوگ آئین اور تیرا حج اور عبادت کرین۔ ابن عباس کہتے ہین اگر من کے ساتھہ نہ کہتے بلکہ یہ کہتے کہ لوگون کے دل اوس کی طرف جھک جائین تو ایران روم روس ہندسیا جھک جاتے وارزقہم الخ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمالیا

مکہ مین ہزارون اور لاکھون آدمی دور دور سے ہر سال آتے ہین اور مکہ والون کو اون سے فایدہ ہوتا ہے میوون کا یہ حال ہے کہ ہر ملک کے میوے مکہ مین چلے آتے ہین حالانکہ وہان کوئی بھی چیز پیدا نہین ہوتی یہ خدا کی قدرت ہے کہ وہان ایسے پھل اور میوے کھانے مین آتے ہین جو بڑے بڑے شاداب اور آباد ملکون مین بھی نصیب نہین ہوتے رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مطلب اس دعا سے یہ تھا کہ گو ظاہر اہم تجھ سے یہ بیان کرتے ہین کہ اسمعیل علیہ السلام کو یہان مکہ بسانے سے تیرے گھر کا آباد کرنا منظور ہے مگر دل مین جو اسمعیل کی جدائی کا غم ہے وہ تو ہی خوب جانتا ہے یا اصلی وجہ اسمعیل اور اون کی اولاد ہاجرہ کو لانے کا ہے وہ بھی تو خوب جانتا ہے کہ اون مین اور سارہ مین بنتی نہین یا یہ مطلب ہے کہ ہم جس بات کو چھپائین یا ظاہر کرین تجھکو معلوم ہے لکن ہم جو دعا کرتے ہین تو وہ اظہار بندگی کی غرض سے کرتے ہین حدیث مین ہے کہ جو کوئی بندہ اللہ تعالے سے دعا نہ مانگے تو اللہ اوس پر غصہ ہوتا ہے اللہ تعالی کے اولوالعزم بندے جو مقربان بارگاہ ایزدی ہین وہ ہمیشہ مرضی اور حکم خداوندی کے منتظر رہتے ہین جب دعا کا حکم ہوتا ہے تب دعا کرتے ہین جب صبر اور سکوت کا حکم ہوتا ہے تو خاموش رہتے ہین لکن عوام مومنین کا یہ منصب نہین اونکو تو یہ حکم ہے کہ ہر وقت اور ہر مصیبت مین اپنے مالک سے دعا کرین سبحان اللہ کیون ہم ایسے مالک اور شہنشاہ ذی جاہ سے نہ مانگین جو مانگنے سے خوش ہوتا ہے اور دیتا ہے اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے اے مالک ہمکو ایسا ہی کردے کہ ہم ہر حالت مین تجھی سے التجا کرین اور تیری جناب مین گڑگڑائین اَللّٰھُمَّ اَقْذِفْ فِی قُلُوبِنَا رَجَآءَكَ وَاقْطَعْ رَجَآءَنَا عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا نَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ یا ظاہر و باطن سے مطلب ظاہری اعمال اور باطنی اعمال مین اخفا کی تقدیم اعلان پر اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ تعالے کے پاس علم ظاہر اور باطن یکسان ہے اور جمع مین نکتہ یہ رکھا کہ سب بندون کو شامل ہوجاوے وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ مین جمہور مفسرین کہتے ہین کہ یہ اللہ کا کلام ہے کہ جو ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کے لئے کہا گیا یعنے جب

ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار تو ظاہر اور باطن پر واقف ہے اللہ تعالی نے
اوس کی تصدیق کی کہ اے ابراہیم تم سمجھہ سکتے ہو ہم پر موجودات مین سے کوئی چیز مخفی نہین دوسرا
یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام ابراہیم ہی کا ہو جو تاکید کلام اول کے لئے لایا گیا ہو یا مزید توضیح کو لئے
تعمیم بعد تخصیص کی گئی غرضکہ اگر یہ کلام خدا ہے تو جملہ معترضہ ہے اور اگر ابراہیم کا قول ہے تو
کلام تاکیدی اور اظہار عظمت کبریائی کے لئے ضمیر کی جگہ پر اللہ کا نام لایا گیا ہے اور
من کے لانے مین یہ خوبی رکھی گئی کہ تعمیم ثابت ہو کہ اللہ تعالے پر کوئی ذرے کی چیز بھی پوشیدہ
نہین بعد اس دعا کے ابراہیم علیہ السلام نے تحمید باری تعالی کی کہ اے اللہ باوجود میرے
اور میری بیوی کے بوڑہے ہونے کے تو نے مجھے اسمعیل اور اسحق جیسی اولاد دی کہتے
ہین کہ اسمعیل علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ برس کی
تہی اور اسحق علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب اونکی بیوی کی عمر ۱۱۲ برس کی تہی اور
علی کا لفظ یہان بمعنی مع کے ہے اسے مع کبری اِنَّ رَبِّی لَسَمِیعُ الدُّعَاء کا مطلب یہ ہے
کہ میرا مالک میری دعا کو قبول کرتا ہے جیسے سمع اللہ لمن حمدہ یعنے قَبِلَ لِمَنْ حَمِدَہ بکمال
مبالغہ کے لئے صفت کو مفعول کے طرف مضاف کر دیا یعنے اپنے بندون کی دعا بہت
قبول کرنے والا ہے ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اولاد کے لئے رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِين
سے دعا مانگی پہر جب اللہ تعالی نے دعا قبول کر لی تو اوس کی شکریہ مین الحمد للہ الذی
وہب کہا پہر اس امر کی دعا مانگی کہ مجھکو اور میری اولاد کو نماز کی حفاظت اور اوس کی
پابندی پر ہمیشہ رکہہ اس سے معلوم ہوا کہ نماز سب انبیاون کے پاس ایک رکن
رکین دین کا ہے اس آیت مین بحث ہے کہ ربنا انک تعلم مین اور الحمد للہ الذی مین کیا
مناسبت ہے حالانکہ نظم قرآنی مناسبت کو چاہتا ہے اس مین کنایہ ہے اپنے مافی الضمیر
کے طرف یعنے دل مین اون کے یہ تہا کہ اللہ تعالی سے مانگین کہ اے اللہ بعد میرے
موت کے اون کی اور اون کے اولاد کی مدد کر لکن اصل مطلب کو صراحت سے نہین بیان کیا

اور کنایۃً یہ کہدیا رَبَّنَا اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین جو کچہ ہی
وہ تو جانتا ہے پہر اوس کے بعد کہا الحمد للہ الذی یہ اشارہ ہے اس امر کے طرف کہ یہ دو لڑکا
میری موت کے بعد زندہ رہینگے اور مین اون دونون کی وجہ سے مشغول ہون اب میرے
مرنے کے بعد تو ہی اونکی مدد کر اس دعا سے یہ امر بہی ثابت ہوا کہ حاجت کے وقت عرض
حاجت عالم حقیقی کے پاس ضروری نہین صرف حمد و ثنا باری مین مشغول ہو جانا عرض حاجت
سے افضل ہے اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی ہے جس شخص کو
میرے ذکر نے میرے مانگنے سے روکدیا مین اوسکو سب مانگنے والون سے زیادہ دونگا
پہر اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ مین رمز اور اشارہ سے یہ کہدیا کہ اے اللہ تو ہمارے مقصود کو
خود ہی جاننے والا ہے ہم اوس مقصود کو تیری جناب مین صراحۃً عرض کرین نہ کرین۔
رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ اسمین کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) اس آیت سے اہل
سنت نے استنباط کیا ہے کہ افعال بندے کے اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہین کیونکہ ابراہیم
علیہ السلام کی دعا وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ترک
منہی عنہ (یعنے عبادت اصنام سے باز رہنا) اللہ تعالیٰ ہی کے طرف سے ہے اور دعائے
رب اجعلنی مقیم الصلوۃ اس امر کو کہہ رہی ہے کہ تعمیل فعل مامور بہ بہی اللہ ہی کے طرف سے
ہے گویا یہ تصریح ہے کہ افعال مامور بہا اور ترک منہی عنہا یہ سب اللہ ہی کے طرف
سے ہے (دوسرا مسئلہ) من ذریتی سے بعض ذریت مراد رکہا کیونکہ اونکو معلوم ہو چکا تہا
کہ پوری ذریت شریعت ابراہیمی پر قایم نہ رہیگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود کہدیا تہا لَا یَنَالُ عَہْدِی
الظّٰلِمِیْنَ - (تیسرا مسئلہ) جب ابراہیم علیہ السلام سب دعاین مانگ چکے تو دعا
کی قبولیت کی دعا کی رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ کہا ابن عباس کہتے ہین یہان دعا سے مراد عبادت ہے
اے وتقبل عبادتنا جیسے واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ اے وما تعبدون من
دون اللہ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ الخ اس آیت مین بہی کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) طلب مغفرت تو جب ہی ہوتی ہے کہ پہلے گناہ ہو یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اون سے گناہ صادر ہوا اور وہ یقیناً جانتے تہے کہ اللہ بخشنے والا ہے پہر جو امر کہ قطعی حاصل تہا پہر اوسکے طلب کرنے کے کچہ معنے نہ ہوئے۔

(جواب مسئلہ) اس اعتراض کا جواب ہے کہ مقصود یہان جناب باری کے درگاہ مین التجا اور تضرع ہے اور ہر چیز سے قطع نظر کرکے اوسی مالک سے سب امور کی درخواست مقصود ہے اور چونکہ بڑون کا چہوٹا سا قصور بہی بڑا ہوتا ہے اس لیے اس مین اس امر کو بتلایا کہ اے مالک مجہہ سے کوئی قصور یا بہول چوک تیری اطاعت مین ہوا تو اوسکو معاف فرما اور میرے مان باپ کو اور سب مومنون کو قیامت کے دن بخشدے۔

دوسرا مسئلہ جب ابراہیم علیہ السلام کے دونون مان باپ کافر تہے پہر اون کے لئے دعاے مغفرت کیا معنے اس کے تین جواب مین (پہلا جواب) تو یہ ہے ممکن ہے یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے قبل اس امر کے واقف ہونے کے (کہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت نکرنا چاہیے) کی ہو (دوسرا جواب) یہ ہے کہ مراد والدین سے آدم و حوا ہون (تیسرا جواب) یہ ہے کہ اونہون نے اس دعا کو مشروط بشرط اسلام کیا ہو یعنے اے اللہ اگر میرے مان باپ اسلام لے آئین تو تو اون کے گناہ بخشدے۔ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ مین دو قول ہین ایک تو قیام سے مراد ثبوت ہے یعنے جسوقت حساب وکتاب کیا جائے جیسے کہتے ہین قامت الحرب علی ساقہا و ترجلت الشمس اے اشرقت وثبت ضوءہا۔ گویا یہان یہ مراد رکہا کہ جب سب حساب کے لئے کہڑے ہو جائین چاہئے تو یہ تہا کہ قیام کی نسبت اہل حساب کے طرف کیجاتی لکن یہان کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے مجاز کا استعمال کیا یعنے یوم یقوم اہل الحساب جیسے واسئل القریۃ ای اہل القریۃ۔

وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ

أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ (ابراہیم ع) (اے پیغمبر) لوگون کو اوس دن سے ڈرا دو جب اون پر عذاب آئیگا (یعنے قیامت کے دن سے) تب ظالم (یعنے مشرک) کہینگے کہ اے ہمارے رب ہمکو تہوڑی سی مہلت اور دے (یعنے ایک بار دنیامین اوبہیجو ادسے) ہم تیری ہدایت کو مان لینگے اور پیغمبرون کی راہ پر چلینگے اللہ تعالے فرمائیگا کیا تم نے دنیامین یہ قسم نہ کہائی تہی کہ ہم مٹ نہین سکتے یعنے ہماری دولت اور حکومت ہمیشہ قایم رہیگی یا ہمکو دنیا سے آخرت کو جانا نہین ہے۔ پہر تم نے دیکہہ لیا کہ ہم نے کیا کیا تم کو پہر زندہ کیکے اپنے حضور مین بلا لیا۔ ناس سے مراد یہان عام لوگ ہین۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ ناس سے مراد اہل مکہ ہین بعض کہتے ہین کہ کفار مکہ تفسیر اول اولی ہے يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ سے مراد قیامت ہے مجاہد نے کہا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد اونکو عذاب کے آنے سے ڈرا دو جب قیامت مین عذاب وثواب دونون ہونگے تو صرف عذاب پر اکتفا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقام مقام تہدید ہے اس لئے ثواب کا ذکر نہین کیا گیا بعض نے کہا مراد عذاب سے موت ہے بعض نے کہا۔ عذاب سے مراد وہ عذاب جو جلد آنے والا ہو الَّذِينَ ظَلَمُوا سے مراد وہ لوگ جو کافر ہین یہان یقول الناس نہ کہکر ظلموا اس لئے کہا گیا تاکہ معلوم ہو کہ نزول عذاب کا سبب اون کا ظلم ہے۔ غرضکہ کفار قیامت مین اس امر کی دعا کرین گے کہ ہمارے مالک پہر ہمکو مہلت دے اور دنیا مین بہیج تاکہ ہم پہر دنیا مین جاکر دعوت توحید کو تیرے اور تیری شریعت کو قبول کرین لکن یہ دعا اون کی بے محل اور بے موقع ہوگی اس لئے وہ قابل قبول نہ ٹہیری گی صرف اون کے جواب مین یہ کہا جائیگا کہ تم دنیا مین رہکر شہوتون اور معصیتون مین ایسے ڈوب گئے تہے اور زبان حال سے یہ کہہ رہے تہے کہ ہم دنیا مین ہمیشہ رہینگے اور ہم کو کبہی زوال نہ نہین ہوگا۔ آج تم نے دیکہہ لیا تم خراب وخستہ ہوکر ہمارے حضور مین حاضر ہوگئے اب دنیا مین لوٹ نہین جا سکتے اب جو کچہ عذاب ہونے والا ہے وہ سہو۔

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل ۳ ع) اور (ماں باپ کے حق میں یہ دعا کرتے رہو) کہ اے میرے پروردگار جس طرح اونہوں نے مجھے چھٹپنے میں پالا اور میری پرورش کی اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں اسی طرح تو بھی اون پر اپنا رحم فرما ف کما ربیانی مین یا تو کاف تشبیہ کا لیجئے یہ مطلب یہ ہوگا اے رب ارحمہا رحمۃ مثل تربیتہما یعنے اے اللہ تو اون پر اپنی رحمت کر جیسا کہ اونہوں نے مجھکو رحم کرکے پالا ہے اس مین تشبیہ رحمت آلہی کو رحمت والدین سے نہین دی گئی ہے گو بادی النظر مین ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا کی رحمت والدین کی رحمت سے کہین بڑھکر ہے بلکہ والدین کی رحمت بھی اوسی کی رحمت ہے۔ صرف اگر یہان تشبیہ ہے تو اقتران فی الوجود مین ہے یعنے اے مالک جیسا کہ اونکی رحمت و مہربانی میرے حال پر ہوئی ہے تو بھی اون پر رحم فرما اگر کما کا کاف ۔ کاف تعلیلیہ لیا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے یعنے اے مالک تو اون دونوں پر رحم کر اس وجہ سے کہ اونہون نے میری تربیت کی ہے غرضکہ اس جملہ مین اولاد کو بھی اپنے ماں باپ کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر اس آیت کے مضمون کو اوپر سے ملاؤ تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے ماں باپ کے بارے مین چھہ باتون کا حکم دیا ہے ایک تو یہ کہ بعد عبادت آلہی کے ماں باپ کا احسان بجالانا ضرور ہے ۔ دوسرے یہ کہ اون کو ہوں کرکے نہ کہنا۔ تیسرے یہ کہ اون کو جھڑکنا نہین چوتھے یہ کہ بات اون سے نرمی سے کرنا ۔ پانچوین یہ کہ اون کے سامنے جھکے ہوئے چلنا اکڑے ہوئے نہ چلنا چھٹے یہ کہ اون کے لئے دعائے خیر کرنا ۔ سبحان اللہ قرآن کی بھی کیا بلاغت ہے ۔ ایک سطر مین یہ چھہ ہدایات والدین بیان کئے گئے ۔

وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا (بنی اسرائیل ۹ ع) اور اے محمد تم یہ دعا کرو کہ اے مالک تو مجھکو (مدینہ مین) بہتری کے ساتھہ داخل کرا اور (مکہ سے)

بہتری کے ساتھ نکال اور مجھکو اپنی بارگاہ سے قوۃ دار سلطنت عطا فرما یا ایسی حجت اور دلیل مجھے عطا فرما جس سے سب دشمن ہار جائین ف اگرچہ یہ دعا اللہ تعالے نے اوس وقت تعلیم دی جب کفار مکہ آپ کو مکہ سے نکالنے پہ آمادہ ہوے۔ اللہ تعالی نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا اور یہ دعا بتائی کہ یہ پڑہا کرو غرضکہ مدخل صدق سے مراد مدینہ طیبہ ہے اور مخرج صدق کی مراد مکہ معظمہ اور مدخل اور مخرج بمعنی ادخال اور اخراج ہین اور صدق کے طرف ان کی اضافت بغرض مبالغہ ہے دوسرا مطلب امام فخرالدین رازی یہ فرماتے ہین کہ اے مالک تو ہمکو نماز مین اخلاص سے داخل کر اور پھر اوسی نماز سے صدق اور اخلاص او رحضور قلب اور ذکر اور لوازم شکر کے ساتھ نکال۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آداب مہمات امور دینیہ اور شریعت مین ہمکو پورا قائم رکہا اور بعد اون پر قائم ہونے کے ہم کو عزت اور آبرو سے نکال کر کسی کا مواخذہ اور لقایا ہم پر نہ ہو چوتھا قول یہ ہے کہ اے مالک ہمکو بحر توحید اور تقدیس مین داخل کر لینے تیرے آثار قدرت کو دیکھ کر تیری تسبیح اور تقدیس بجا لائین اور آثار سے مؤثر کا علم حاصل کر کے اوس کی محبت مین مستغرق ہو جائین۔ بعد اوس کے جب بحر توحید سے سر نکالین تو تیری محبت مین سرشار اور مست رہین پانچوان قول یہ ہے کہ ہم کو عبادت اور معرفت اور محبت مین سچائی سے داخل کر اور پھر سچائی کے ساتھ نکال یعنے شروع عبادت سے لیکر اتمام عبادت تک ہمکو اخلاص مین رکھ چھٹا قول یہ ہے کہ قبر مین کلمہ توحید اور تسہیل جواب کی توفیق دے اور پھر حشر مین ہم کو توحید پر اوٹھا خلاصہ یہ کہ یہ دعا ایسی جامع ہے کہ ہر کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے کے لئے مفید ہے۔ کوئی شخص اگر کسی حاکم یا بادشاہ کی سطوت سے ڈرتا ہو یہ دعا پڑہکر تین مرتبہ اپنی منہ پہ پھیر لے اور بادشاہ کے پاس چلے جائے اللہ تعالی اوس کو اوس پر مہربان کر دیگا واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو مجھکو ایسا غلبہ دے کہ سب اہل باطل کی سرکوبی کرون یا مجھکو ایسے دلائل توحید عطا فرما کہ اون سے مین اعدا کے مناظرین پر غالب رہون۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا (سورۂ کہف ع ۲) اصحاب کہف جب غار مین جا
بیٹھے تو اونھون نے یہ دعا کی - اے ہمارے مالک ہمکو اپنی بارگاہ ایزدی سے رحمت عطا فرما اور
ہمارا کام اچھی طرح سے بنا دے (یعنے ہم اپنے مقصد مین اچھی طرح سے کامیاب ہوجائین
ف مقصد اصحاب کہف کا یہ تھا کہ کافرون کی ایذا دہی سے بچ جائین اور اپنا دین سنبھالے
رہین - کافر یہ چاہتے تھے کہ وہ پھر مشرک ہوجائین اور اون کے قتل کی فکر مین تھے - من لدنک
کے معنے ہین من عندک رحمت کی تنوین یا تو تنوین تعظیمی ہے یعنے تیری وہ رحمت جو وسیع اور
عظیم الشان ہے اوس سے ہم کو عنایت فرما یا تنوین تنویعی ہے یعنے اپنی اقسام رحمت مین سے
ایک قسم کی رحمت ہم کو بھی عنایت فرما - من لدنک کی تقدیم اختصاص کی غرض سے ہے
یعنے وہ خزاین رحمت اور جلائل فضائل جو تیری بارگاہ کے ساتھہ مختص ہین اون کو عنایت فرما
رحمت سے مراد یہ ہے کہ ہم کو آخرت مین بخشدے اور دشمنون سے مامون رکھہ اور دنیا مین
رزق وسیع عنایت فرما هَيِّئْ تہیہ سے ہے جس کے معنے کسی کام کے اسباب کو مہیا کرنے
کے ہین اور امر سے مراد مفارقت کفار ہے یعنے کافرون کے ظلم وستم سے جو ہمکو بچنا مقصود ہے
اوس مین ہم کو کامیاب کر - رشد گمراہی کا ضد ہے من لدنک مین من یا تو ابتدائیہ ہے
یعنے وہ بھلائی ہم کو عطا کر جو تیرے پاس سے آنے والی ہے یا تجریدیہ کے لئے ہے جیسے
رأیت منک اسدًا یعنے رشد کا منبع اور خزانہ تو ہی ہے اور رشد اور بہتری ہر چیز کی
تیرے ہی طرف سے ملنے والی ہے اور دونون مین تجریدیہ کی تقدیم بغرض اہتمام ہے یعنے
افعل امرنا رشدا کلہٗ یا رشدا سے مراد ذا رشد ہے یعنے ایسا سامان کردے جس سے
ہم راہ پر آجاوین اور ہمارے سب کام بن جائین اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے کامون
مین جس طریق سے تیری رضا اور خوشنودی ہو اوسی طرح سے اون کامون کے اسباب کو
مہیا کردے - ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ
نِدَاءً خَفِيًّا - قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَ

اشتعل الرأس شيبا ولم اكن بدعائك رب شقيا ٥ واني خفت الموالي من ورائي وكانت امرأتي عاقرا فهب لي من لدنك وليا ٥ يرثني ويرث من ال يعقوب واجعله رب رضيا -

(مريم ع) اے پیغمبر یہ تیرے پروردگار کی اوس مہربانی کا ذکر ہے جو اپنے بندہ زکریا پر ہوئی جب اونھون اپنے مالک کو دبی آواز سے پکار کر کہا کہ میرے پروردگار میری ہڈیان بودی ہوگئین (کمزور جیسے بڑھاپے مین ہوجاتی ہین) اور بڑھاپے کی سفیدی سے سر چمکنے لگا (یعنے میرے بال بالکل سفید ہوگئے) اور مین تجھکو پکار کر کبھی محروم نہ رہا میری حالت اب ایسی ہوگئی ہے) کہ مجھے بھائی بندون سے اندیشہ ہے (کہ دین کا حق ادا کرینگے یا نہ کرینگے یا بھائی بند میرا سب مال لین لینگے) اور میری بیوی بھی بانجھ ہوگئی ہے تو اپنے کرم سے مجھے ایسا فرزند عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب کا بھی اور اوس کو اے مالک اپنا مقبول اور پسندیدہ کرلے ف رحمة الخ مین رحمت مضاف ہے فاعل رب کیطرف اور عبد مفعول ہے یہان رحمت سے مراد زکریا علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا ہے ایسے وقت مین جب وہ چپکے چپکے اللہ کو یاد کر رہے تھے اسی بنا پر اونادی نزول رحمت کا ظرف ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سحری پچھلی رات مین ہو تو وہ قابل قبول ہے - قال رب الخ - یہ جملہ مفسرہ ہے - اونادی کا یعنے اونکی وہ ندا کیا تھی یہ تھی کہ اے اللہ میری ہڈیان سست ہوگئی ہین - عظم کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ہڈی پر بدن کا قوام ہے - اشتعل الراس شيئا مین استعارہ بالکنایہ ہے یہان پر بالون کی سفیدی کو تشبیہ دی ہے آگ کے بھڑکنے سے یعنے اے مالک میرے بال سفیدی سے ایسے چمک اوٹھے جیسے آگ بھڑک اوٹھتی ہے - نار مشبہ بہ اور حرف تشبیہ کو حذف کرکے صرف لازم مشبہ بہ (اشتعال) کو ذکر کیا - ولم اکن مین توسل کیا ہے استجابت دعا کا یعنے اے مالک مین کبھی تیری درگاہ سے نامراد اور بدنصیب

نہین ہوا تو پھر اب کیسے ہون گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا مین خشوع اور خضوع کے ساتھ
ذکر انعام مدعو بھی کیا جاتا ہے وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مین وجہ دعا بیان کی یعنے مین جو دعا مانگ رہا
ہون اوس کی وجہہ یہ ہے کہ مجھے خوف ہوگیا ہے کہ میری موالی یعنے قرابت دارون مین کوئی
ایسا نہین جو اس بار نبوت کو اوٹھائے کہین ایسا نہ ہو کہ دین مین رخنے پڑ جائین وَکَانَتِ
امْرَاَتِیْ الخ ابن جبیر فرماتے ہین اونکی بیوی کا نام اشاع بنت فاقوذ تھا اور یہ بہن تھین حنّہ کی
جو مان ہین مریم علیہا السلام کی فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا کہا صراحۃً یہ نہ کہا ہب لی ولداً کیونکہ اونکو
خیال تھا اس امر کا کہ ایسے عمر مین کہان اولاد ہوتی ہے یَرِثُنِیْ یا توصفت ہے ولیًّا کی یا جواب ہے
امر ہب کا لکن ترجیح پہلے قول کو ہے یہان وراثت سے مراد وراثت نبوت اور علم ہے نہ میراث
ترکہ وغیرہ رضیا کا مطلب یہ ہے کہ وہ ولی ایسا ہو کہ اوس کے افعال اور اخلاق تیرے پاس اور
مخلوق کے پاس پسندیدہ ہون۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ۝ ھٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ

(طٰہٰ س ع) موسیٰ عم نے عرض کیا خداوند (مین تبلیغ رسالت کے لئے حاضر ہون پر) میرا سینہ
کھول دے اور میرا کام (یعنے ادائی حق پیغمبری) مجھہ پر آسان کر دے اور میری زبان
مین جو گرہ ہے وہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھین اور میرے گھر والون مین
سے ایک کو میرا وزیر بنا دے یعنے ہارون کو جو میرا بھائی ہے تاکہ اوس سے میری پیٹھ مضبوط
رہے اور اوس کو بھی میرے کام یعنے تبلیغ رسالت مین شریک کر دے ف رب
اشرح لی صدری یہ جملہ مستانفہ ہے جب خدا تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم فرعون
کے پاس جاؤ اونہون نے عرض کیا اے مالک مین جانے کے لئے حاضر ہون لیکن ۴ امور
کی درخواست کرتا ہون ایک تو یہ کہ مین ہجوم معاندین سے دل تنگ ہو جاتا ہون اس لئے

پہلی عرض یہ ہے کہ میرا دل کشادہ کردے دوسری یہ کہ بار نبوت ایک بھاری بوجھ ہے اس لئے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس بوجھ کو آسان کردے تیسری یہ کہ لکنت کی وجہ سے لوگ میری بات کو سمجھتے نہین اس لئے میری زبان سے لکنت کو دور کردی چوتھے یہ کہ میرے بھائی ہارون کو میرا معین کردے تاکہ ایک کو دوسرے سے مدد ملے۔

شرح صدر سے مراد سینہ نہین ہے بلکہ دل ہے یعنے میرے قلب کو فراغ کردے تاکہ بے وقوف کٹ حجتیان کرنے والے معاندین سے مین نڈر ہون اور نہ اون کے ہجوم سے خوف زدہ ہون شرح صدر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتون سے ایک نعمت ہے جو انبیاء اولوالعزم کو دی گئی ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لڑکپن مین شق صدر کیا اور قلب مین جو ایک سویدا ر تھا اوس کو دھوکر ایمان اور حکمت سے بھر اگیا پھر چالیس برس کے بعد شرح صدر ہوا چنانچہ اس کا قصہ احادیث کی کتابون مین مذکور ہے اب یہان شرح صدر سے کیا مراد ہے علماء اس کے کیا معنے لکھے ہین ہم سب معنون کو بالاجمال بیان کئے دیتے ہین۔

(۱) پہلا معنے شرح صدر سے مراد نور ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ شرح صدر کیا ہے آپ نے فرمایا ایک نور ہے جو دل مین مومن کے ڈالا جاتا ہے پھر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اوس نور کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا اوس کی علامت یہ ہے کہ انسان کا دنیا سے الگ رہنا اور آخرت کا خواہان رہنا اور موت کے لئے مستعد رہنا اور شرح صدر سے مراد نور ہونے پر دلیل آیت اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ہے

(۲) دوسرے معنے شرح صدر کے انوار جلال کبریائی ذات باری تعالیٰ ہین یعنے اے میرے مالک تو میرے سینہ کو اپنے انوار جلال سے مملو کردے۔

(۳) یا شرح صدر سے مراد تحمل بابنیاء رسل ہے یعنے اے مالک میرا سینہ مثل اور

انبیاء کے کھول دے اور اون کے مثل مجھے بھی ویسا ہی خلیق بنا دے تاکہ جیسے وہ حقوق نبوت کو ادا کرین مین بھی ادا کرون۔

(۴) یا شرح صدر کے معنے یہ ہین اے اللہ میرے سینہ کو ایسا کھول دے کہ مین تیری وحی کی اتباع کما ینبغی کرون یعنے اوامر کو بجا لاؤن نواہی سے باز رہون۔

(۵) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے نور ایمان اور یقین عطا فرما تاکہ علم الیقین حق الیقین ہوجائے

(۶) یا یہ کہ اپنے عدل اور قضا اور احکام کے اسرار پر مطلع فرما۔

(۷) یا رب اشرح لی صدری کا مطلب یہ ہے کہ میرے قلب کو ضیاء شمس اور قمر سے منتقل کر کے اپنے جلال اور عظمت کبریائی کے نور کے طرف لے چل جیسا کہ حضرت ابراہیم کوکب اور قمر اور شمس سے الگ ہو کر کہنے لگے انی وجہت وجہی للذی فطرہ السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔

(۸) یا رب اشرح لی کے یہ معنے ہے چراغ ایمان کو میرے دل مین ایسا روشن کر دے جیسا کہ معمولی چراغ سے سارا مکان روشن ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آگ سلگانے کے لئے پانچ چیزون کی ضرورت ہوتی ہے ایک (۱) چقماق (۲) پتھر (۳) سوزش (۴) گندک (۵) چراغ۔ اسی طرح انوار الٰہی کے بھڑک اوٹھنے کے لئے سات چیزون کی ضرورت ہے اول مجاہدہ کی چقماق جیسے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (۲) سنگ تضرع اور زاری جیسے ادْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (۳) ہوا ے نفس کو روکنا جیسے اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (۴) انابت اور رجوع الی اللہ جیسے انیبوا الی ربکم کی گندک (۵) چراغ صبر واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ (۶) فتیلہ شکر (۷) رضا اور صبر کا تیل جیسے واصبر لحکم ربک ای ارض بقضاء ربک جب یہ سب باتین جمع ہوجائین تب اگر نہایت عجز وزاری سے دعائے رب اشرح لی صدری مانگے تو قلب نور الٰہی سے بھڑک اوٹھتا ہے پھر یہان سے امام فخر الدین رازی فرماتے ہین نور الٰہی جس کو ہم شرح صدر

کہتے ہین یہ نور آفتاب سے کئی وجوہ سے افضل ہے۔

اول تو یہ کہ اس ظاہری آفتاب پر بادل آجاتا ہے لکن آفتاب معرفت کو ساتون آسمان بھی نہین ڈھانپ سکتے

(۲) یہ آفتاب ظاہری دن مین نکلتا ہے رات مین ڈوبتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا لااحب الآفلین شمس معرفت الٰہی کو غروب ہی نہین بلکہ اوسکو طلوع ہی طلوع ہے جیسا کہ اِنَّ نَاشِئَۃَ اللَّیلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیلاً یلکہ جو لوگ پچھلی رات کو استغفار مانگتے ہین وہ نور رحمانی اور فیوضات ربانی سے اور زیادہ سرفراز ہوتے ہین۔

(۳) شمس ظاہری قیامت کے قریب دہندلا جائیگا لکن شمس معرفت الٰہی کو فنا نہین ہے وہان تو سَلَامٌ قَولاً مِن رَّبٍّ رَّحِیمٍ ہے۔

(۴) شمس ظاہری جب چاند کے مقابل ہوتا ہے تو چاند کو کسوف ہوتا ہے لکن شمس معرفت الٰہی مین کسوف ہی نہین۔

(۵) شمس ظاہری مین سوزش اور احتراق ہے برخلاف آفتاب معرفت کے کہ اس مین سرور اور خنکی اور تسکینی ہے جیسا کہ قیامت کے دن دوزخ کہے گی اے مومن تو جلدی سے گزر کہ تیرے نور کی خنکی نے میری سوزش کو بجھا دیا ہے۔

(۶) آفتاب ظاہری سے درد سر اور دوران ہوتا ہے برخلاف آفتاب معرفت کے اس کی وجہ سے دماغی قوتین اور ترقی پذیر ہوتے ہین چنانچہ آفتاب معرفت کا ذکر ملاء اعلیٰ تک پہونچتا ہے

(۷) آفتاب ظاہری سے صرف دنیا ہی مین منفعت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے اس سے دنیا اور آخرت دونون جگہ منفعت ہے کیونکہ آفتاب معرفت سے جو باقیات صالحات ہوتے رہتے ہین وہ ابدی ہین۔

(۸) اس آفتاب ظاہری سے زمین والون کی زینت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے کہ اس سے زمین اور آسمان دونون کی زینت ہے۔

(۹) اس آفتاب کا چہرہ بلند ہے جسکا اثر زمین پر پڑتا ہے جو دلالت کرتا ہے کبر پر برخلاف شمس معرفت کے کہ یہ روے زمین پر ہے لکن اوس کے انوار ملا اعلیٰ تک پہونچتے ہین من تواضع رفعہ اللہ ومن تکبّر اذلّہ اللہ ہے ۔

(۱۰) اس آفتاب ظاہری سے مخلوق کی حالتین معلوم ہوتی ہین برخلاف آفتاب معرفت کی اس کے ذریعہ سے معرفت ملا اعلیٰ اور معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے ۔

یہان تک ہم نے شرح صدر کی تفصیل کی ورنہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس کے متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے ہم نے بخوف طوالت چھوڑ دیا ۔

وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ الٰہی یعنے یہ بار نبوت ایک ایسی امانت جس کو کما ینبغی ادا کرنا بہت مشکل ہے اس لئے اے مالک مین تجھ سے دعا مانگتا ہون کہ اس کی آسانی کے جو اسباب ہون انکو مہیا کردے اور جو اسمین موانع پیش آئین اون کو دور کردے وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِی کا مطلب یہ ہے کہ میری زبان مین جو ایک قسم کی لکنت ہے اوس کو دور کردے کیونکہ تبلیغ رسالت کے لئے تفہیم کی ضرورت ہے اگر زبان مین لکنت رہی گی تو لوگ میری بات کو سمجھے گے نہین کیونکہ انسان انسان جب ہی سمجھا جاتا ہے کہ اوس مین دل ہو یعنے دل مین اوس کے علوم اور معارف ہون اور زبان ہو یعنے وہ ایسا طلیق اللسان ہو کہ ہر کوئی اوسکی بات کو سمجھے کیونکہ تبلیغ رسالت مین تفہیم کی ضرورت ہے ۔

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا الٰہی جیسا کہ دنیا کے بادشاہون کو وزیر کی ضرورت ہے ایسا ہی اس امر نبوت کے لئے جو اوس سے کہین بڑھکر ذمہ داری کا کام ہے ایک وزیر کی ضرورت ہے اور وہ میرا بھائی ہے اور یہ اس لئے کہا کہ بھائی ایک قوت بازو ہوتا ہے دوسرے مشورت سے کام اچھا بنتا ہے اس لئے مجھے ایک ایسے مشیر وزیر کی ضرورت ہے کہ وہ اس خدمت نبوت کو شرکت سے انجام دے اور مشکلات مین میرا معین اور مددگار رہے ۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طہ ع ۶) اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! تم کہو اے مالک

مجھکو زیادہ علم دے **ف** یعنے اے محمد اگر تم اپنے مالک سے مانگو تو زیادت علم معانی کتاب اللہ مانگو کیونکہ قرآن سے وہی مطلوب ہے جلدی جلدی پڑہنا مقصود نہین ہے کیونکہ جو جو آیات اترتے جائینگے اوس کا علم بھی زیادہ ہوتا جائیگا۔ اس دعا مین تواضع بھی ہے اور شکر بھی اور اس امر کی تنبیہ بھی ہے کہ علم کا مقام سب مقامون سے افضل ہے عبداللہ بن مسعود جب اس آیت کو پڑہتے تو یہ دعا پڑہتے اَللّٰھُمَّ زِدْنِی عِلْمًا وَّاِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا اس کو خطیب بغدادی نے بھی ذکر کیا ہے مین یہ کہتا ہون کہ اگر یہ دعا مانگی جائے تو بہت بہتر ہے رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا صَالِحًا وَّاِیْمَانًا کَامِلًا وَّیَقِیْنًا تَامًّا وَّعَاقِبَۃً مَّحْمُوْدَۃً۔

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(سورۃ الانبیاء ع) اور ایوب نے اپنے پروردگار کو اس طرح سے ندا کرکے پکارا کہ اے مالک مجھکو تکلیف ہوگئی ہے۔ اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے **ف** اب اسمین علما کا اختلاف ہے کہ جو تکلیف ایوب علیہ السلام کو لاحق ہوگئی تھی وہ کیا تھی بعض کہتے ہین وہ کھڑے ہوکر نماز پڑہتے تھے جب بیماری سے عاجز ہوگئے تو اوٹھہ نہ سکے تب یہ دعا مانگی بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اس کلمہ مین اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور یہ صبر کے منافی نہین ہے بعض کہتے ہین کہ بہت دن تک وحی نہین آئی اس وجہ سے اونہون نے یہ دعا مانگی۔ بعض کہتے ہین کہ ایک کیڑا اون کے گوشت سے گر گیا تھا اونہون نے پھر پکڑکر اوس کو اوسی جگہ پر رکہہ دیا پھر وہ ہڈی تک کھا گیا اوس وقت چیخ اوٹھے بعضون نے کہا کہ ابلیس اون کی بیوی کے پاس آکر کہا کہ اگر تو میرے کو سجدہ کرے تو مین اچھا کردونگا۔ پس ڈرکر یہ دعا مانگی کہ اللہ کہین اوس کا ایمان نہ جاتا رہے بعضون نے کہا کہ قوم اون کو کراہت سے دیکھتی تھی۔ بعضون نے کہا ضرر سے مراد شماتت اعدا ہے یعنے دشمن اس تکلیف کو دیکھہ کر خوش نہوں ابن عساکر نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ایوب علیہ السلام سے پوچھا اے ایوب تم جانتے ہو کہ تم اس بلا مین کیون مبتلا ہوے اونہون نے کہا خدایا مجھے علم

سنئین اونہون نے کہا کہ جب تم فرعون کے پاس گئے تو دو باتون کے کہنے مین سستی کی ابن عباس سے مروی ہے کہ ایوب علیہ السلام کا گناہ یہ تھا کہ اون سے ایک مسکین نے ظالم سے مقابلہ کرنے کی مدد چاہی اونہون نے نہیں دی امر بالمعروف نہیں کیا اور نہ ظالم کو ظلم سے منع کیا اس وجہ سے اون کو اس بلا مین مبتلا کیا۔ اس جملہ مین عجیب اور لطیف امر یہ ہے کہ مطلوب کو ظاہر نہین کیا گویا اونہون نے ضمناً کہا کہ تو ہی مالک اس امر کا اہل ہے کہ ہم پر رحم کرے کیونکہ ہم واجب الرحم مین اور تو ارحم الراحمین ہے اور یہ کہنا ان کا ازراہ شکوہ و شکایت کے نہین تھا۔ کیونکہ غیر خدا سے اپنی تکلیف کا ذکر کرنا شکوہ ہے اور اپنے مالک حقیقی کے پاس اپنی مصیبت کا ذکر کرنا شکایت نہین ہے بلکہ ایک لذت سرگوشی کی ہے جو بندے کو اپنے مالک سے ملتی ہے

ضَر فتحہ کے ساتھ ضرر کے معنے مین ہے اور ضُر بالضم اوس کے معنے بیماری اور دبلے پنے کے ہے۔

شبہ | جبکہ شکایت کرنا صابرین کے شان سے نہین ہے پھر اونھون نے کس طرح شکایت کی۔

جواب شبہ | سفیان بن عینیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جو شخص قضاء الٰہی سے راضی ہو کر اپنی مصیبت کی حالت خدا ہی کے جناب مین بیان کرے تو وہ جزع نہین کہلا سکتا جو صبر کا منافی ہو کیونکہ صبر مین کچھ اس امر کی شرط نہین ہے کہ وہ بلا کو شیرین سمجھے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی پریشانی کا حال جناب باری مین عرض کیا تھا اور کہا اِنَّمَا اَشْکُو بَثِّی وَحُزْنِی اِلَی اللّٰہِ اب رہا یہ امر کہ خدائے تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اس کے ثبوت پر کئی دلیلین مین (پہلی دلیل یہ ہے) کہ جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے یا تو اوس رحم سے مقصود اوس کو دنیا مین اپنی تعریف ہوتی ہے یا آخرت مین ثواب کی امید ہوتی ہے۔ ان ہر دو صورتون مین راحم کا رحم اپنے ہی غرض کے لیئے ہوتا ہے۔ لکن

ذات باری تعالےٰ کا رحم ایسا رحم نہین وہ اپنے بندون پر رحم بلا غرض کرتا ہے اوسکو
مقصود رحمت سے نہ ثنا ہے نہ ثواب غرضکہ رحمت ذات باری تعالےٰ اوس کی صفت
کمالیہ ہے جو دوسرون مین ویسی نہین (دوسری دلیل یہ ہے) جو شخص کسی پر رحم
کرتا ہے وہ بھی رحم اللہ کے مدد ہی سے کرتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو کہانا کہلاتا ہے یا کپڑی
پہناتا ہے یا اوس سے بلا کو دفع کرتا ہے یہ فعل بھی اوس کے عنایت اور مدد سے ہوتا ہے
اس لئے کہ اگر اللہ تعالےٰ طعام اور غذا اور روئی نہ پیدا کرتا تو کوئی ان چیزون سے کسی
کی مدد نہ کر سکتا غرضکہ بندون کی رحمت کو اللہ کی رحمت سے وہی نسبت ہے جو قطرے کو
دریا سے (تیسری دلیل یہ ہے) کہ اگر اللہ تعالیٰ بندون کے دلون مین اسباب رحم کو نہ پیدا
کرے تو اوس رحم کا بندون سے صادر ہونا محال ہو جائے پس فی الحقیقت راحم وہی ہے
کہ جس نے رحم کو اون کے دلون مین ڈالدیا ہے۔

شک اگر یہان پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالےٰ کو کیسے ارحم الراحمین
کہتے ہو حالانکہ اوسی نے آفات اور بلیات اور امراض پیدا کئے ہین اور ایک کو دوسرے
پر مسلط کیا ہے جس سے ہر ایک دوسرے کو مارتا توڑتا ذبح کرتا ہے حالانکہ اوس کو قدرت ہے
کہ یہ سب امور نہ ہونے پائین۔

جواب شبہ اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ کا ضار ہونا اوس کے نافع اور مرحمت کے
منافی نہین ہے بلکہ وہی ضار ہے وہی نافع ہے اور اوس کا ضرر دینا یا نفع پہونچانا ایسا
نہین ہے جیسا کہ ہمارا ضرر دینا یا نفع پہونچانا کیونکہ ہمارا ضرر یا نفع یا تو دفع مشقت کے لئے
ہوتا ہے یا جلب منفعت کے لئے ہو برخلاف خدا کے کہ اوس کا ضرر یا نفع ان دونون اغراض
سے جدا ہے بلکہ اوس کا نفع یا ضرر ہمارے ہی مصلحت ہی کے لئے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم جسکو
ضرر سمجھتے ہون اوس کا انجام اللہ کے علم مین خیر ہو یا جس کو ہم خیر سمجھتے ہون اوس کا
انجام اللہ کے علم مین ضرر ہو بندون کو جو اوس وقت تکلیف پہونچتی ہے وہ خواہ مخواہ اوس وقت

پریشان ہوتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے رگ زن کہ پہلے نشتر مارتا ہے اوس وقت تکلیف
ہوتی ہے پھر اوسی زخم پر وہ مرہم رکھتا ہے جس سے وہ زخم چنگا ہو جاتا ہے۔ پس خداے تعالی
سے بھی اگر بندے کو تکلیف پہونچے تو ایسا ہی سمجھ لے کہ نہ معلوم اس مین اوس کی کیا مصلحت ہے
دوسرے مقام محبت مین جو کچھ محب کو محبوب سے پہونچتا ہے وہ محبوب ہی سے اور خیر سے مملو
پھر وہ شہر کیسا (مصرع) ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اسی واسطے اولیاء اللہ مصیبت کے
وقت کچھ آہ و نالا نہین کرتے اور نہ جزع اور فزع کرتے مین کیونکہ وہ سمجھے ہوے ہین کہ اس بلا
کے تحت مین کچھ نہ کچھ نعمت ملنے والی ہے (شعر) ہر بلا کین قوم را حق دادہ اند * زیر آن گنج
کرم بنہادہ اند۔ عرفی کہتا ہے۔ اے متاع درد در بازار جان انداختہ * گوہر ہر سود در جیب
زیان انداختہ۔ وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ
أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ
(انبیاء ر ۶ ع ۶) اے محمد تم اوس وقت کو یاد کرو کہ جب (یونس بن متی) مچھلی والا اپنی قوم سے
غصہ ہو کر چلا گیا اور یہ گمان کیا کہ ہم اوس کو نہ پکڑ سکینگے پھر اندھیرون مین (گھبرا کر) کہہ اوٹھا کہ کوئی میرا
مالک اور معبود (بچانے والا) سوائے تیرے نہین ہے۔ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے
مین ہی گناہگارون مین تھا ف اس دعا کا اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام نے
اپنی قوم کو جو فلسطین مین رہتی تھی توحید کے طرف بلایا اور عذاب آلہی سے ڈرایا کہ اگر تم اطاعت
فرمانبرداری نہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ جب عذاب آیا تو اونہون نے توبہ کی عذاب اون
سے اوٹھا لیا گیا ہلاک نہ ہوسے یونس علیہ السلام اس خیال سے کہ مین اپنی قوم سے جھوٹا اور
شرمندہ ہوا پھر ہر دم کیطرف چلے گئے وہان پہونچکر دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو رہے ہین
یہ بھی سوار ہو گئے اون کے سوار ہوتے ہی کشتی کو اضطراب ہونے لگا کشتی والون نے کہا
اس کشتی مین کوئی نافرمان بندہ ہے جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے جس کی وجہ سے
کشتی ہل رہی ہے۔ کیونکہ ہوا بھی تیز نہین ہے قرعہ ڈالنا چاہیے۔ قرعہ یونس علیہ السلام کے

نام سے نکلا آپ نے فرمایا مین ہی بندہ ہون جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہون آپ دریا مین کود پڑے مچھلی آپ کو نگل گئی مچھلی کو ارشاد جناب باری ہوا خبردار یونس کے بال تک کو بھی صدمہ نہ ہو رات کی اندھیری دریا کی اندھیری مچھلی کی پیٹ کی اندھیری ان سب اندھیریون مین گھبرا کر بول اوٹھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اللہ تعالےٰ نے اون کی دعا کو قبول کر لیا مچھلی نے ایک میدان مین آپ کو اگل دیا حضرت یونس علیہ السلام ننگ دھڑنگ مثل چوزے کے نکل آئے اللہ تعالےٰ نے اون کے کھانے کے لئے کدو کا درخت پیدا کیا وہ اوس کے پھلون کو کھاتے جب درخت سوکھ گیا تو یہ غمگین ہوئے کہ اب کھانا کیسے ملے گا اللہ تعالےٰ نے کہا کہ ہم نے تمکو مچھلی کے پیٹ مین آرام اور حفاظت سے رکھا اب تمکو ہم بہوکا کیسے رکھینگے اب پھر تم اپنی قوم کے طرف جاؤ پھر یہ اپنی قوم کے طرف جن کی تعداد ایک لاکھ تھی گئے پھر اپنی قوم کو دعوت توحید کی طرف بلایا اون کی قوم نے کہا ہم تمکو کیسا سچا نہین غرضکہ تین روز تک متواتر اپنی قوم کو ہدایت کرتے رہے اونھون نے انکار کیا اللہ تعالےٰ نے یونس علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اون سے کہدو اگر اب نہ مانوگے تو تم پر عذاب آئیگا حضرت یونس علیہ السلام نے اس حکم کو بھی پہونچا دیا پھر اونھون نے انکار کیا عذاب کا جب وقت آن پہونچا تو یونس علیہ السلام کو وہان پر نہ پایا دفع عذاب کے لئے یونس علیہ السلام کو ڈھونڈے نہین ملے وہان کے علما سے رائے پوچھی اونھون نے کہا اون کو ڈھونڈو اگر وہ یہان ہین تو عذاب نہین آنے کا نہین تو ضرور آئیگا جب ڈھونڈے تو نہین ملے جب ناامید ہوئے تو شہر کے دروازونکو بند کر دیا اور بکریون اور گایون کو نکال دیا مان اپنی لڑکی سے باپ اپنے بیٹے سے جدا ہونے لگے جب صبح ہونے کو ہوئی اور عذاب کے آثار نمایان ہوئے اور عذاب کو آسمان سے اترتے دیکھا۔ اپنے کپڑون کو پھاڑنے لگے حاملہ عورتون کے حمل دہشت سے گر پڑے لڑکے چیخنے چلانے لگے۔ جانور پکارنے لگے اللہ تعالےٰ نے عذاب کو

اوٹھالیا پھر اونہون نے یونس علیہ السلام کیطرف اپنا قاصد بھیجا ایمان لائے اس قول
سے اس امر کی تائید ملتی ہے کہ بعد مچھلی کے پیٹ سے نجات پانے کے یہ اپنی قوم
کیطرف بھیجے گئے۔ یہان تک اس دعا کے متعلق بیان تھا اب ہم دعا کی تشریح کرتے ہین
اس دعا مین تین خوبیان ہین پہلے حصہ مین تہلیل ہے دوسرے مین تسبیح آخرین توبہ۔ قتادہ نے
کہا یہ قول یونس علیہ السلام کا اپنے قصور کا اعتراف کرنا اور گناہ سے توبہ کرنا ہے اب اسمین
علما کا اختلاف ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ مین کتنے دنون رہے بعض کہتے ہین ۳ دن بعض
کہتے ہین (۷) دن بعض کہتے ہین چار گھنٹے۔ غرضکہ لا الہ الا انت کلمہ توحید بھی ہے تہلیل بھی
سبحانک کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو سب عیبون سے پاک ہے تجھکو کوئی چیز عاجز
نہین کرسکتی جملہ انی کنت من الظالمین۔ گناہ کا اعتراف ہے جملہ سبحانک مین تسبیح
اور تنزیہ باری تعالی ہے ہر نقائص سے اونہین نقائص سے عجز بھی ایک نقص ہے
چونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے گمان کیا تھا کہ اللہ تعالی عذاب نہین کرے گا اللہ تعالی
نے اون کے گمان کی تردید کی کہ تم جو ہم سے بھاگ کر چلے گئے اور تم یہ سمجھے تھے کہ ہم بچ
جائینگے پھر اللہ تعالے نے تم کو کسطرح سے ڈبو دیا پھر بطن حوت سے نجات دی
غرضکہ اس جملہ کی تقدیر یہ سبحانک ان یفعل ذلک جوراً ہے یعنے اے مالک تیری
شان سے بعید ہے کہ تو کسی پر ظلم کرے یا کسی سے انتقام لے یا اس قید و حبس سے
نجات دینے کے لئے تو عاجز نہین ہے۔ بلکہ جو کچھ تو نے کیا اپنی حکمت اور حقوق الوہیت کی
راہ سے کیا اب رہا یہ قول انی کنت من الظالمین یعنے مین نے جو اپنے نفس پر ظلم کیا کہ
اپنی قوم سے بلا تیرے اذن مانگے چلا گیا مین اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ مین ظالم تھا مین اپنی
قصور سے تائب اور پشیمان ہون اب تو مجھکو اس مصیبت سے دور کر دے اسمین دوسری
توجیہ یہ بھی ہے کہ پہلے مین توصیف ہے یعنے اے مالک تو اپنی ربوبیت مین کامل ہے
اور مین جو ہون ایک ضعیف البشر ہون اور اداے حقوق عبدیت مین قاصر ہون حسن و قتادہ

کہتے ہین کہ یہ قول یونس علیہ السلام کا اعتراف کرنا تھا اپنی تقصیر سے اور توبہ کرنا تھا اپنی خطا سے)

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ (انبیاء ع) اور زکریا نے اپنے پروردگار کو یہ کہکر پکارا کہ اے میرے مالک تو مجھکو اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے **ف** یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جب اونکو اولاد کی خواہش ایسے وقت مین ہوئی کہ اونکی بیوی کی عمر ۹۹ برس کی تھی اور اونکی عمر سو برس کی یعنے اے مالک تو خوب جانتا ہے کہ مین تن تنہا ہون میری میری اولاد نہین جو میرے بعد اس نبوت اور دین کے احکام کو پہونچائے اور سب کے مرنے کے بعد تو ہی زندہ رہنے والا ہے۔ اگر تو مجھکو اولاد نہ دے تو اس دین کی حفاظت کیلئے تو ہی کافی ہے جب مین اس امر کو بخوبی جانتا ہون تو اپنے دین کو ضائع نہین کرے گا اور اپنے بندون مین سے اوسی کو تبلیغ رسالت کے لئے پسند کرے گا جو اس کا اہل ہو۔ اس لئے مین یہ دعا مانگ رہا ہون۔ اس دعا مین حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ نکتہ رکھا کہ اے رب مجھے تو بڑھاپا آگیا اور کوئی ایسا نہین کہ اس دینی خدمت مین میرا ساتھ دے اور اوس سے مجھکو انس ہو مین تنہا ہون اور بوڑھا بھی ہوگیا ہون کوئی نہ کوئی میرا جانشین ہونا چاہیئے تاکہ یہ منصب رسالت کی خدمت انجام دے۔ غرضکہ یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام کی نہایت مخلصانہ اور عارفانہ تھی وہ جانتے تھے کہ اس سن مین اولاد کا ہونا ایک محال عادی ہے لیکن خدا کی قدرت سے اوس کو بعید نہین سمجھتے تھے خَيْرُ الْوَارِثِينَ کے لانے مین دو نکتے ہین ایک نکتہ تو یہ رکھا کہ اگر تو مجھکو وارث نہ عطا فرمائے تو مجھے اسکا غم بھی نہین اور نہ اوسکی پروا کیونکہ تو سب سے بہتر وارث ہے۔ دوسرا اس مین تعریف خداوندی کی کہ تو سب سے اچھا وارث ہے۔

قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ

(انبیاء ع) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا مین یہ کہا کہ اے پروردگار تو ہمارا فیصلہ انصاف
کے ساتھ کر اور ہمارا پروردگار جو بڑا ہی ہم پر مہربان ہے ہم اپنی حاجات مین اوسی سے مدد
چاہتے ہین اور یہ جو تم کفر و تکذیب کر رہے ہو اس کے توڑنے مین وہی ہمارا معین ہے ۔
ف ۔ اللہ تعالے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو بہ سبیل حکایت بیان کیا یعنی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو مانگتے ہین کہ اے مالک ہمارے اور ان جھٹلانے والون کے
درمیان تو ہی حق کے ساتھ فیصلہ کر دے ابو عبیدہ کہتے ہین کہ یہان صفت کو قائم مقام موصوف
کے کیا ہے تقدیر اس عبارت کی رب احکم بحکمک الحق ہے یعنے اے پروردگار تو حکم بھی کر تو ایسا
حکم کر جو حق ہو امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر دو طرح سے کی ہے ایک تو یہ کہ حق سے
مراد عذاب الٰہی ہے یعنے اے اللہ ہمارے اور مکذبین کے درمیان تو فیصلہ عذاب کا کر یعنے اون پر
عذاب نازل فرما ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور اون کے درمیان ایسا فیصلہ کر کہ حق ظاہر
ہو جائے یعنے ہمکو اون سے مقابلہ کرنے مین مدد دے چنانچہ جنگ بدر مین اللہ تعالی نے
آپ کی مدد کی سب کفار مارے گئے ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون کی دو توجیہین ہین
ایک تو یہ کہ مین توحید کا جو مدعی ہون حق ہے اور تم مشرک اور کفر کے مدعی ہو جو باطل ہے
تو اللہ ہی سے اس امر مین مدد مانگتا ہون کہ شرک اور کفر جو باطل ہے مٹ جائے اور توحید
کے طرف تم آجاؤ دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ طمع رکھتے تھے کہ شوکت اور غلبہ ہمکو ہو اللہ تعالے
اون کے گمانون کو جھوٹا کر دکھایا اور اون کی سب امیدون کو ملیامیٹ کر دیا اللہ تعالے
نے اپنے رسول کی مدد کی یعنے تم جو اپنی شوکت اور بلندی چاہتے ہو ۔ یہ نہین ہوگا بلکہ اللہ
ہماری ہی مدد کرے گا اور ہماری ہی شوکت قایم ہوگی اور اس مین تسلی بھی جناب سرور کائنات
کو دی گئی یعنے مقصود تو اون کی اصلاح ہے اگر وہ اپنی اصلاح نہین چاہتے اور اپنے کفر ہی پر اصرار
کرنا اونکو منظور ہے تو پھر تم اس امر سے کیون غمگین ہو اون سے قطع تعلق کر لو خود اللہ تعالی
تمہارے اور اون کے درمیان تعجیل عذاب سے فیصلہ کرے گا یا اون کو مہلت دیگا

یا جہاد کا حکم نازل فرمائے گا کیونکہ گو اس وقت عذاب مین تاخیر ہے لکن جو چیز ہونی والی ہے وہ ضرور ہوکر رہے گی اور یہ جو حدیثون مین آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو لڑائی مین پڑہتے تھے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ خدائے تعالی نی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکہلایا کہ اون کے جہاد کے بارے مین جلدی مت کرو ہم سے مدد مانگو کیونکہ ہم ہی تمہاری مدد کرنے والے ہین۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ (مومنون ۲ع) (نوح) نے کہا اے مالک جب میری قوم مجھے مجنون کہتی ہے اور میری تکذیب کرتی ہے تو تو ہی اس تکذیب کا اون سے بدلہ لے) میری مدد کر قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (مومنون ۶ع) اے محمدؐ تم یہ کہو کہ اے مالک اگر ان ظالمون پر عذاب موعود نازل کرکے تو مجھے ضرور دکھانا چاہتا ہے تو مجھے ان ظالمون مین مت کر یعنے اون کے عذاب سے مجھے الگ کرلے ف زجاج نے کہا کہ اس عبارت کی تقدیر یون ہے ان انزلت بہم النقمۃ یارب فاجعلنی خارجًا منہم یہ دعا اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکہلائی کہ تم اس طرح سے کہو کہ اے مالک اگر تو ان کافرون پر عذاب نازل کرتا ہے تو مجہکو اوس عذاب مین شریک مت کر اب یہان پر شبہہ اس امر کا گزرتا ہے کہ جب انبیا ظالمین کے ساتھ ہی نہین تو پھر یہ کہنا کہ اللہ ظالمین کے ساتھ نکر اس کے کیا معنی ہون گے اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم دی گئی کہ تواضع کس طرح سے کرنا چاہئے اور کیسا اپنے نفس کو مارنا چاہئے پہلے آپ نے اپنے کو اون مین شریک فرمایا کہ مین اونکی اصلاح کے لئے گو اون مین ہون لکن جب وہ میری اصلاح کو نہین مانتے اور نہین سنتے اور تو اون پر عذاب نازل ہی کرنا چاہتا ہے تو مجھے اون سے الگ کرلے اور اسمین اس امر کی تنبیہ بھی کی کہ کفر کی نحوست بھی ایک ایسی نحوست ہے کہ جو نیک بھی ہین اون کو بھی کفر کی نحوست لگ جاتی ہے کیونکہ بندہ کی شان یہ ہے کہ اپنے مالک سے وہ چیز بھی مانگے کہ جس کا علم بندے کو ہے کہ اگر ہم نہ مانگین گے

تو ہم کو دے گا اور اوس چیز سے بھی پناہ مانگے کہ جس کا اوس کو علم ہے کہ اوس کو نہین کریگا
کیونکہ اسمین اظہار عبودیت اور تواضع ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ کے وقت
کہا تھا کہ مین تمہارا حاکم ہون لکن مین تم سے بہتر نہین ہون باوجود اس امر کے جاننے کے
کہ وہ خلیفہ تھے اسی طرح مومن کی بھی شان ہے کہ اپنے مالک کے سامنے اپنے کو
ذلیل وخوار سمجھے اور گو اوس کو شر پہنچنے کا علم ہو بھی تب بھی اوس شر سے پناہ مانگتا رہے
وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ
رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ (مومنون ع ٦) اے محمد تم یہ کہو کہ اے مالک مین شیطانون
کے اُبھکانے اور اون کے حاضر ہونے سے پناہ چاہتا ہون ف لغت مین ہمز کے
معنے ہاتھ سے کسی چیز کو دفع کرنے کے ہین اور بعضون نے کہا کہ ہمزہ وہ کلام کہ جو پیچھے
کسی کی برائی مین کہا جاوے اور لمز کہتے ہین اوسکو جو سامنے کہا جاے یہان مراد ہمزات سے
وہ وساوس وخطرات شیطانی ہین جو دل پر گزرتے ہین لفظ ہمزات جمع کا صیغہ اس وجہ سے
بولا گیا کہ شیطان بار بار دھوکے دیتا ہے اور اوس کے وساوس اقسام اقسام سے مختلف
اور متعدد اوقات مین ہوتے ہین یا اس لئے کہ جب شیاطین متعدد ہین تو وساوس اور
خطرات بھی متعدد ہین غرضکہ اس آیت مین گو خطاب حضرت کے طرف ہے لکن
تعلیم اُمت کو دی گئی ہے کہ شیطان سے پناہ مانگین تو اسطرح سے مانگین یا ہمزات
شیاطین سے مراد انسان کے وہ غضبی جوش ہین جن سے انسان اپنے نفس پر آپ قابو
نہین پاتا جب اللہ تعالے نے شیاطین کے وسوسون سے پناہ مانگنے کا حکم دیا تو ہر شیاطین
کے حاضر ہونے سے پناہ مانگنے کے لئے کہا کہ یا اللہ وہ نہ حاضر ہون نہ وسوسے ڈالین
استعاذے مین زیادہ اہتمام مقصود تھا اس لئے ندا کو دینے لفظ رب کو دوبارہ لایا گیا اور
اور عامل کو بھی یعنے لفظ اعوذ کی بھی تکرار اسی غرض سے کی گئی مطلب یہ ہے کہ اے مالک
مین پناہ چاہتا ہون اس امر سے کہ وہ کسی وقت اور کسی حالت مین موجود رہین یعنے وہ

موجود ہی نہ رہین کیونکہ اگر موجود رہینگے تو خواہ مخواہ مجھے وسوسے مین ڈالینگے اور شر کیطرف آمادہ کرینگے اور نیک کامون سے پہیر دینگے حدیث شریف مین آیا ہے صحابہ کہتے ہین کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے گھبرا کر اوٹھہ جانے کے بعد اس دعا کے پڑہنے کی تعلیم فرمائی بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ -

امام حسن علیہ السلام جب نماز شروع کرتے تو آپ لا الٰہ الا اللہ تین مرتبہ پڑہتے پھر آپ یہ دعا پڑہتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ھَمْزِہٖ وَنَفْثِہٖ وَنَفْخِہٖ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ہمز کیا ہے آپ نے فرمایا وہ جنون جو انسان کو شیطان اُکسانے سے لاحق ہوتا ہے پھر صحابہ نے یہ پوچھا نفث کیا ہے آپ نے فرمایا شعر ہے پھر صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ نفخ کیا ہے آپ نے فرمایا غرور اور تکبر کرنا۔

حَتّٰی اِذَا جَاءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَائِلُھَا ط (مومنون ۶ ع) (یہ کفار اور مشرکین خدا کی جناب مین جو چاہین کہین اللہ تعالےٰ اون سب عیوب سے پاک ہے) جب ان مین سے کسی ایک کو موت آجائیگی تو اوس وقت آرزو کرکے کہے گا اے ہمارے مالک مجھکو آپ کی جناب مین یہ عرض کرتا ہے مجھے پھر (دنیا مین) لوٹا دیجئے تاکہ مین وہان جاکر پھر نیک کام کرون (اس کا جواب دیا جائیگا) یہ تو ہرگز نہ ہوگا (ایسے وقت مین) تو وہ ایسی بات کہے گا لیکن اب کہان سنی جاتی ہے

ف ارجعون جمع کا صیغہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے ابن ابی الدنیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ کافر جب قبر مین رکھدیا جائیگا تو اپنا وہ مقام جو دوزخ مین ہے دیکھے گا اوس وقت کہے گا اے مالک پھر مجھے دنیا مین لوٹا دے تاکہ مین نیک کام کرون اوس کے جواب مین کہا جائیگا تم کو ہم نے دنیا مین مہلت بہت دی تھی اب کچھ نہین ہوتا پھر اوسکو قبر دبوچے گی زمین کے سب بچھو اور سانپ اوس کو ڈسنے کیلئے دوڑینگے اللھم احفظنا من عذاب القبر

اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ
عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا
فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝
اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔

(مومنون ع ۶) اللہ تعالیٰ دوزخیون سے پوچھے گا کیا ہماری آیتین تم کو پڑھکر سنائی نہین جاتی تھین پھر تم اون کو جھٹلاتے تھے (یعنے کہتے تھے کہ یہ اللہ کی آیتین نہین ہین کبھی اوسمین تاویل کرتے تھے) غرضکہ وہ کہینگے اے ہمارے مالک ہماری کمبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے (نفس کی خواہش اور دنیا کا مزا ہم پر غالب ہوگیا اور تیری راہ سے بھٹک گئے غرضکہ اپنے قصور کا اعتراف کرینگے اور یہ دعا کرینگے) اے ہمارے مالک ہمکو ایکبار دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ایسا کرین تو بے شک قصور وار ہین (ایک مدت تک اس دعا کا جواب نہ ملیگا یعنی سات ہزار یا بارہ ہزار یا تین سو ساٹھ برس تک) پھر اللہ تعالے فرماے گا (کتو) دور ہو اوسی مین پڑے رہو اور مجھہ سے بات مت کرو (اپنے دوزخ سے نکلنے کا نام مت لو پھر اوس کے بعد دوزخی کوئی بات نہ کرین گے چین یون ہاے واے کرتے رہینگے اور کتے کی طرح آواز نکالینگے اللہم احفظنا) دیکھو ہمارے بندون مین سے کچھ لوگ (دنیا مین یون) دعا کرتے تھے اے مالک ہماری ہم تجھہ پر سچے دل سے ایمان لے آئے ہم کو بخشدے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے **ف** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جب دوزخی دوزخ مین چلے جاینگے تو ہزار برس تک یہ کہینگے رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اونکو جواب دیا جائیگا حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ پھر ہزار برس تک یہ دعا مانگتے رہینگے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ پھر جواب دیا جاے گا

إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے یَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا

رَبُّكَ جواب دیا جائیگا اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ پھر ہزار برس تک کہینگے رَبَّنَا

اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پھر جواب دیا جائیگا۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے

رَبِّ ارْجِعُوْنِ پھر ذات باری تعالیٰ ارشاد فرمائیگا اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ یعنے

اے کتو دور ہو جاؤ ہم سے بات مت کرو تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی کہ جب ہماری

نیک بندے ہمکو پکار کر رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ کہتے

تو تم اون کے ساتھ مسخرگی کرتے اور اونکو اپنا مضحکہ ٹھیر الیتے آج کے دن ہم اون کو

اون کی صبر کی جزا دیتے ہین کہ وہی آج فایز المرام ہین اور تمکو کچھ حصہ نہین دوزخ مین پڑے رہو

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (مومنون ع)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعاے استغفار کی تعلیم

فرمائی تاکہ امت بھی آپ کی اس استغفار کی اقتدا کرے اور ارحم الراحمین کی وجہ

اوپر گذر چکی گو مغفرت مین بھی رحمت ہے لکن رحمت مین مضمون مغفرت سے زیادہ

ہے۔ کیونکہ مغفرت چاہتی ہے گناہ معاف ہوجائین اور رحمت چاہتی ہے کہ علاوہ

مغفرت کے ایصال احسان بھی ہو۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

(فرقان ع) اور پیغمبر اوس وقت یعنے قیامت کے دن افسوس کرکے کہے گا

اے مالک مین کیا کرون (مین تو قرآن کے احکام کو سنا دیا) لکن میری قوم اس

قرآن کو چھوڑ بیٹھی ف بعضون نے اس کا ترجمہ یون کیا ہے میری قوم نے اس قرآن کو

(معاذ اللہ) بیہودہ بکواس سمجھا اور لگے دوسری لغو و لاطائل کتابین پڑھنے اب تمام

اسلامی مدارس مین اور دیگر مدارس مین جہان انگریزی پڑہائی جاتی ہے سب جگہ یہی بلا

پھیلی ہوئی ہے کہ قرآن کا ترجمہ نہیں پڑہایا جاتا شاذ ایسے مدارس مین ہین کہ کہین

اس کا چرچا ہے وہ بھی مشتے نمونہ از خروارے - حالانکہ بچون پر پہلے سب سے
فرض ہے کہ اونکو عقاید کی ضروری تعلیم دیجاے پھر قرآن کا ترجمہ پڑہایا جائے پھر
حدیث اور فقہ کی ضروری کتابین پڑہاکر کوئی ذریعہ اکتساب معاش کا سکھایا جائے
یہان بالکل اولٹا ہے پہلے روٹیون کی فکر کے لئے کچہ شد بد استعداد ہوئی انگریزی
پڑہادی نہ اونکو دینی تعلیم اچھی دیجاتی ہے اور نہ دنیوی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو
تعلیم یافتہ ہوکر نکلتے ہین نہ وہ دین کے کچہ کام کے ہوتے ہین اور نہ دنیا کے خسرالدنیا
والآخرہ اللہم انی اعوذ بک من علم لاینفع - وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (فرقان ۳ع) اور وہ یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے
مالک دوزخ کے عذاب کو ہم سے ٹہالے کیونکہ دوزخ کا عذاب تو بری طرح چمٹتا ہے
یہ جہنم بھی کیسا برا ٹہکانا اور بری رہنے کی جگہ ہے - ف اللہ تعالیٰ اپنے بندون کی
فضیلت بیان کرتا ہے - کہ اون رحمن کے بندون کی فضیلت یہ ہے کہ علاوہ
راتون مین سجدہ اور قیام کرنے کے یہ بھی اون کی عادت ہے کہ وہ اس دعا سے اپنے
مالک کو یاد کرتے ہین غرام کہتے ہین اس طرح سے چمٹ جائے کو کہ پھر چھوٹتا نہ ہو اور
غرام اوس برائی کو بھی کہتے ہین جو ہمیشہ لگی رہے اور چھوٹے نہیں اسی واسطے قرضخواہ
کو بھی غریم کہتے ہین کہ وہ مدیون کے ساتھ اپنے تقاضے کے لئے لگا رہتا ہے جملہ
سائت مستقراً ومقاماً پہلے جملہ کی تعلیل مین واقع ہوا ہے یعنے یہ عذاب چمٹا ہوا کیون
ہے کہ وہ جہنم کا عذاب ہے کہ جو دوزخیون کے رہنے کا برا ٹہکانا اور برا مقام ہے
اب مستقر اور مقام ان دونون کا عطف ایک دوسرے پر یا تو اس وجہ سے کیا گیا
ہے کہ ایک دوسرے کی تفسیر ہے یا دونون مین معنوی اختلاف ہے یعنی مستقر
وہ مقام جو چند روز کے لئے قرارگاہ ہو اور وہ عاصیون اور گناہگارون کیلئے ہی

اور مقام وہ ہے کہ جو دار الاقامت ہو چونکہ جہنم کافرون کا ہمیشہ کے لئے دار الاقامت ہے
اس لئے مقام کا لفظ کہا گیا مخصوص بالذم محذوف ہے یعنے وہ جہنم ایک ایسا ہولناک
اور برا مقام ہے کہ اے اللہ تو ہی ہم کو اوس سے بچالے جملہ انہا سارت مستقراً ومقاماً
ہو سکتا ہے کہ اون بندون کا مقولہ ہو جس کو اللہ تعالےٰ نے بہ سبیل حکایت بیان کیا ہو
چونکہ کافر کے لئے عذاب کا ہونا ضرور ہے اس لئے کمال مبالغہ کے لئے لفظ غرام
بغرض لزوم لایا گیا۔ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا
قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (فرقان ع) اور وہ یہ کہتے ہین کہ اے مالک
تو ہمکو ایسی بیویان اور ایسی اولاد دے جو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک ہون اور ہمکو
پرہیزگارون کا پیشوا بنا زمخشری نے کہا کہ من اسمین بیانیہ ہے یعنی ایسی بیویان یا ایسی
اولاد کہ جن سے دل کو سرور اور آنکھون کو نور ہو یا من ابتدائیہ ہے یعنے بیویون
اور اولاد سے ہم خوش ہون اور اون سے ہمکو راحت ملے ایک قرات ذریہ بھی
آئی ہے غرضکہ یہ لفظ بھی ایسا ہے کہ اس کا اطلاق واحد اور جمع دونون کے لئے ہے
صاحب مفصل کہتے ہین قرة عین سے کیا مراد ہے۔ اس مین تین قول ہین ایک قول
تو یہ ہے کہ آنکھون کی ٹھنڈک کے معنے انسوون کی ٹھنڈک کیونکہ ٹھنڈے آنسون
کا نکلنا دلیل ہے خوشی اور ہستی کی جیسا کہ گرم آنسوون کا نکلنا دلیل ہے غم اور رنج
کی دوسرا قول یہ ہے قرة عین سے نیند مراد ہے کیونکہ نیند ہمیشہ فارغ البیلی اور
غم اور رنج کی دور ہونے سے ہوتی ہے کیونکہ اگر اطمینان خاطر نہ ہو اور غم رہے تو
نیند نہین آتی یعنے ایسی اولاد دے کہ جس سے ہم آرام سے سوئین تیسرا قول
قرة عین سے رضامندی ہے یعنے ہمکو ایسی اولاد اور ایسی بیویان عطا فرما جن سے
ہم راضی رہین ابن عباس کہتے ہین کہ قرة العین سے مراد ہمکو ایسی بیوی اور اولاد
عنایت فرما کہ جو ہماری باتون کو سنے اور ہماری اطاعت کرے کیونکہ مومن آدمی

کے لئے اس سے بہتر کوئی خوشی نہین کہ اوسکی بیوی اور اولاد اطاعت گزار ہو کہ جسکو دیکھکر دل کو خوشی اور آنکھین ٹھنڈی ہون و اجعلنا للمتقین اماما یعنے ہم کو امور خیر کا پیشوا اور مقتدا بنا تاکہ ہم علم اور توفیق عمل صالح سے مراسم دین کو قایم رکھین لفظ امام کہا اور مراد اوس سے ائمہ رکھا یا مراد اوس سے واحد ہی ہے تو اوس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے لئے ایک ایسا پیشوا ے دین مقرر کر دے کہ ہم سب اوسکے تابعدار رہین ہمارا حکم اور ہمارا راستہ اوس کی وجہ سے ایک رہے بعضون نے کہا کہ یہ کلام مقلوب ہے اصل اس کی واجعل للمتقین اماما ہے بعض لوگون نے کہا کہ یہ صیغہ متکلم مع الغیر کے ساتھہ ہے یعنے ہمکو اور ہماری اولاد کو پیشوا قرار دے صاحب تفسیر نیشاپوری کہتے ہین کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دینی ریاست ایک ایسی مرغوب شے ہے جسے ہر شخص کو طلب کرنا چاہیئے۔ اہل سنت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ بندہ کا فعل بھی اللہ تعالے کا فعل ہے بندہ اپنے فعل کا آپ خالق نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ دین کی امامت نہین ہو سکتی مگر ساتھہ علم و عمل کے اور جب بندہ نے خدا سے اس امر کی دعا کی کہ تو ہمکو امام بنا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا عمل اور علم تیری ہی توفیق اور مدد سے ہے ہمکو کچھہ دخل نہین۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ (شعرا ع ۵)

اے میرے مالک مجھے حکومت عطا فرما اور نیکون کے ساتھہ مجھے ملا دے اور پچھلون مین میرا ذکر خیر جاری رکھہ اور نعمت جنت کا مجھے وارث گردان اور میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ گمراہون مین سے تھا۔ اور جسدن لوگون کا حشر و نشر ہو اوسدن

مجھپر سوامت کر۔ ف۔ حکم سے کیا مراد ہے اسکو سمجھنا چاہیئے۔ بعضون نے کہا حکم سے مراد علم اور سمجھہ اور عمل مین کمال تاکہ اوسکی وجہ سے انسان خلیفۃ اللہ کہلاے اور خلق کا سردار ہو بعضون نے کہا حکم سے مراد نبوت اور رسالت ہے بعضون نے کہا حکم سے مراد اللہ تعالےٰ کے حدود اور احکام کے مطابق فیصلہ کرنا اس دعا سے پہلے کئی ثنائیہ جملے آئے ہین جن سے اس امر کے طرف آگاہ کیا گیا ہے کہ دعا سے پہلے ثنائے باری تعالیٰ کرنا چاہیے۔

ضرورت ثنا وحقیقت دعا | دعا کی حقیقت یہ ہے ارواح بشریہ کو تشابہ ملایکہ سے ہوجائے جسقدر اللہ تعالےٰ کی معرفت اور محبت اور ذکر مین زیادہ اشتغال ہوگا اوسی قدر اوس کو عالم روحانیات سے اور فرشتون سے مشابہت ہوتی جائیگی اور جس قدر انسان کا مشغلہ لذائذ دنیوی کے طرف رہیگا اوسی قدر اوس کی مشابہت بہائم کیساتھ ہوتی جائیگی اور اوسی قدر اوس مین ضعف اور قوۃ تاثیر کی کمی بھی ہوتی جائیگی پس جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مین اپنے کو ذکر آلہی مین مشغول کرون اور ماہیت دعا کا انکشاف ہو اوس کو پہلے چاہیئے کہ ذات باری تعالیٰ کے اوصاف اور اوس کی ثنا اور عظمت کا ذکر کثرت سے کرے تاکہ اوس ذکر کی وجہ سے استغراق اللہ کی محبت اور معرفت مین زیادتی ہو جب یہ بات حاصل ہوجاتی ہے تو ایک طرح کی مشابہت ملائکہ سے ہوتی ہے اوس مشابہت کی وجہ سے اس کو ایک قوۃ آلہیہ منجانب اللہ ہوتی ہے اور وہی اوسکا قبلہ اور مطلوب دعا کا ہوتا ہے اور یہی مقام ہے کشف ماہیت دعا کا خلاصہ یہ کہ دعا سے پہلے ثنا واجبات دعا سے ہے اور اس مضمون سے جناب سرور کائنات کی اوس حدیث کا بھی مطلب حاصل ہوگیا جس مین آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے مجھہ سے ملنگنے کے لئے روک دیا مین اوسکو دوسرے ملنگنے والون سے زیادہ دونگا۔

اس دعا مین کئی باتین ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگین۔ پہلے حکومت کا سوال کیا دوسرے نیکوکارون مین شامل ہونیکا امام فخرالدین رازی رحمتہ علیہ فرماتے ہین یہان حکم سے مراد نبوت نہین ہے کیونکہ نبوت تو اونکو حاصل تھی بلکہ مراد یہان پر حکم سے تکمیل قوۃ نظریہ ہے اور یہ جب ہوتا ہے کہ انسان حق امر کی تلاش کرے اور الحقنی بالصالحین سے مراد اونکی قوۃ عملیہ ہے اور یہ قوۃ کامل جب ہوتی ہے کہ انسان نیکیون پر حسب طریقہ سنت عامل ہو کیونکہ کمال انسان کا یہ ہے کہ حق کو پہچان کر اوس کے مطابق عمل کرے ورنہ محض معرفت کارگر نہین ہوتی جب تک عمل اوس پر نہو اسی وجہ سے پہلے حکمت نظریہ کو بیان کیا پھر حکمت عملیہ کو۔

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین اور آنے والے لوگون مین میرا ذکر خیر باقی رکھہ یعنے دنیا مین جو لوگ میرے بعد آئین وہ میری تعریف اور میرا ذکر نیکی سے کرین۔ یہان پر استعارہ کیا ہے لسان سے کلمہ کا یعنے زبان کا لفظ کہتے ہین اور اوس سے مراد کلمہ رکھتے ہین اس لئے کہ زبان سبب ہے کلمہ کے نکلنے کا خداوند تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کر لیا کیونکہ ہر ملت ابراہیم علیہ السلام کو معظم اور مکرم سمجھتی ہے۔ اور خاص کر اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز مین التحیات پڑہنے کے وقت اون پر درود اور سلام بھیجتی ہے۔ امام مکی رحمتہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ مین میری اُمت مین ایسا شخص پیدا ہو جو حق پر قائم رہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے آپ اونکی نشانی ہین۔

امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ فرماتے ہین رب ہب لی الخ مین تین تاویلین ہین (۱) پہلی تاویل تو یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اس امر کو طلب کیا کہ جو دنیا اور آخرت دونون جگہ مین انسان کا کمال ذاتی ہے اور وہ علم ہے چنانچہ حکم سے مراد علم ہے پھر اللہ تعالی سے کمالات دنیا طلب کئے اور بعد اوس کے کمالات آخرت۔ کمالات دنیا کی دو قسمین ہین ایک داخلی دوسرے خارجی۔ داخلی کمالات کی پھر

دو قسمین ہین ایک خلق ظاہری دوسرے خلق باطنی وہ خلق ہے جو تعلق روح سے رکھتا ہے
اور خلق ظاہری وہ جو جسم سے تعلق رکھتا ہے چونکہ روح جسم سے افضل ہے اس لئے الحقنی
بالصالحین سے خلق باطنی کی تکمیل چاہی اب رہے کمالات خارجی تو وہ مال اور عزت ہی
چونکہ اس کو بھی ایک گونہ تعلق روح سے ہے اس وجہ سے کہ عزت نفس سے روح خوش
ہوتی ہے اس لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے بعد میرا ذکر خیر لوگون مین باقی رکھہ۔ اب
یہان پر سوال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس دعا سے غرض کیا تھی کیا یہ مقصود تھا
کہ لوگ میری تعریف کرین اور مین سراہا جاؤن حالانکہ ایسا نہین اس اعتراض کے
دو جواب ہین (پہلا جواب) تو یہ ہے کہ جن ارواح کا اثر جسم پر پڑتا ہے اوس کی دو قسمین
ہین ایک تو وہ ارواح جن کا اثر قوی ہوتا ہے دوسرے وہ ارواح جن کا اثر اجسام مین
ضعیف ہوتا ہے لکن جب ایک انسان ایسا ہو جس نے حد درجہ مین کمال پیدا کیا ہو
اور اوس کی تعظیم اور تکریم لوگون کے دلون مین جاگزین ہو جائے تو یہ خود ذکر خیر کا باعث
اور جب ہی حصول اثر کمالات کا دوسرون کے لئے اور ایسے شخص پر لوگون کا جمع ہونا
قوت پیدا کرتا ہے دوسرون کے لئے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی (دوسرا
جواب) اس کا یہ ہے کہ جو شخص اکتساب کمالات کی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے۔ تو
اوس کی مدح اور شہرت باعث ہوتی ہے اکتساب کمال کی اس لئے اونہون نے کہا
کہ میرا ذکر لوگون مین جاری رکھہ۔ تاکہ لوگ بہت ساری باتون مین میری اقتدا کرین چنانچہ
یہ دعا بھی قبول ہوئی الحمدللہ سب مناسک حج مین آپ ہی کی اقتدا کی جاتی ہے حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ساری باتون مین ملت ابراہیمی کی چال چلتے تھے بشرطیکہ
اوس کے خلاف وحی نہ نازل ہوئی ہو۔

واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم۔ اے مالک تو ہم کو اون لوگون مین شامل کر جو جنت کے
نعمتون کے وارث ہین۔ جیسا کہ انسان کو میراث بلا مشقت اور تعب کے حاصل ہو جاتی ہے

ویساہی ہمکو جنت کا وارث کر۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا حصول کچھ حسن عمل پر نہین ہے۔ بلکہ اوس کی فضل و عنایت پر ہے اور جنت کی اضافت جو نعیم کے طرف ہے یہ اضافت محل کی حال کی طرف کی گئی ہے اس سے مقصود کمال مبالغہ نعمار جنت کا بتلاتا ہے۔ جب پہلی آیت سے دنیا کی سعادت ابراہیم علیہ السلام مانگ چکے تو پھر آخرت کی سعادت مانگی اور لفظ میراث کا بغرض تشبیہ لایا گیا ہے جیساکہ دنیا کی نعمت میراثاً ملجاتی ہے ایساہی آخرت کی نعمت بھی میراث مین دنیا کے مشابہ ہے۔

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ اور اے مالک میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ سیدھے راستہ سے بھٹکا ہوا تھا **ف** یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے اس وجہ سے مانگی کہ اون کے باپ نے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ جب بعد کو انکار کیا تو ابراہیم علیہ السلام الگ ہوگئے

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ اور اے مالک مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کیجیو۔

**ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام کیون ایسی دعا مانگتے

شبہ ایک شبہ یہان یہ ہوتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اے مالک تو مجھے جنت کا وارث گردان تو پھر رسوائی نہ ہونے کا سوال بیکار تھا۔ دوسرے یہ کہ جب رسوائی اور عذاب کافرون کے لئے ہے تو معصوم انبیا کیون اس سے ڈرین

جواب شبہ اس کا جواب یہ ہے کہ نیکون کی نیکیان مقربین کے حق مین برائیان ہین اور سلوک کے مقامات مین ہر ایک ادنی مقام دوسرے مقام اعلی کے نسبت کرتے رسوائی ہے پس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مقامات سلوک کے طے کرنے مین یا تیری عبادت مین ہم سے کسی قسم کا قصور ہو جس مین ہماری رسوائی ہے سو ایسی رسوائی بھی ہم کو قیامت مین نہ دکھلا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ایسی حالت مین ملینگے کہ گرد و غبار اونکے

چہرے پر ہوگا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے پوچہینگے کیون مین نہ کہا تہا کہ تم میری نافرمانی نہ کروان کے باپ کہینگے آج کے دن سے مین نافرمانی نہین کرونگا پہر ابراہیم علیہ السلام جناب باری مین عرض کرینگے اسے مالک میرے تونے وعدہ کیا تہا کہ قیامت کے دن رسوا نہ کرونگا اب اس سے بڑہکر کیا رسوائی ہے کہ باپ میرا مجہسے الگ ہے اللہ تعالے فرمائیگا مین نے تو جنت کافرون کے لئے حرام کردی ہے۔ پہر اللہ تعالے فرمائے گا اسے ابراہیم تم اپنے پیرون کے نیچے دیکہو نیچے دیکہینگے تو ایک ترس ذبح کیا ہوا دکہائی دیگا پہر وہ آگ مین ڈال دیا جائیگا۔

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَھْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ (شعرا ۹ ع) اسے اللہ میری قوم جو جو برے افعال (یعنے لواطت وغیرہ) کرتی ہے ان بدکامون سے مجہکو اور میرے اہل کو نجات دے یا اس بدکاری کی سزا مین جو اونکو عذاب ملنے والا ہے اوس سے مجہکو بچالے **ف** یہ دعا لوط علیہ السلام نے جب مانگی کہ جب اونکی قوم کو لواطت کی عادت ہوگئی تہی نعوذ باللہ من شر الشیطن ۔ اللہ تعالی نے پتہر کا عذاب برسایا سب قوم ہلاک ہوئی لوط علیہ السلام اور اون کے اہل (سوائے لوط علیہ السلام کی بیوی کے) سب بچ گئے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (شعرا ۱ ع) نوح علیہ السلام نے کہا اسے میرے مالک میری قوم نے مجہے جہٹلایا اب ہمارے اور ہمارے قوم کے درمیان حق فیصلہ کردے اور مجہکو اور میرے ساتہ جو دوسرے ایماندار لوگ ہین اون کو ڈوبنے سے نجات دے **ف** یہ دعا نوح علیہ السلام کی یہان مجمل ہے اس کی تفصیل سورہ نوح مین مفصل ہے آیندہ اسکا بیان آتا ہے۔ یہان مختصر ہم یہ بیان کرتے ہین کہ اونہون نے اس دعا مین یہ کہا اسے مالک باوجودیکہ مین ساڑہے نوسو برس تک قوم کو توحید کے طرف بلایا لکن وہ میری تکذیب پر اصرار ہی کرتی رہی اب

اب ہمارے اور اون کے درمیان حق فیصلہ کردے یعنے عذاب اور ہلاکت اون پر نازل کر اللہ تعالے نے (سواے نوح اور اون کے ساتھیون کے جو کشتی پر تھے باقی) سب کو ہلاک کردیا

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ (نمل ۳ ع) اے مالک مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر ادا کرون یا ہمکو اپنی شکران نعمت کا پابند کردے اور اس امر کی بھی توفیق دے کہ اس احسان کا بھی شکر بجالاؤن جو تونے ہمارے ماں باپ پر کیا ہے اور اس بات کی بھی ہمکو توفیق دے کہ ہم وہ کام کرین جو تیری بارگاہ مین پسندیدہ ہو اور اپنی مہربانی سے ہمکو اپنے نیک بندون مین شامل کرلے **ف** جار اللہ زمخشری اس جملہ کی تقدیر کہتے ہین یہ ہے اجعلنی ازع شکر نعمتک عندی واکفہ وارتبطہ لاینفلت عنی لا انفک شاکرا لک یعنے مجھے ایسا کردے کہ مین شکر پر لگا رہون اور وہ شکر مجھسے کبھی جدا نہ ہو واحدی کہتے ہین کہ اوزعنی کے معنے الھمنی کے ہین یعنے ہم کو شکر کا الہام کر اور وزع کے معنے ولع کے بھی ہین یعنے ہم کو شکر کا شیفتون کردے قرطبی نے کہا کہ اوزعنی کی اصل وزع ہے جس کے معنے منع کے ہین اس صورت مین معنے ہونگے کفنی عما یسخطک یعنے اے اللہ مجھے ایسی باتون سے روک دے جو تیرے غضب کا موجب ہو زجاج نے کہا اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ مجھے روک دے کفران نعمت سے یعنے کفر کو چھوڑ کر مین شکر کرون یہان ملزوم کو چھوڑ کر لازم کی تفسیر کی گئی ہے نعمت سے مراد نبوت اور سلطنت اور علم ہے علی والدی یعنے اے اللہ جیسا کہ مین اوس نعمت کا شکر ادا کرون جو تونے مجھے عطا فرمائی ہے ویسا ہی مین اوس نعمت کا شکر بجالاون جو تونے میری والدین کو دی ہے والدین کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ والدین پر جو نعمت ہے وہ اولاد پر بھی ہے اور خاصکر جبکہ وہ نعمت دینی ہو۔

جب سلیمان علیہ السلام نے سوابق نعمت کا ذکر کیا تو اب لواحق نعمت کو بیان کیا اور

تماصکر وہ جبکہ نعمت دیتی ہو- اسی وجہ سے کہا ان اعمل صالحا یعنے اے اللہ تو توفیق دے
کہ اپنے بقیہ عمر مین ایسا عمل کرون کہ جس سے تو راضی ہو جائے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ
انبیا کا درجہ تو صالحین سے بڑہکر ہے پھر انبیا کا یہ کہنا کہ اے مالک تو مجھے نیکوکارون مین
داخل کر گویا مرتبہ تحت کو مانگنا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہان صالحین سے مراد صالح کامل ہے
اور صالح کامل اوس کو کہتے ہین کہ جو اللہ تعالے کی کسی حالت مین نافرمانی نہ کرے اور نہ کسی
قسم کا گناہ کرے اور یہ سب سے بلند درجہ ہے جب یہ بیان کر چکے تو پھر اس امر کی خواہش کی
کہ جو نتیجہ ہی عمل صالح کا یعنے جنت مین مجھے نیکوکارون کے زمرے مین شامل کر یہان پر فی معنی مین
مع کے ہے اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنت جو پرہیزگارون کا گھر ہے وہ محض خدا
کی مہربانی سے ملے گا نہ عمل سے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَدِّدُوْا
وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اَحَدٌ بِعَمَلِهٖ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ یعنی اوسکے راستے مین مضبوط رہو اور اللہ کا قرب
ڈھونڈو اور اس بات کو بخوبی جان رکھو کہ جنت مین کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے نہ جائیگا
صحابہ نے کہا کیا آپ بھی آپ نے فرمایا ہان مین بھی جب ہی جنت مین جاؤنگا جبکہ اللہ
مجھے اپنی رحمت سے داخل کرے سبحان اللہ کیا ارشاد مبارک ہے اور کیا دعا ہے جو
سلیمان علیہ السلام نے مانگی اللہم انی ادعوک بما دعاک نبیک سلیمان علیہ السلام ان تقبل
منی سلسلہ علوم القران وتفضل علی بالاتقان وان کنت مقصرا ان اوضح معانی الفرقان کما ینبغی
ولکن فضلک اوسع ومواہبک اجزل وہو سبب الفوز ورحمتک ارجی عندی من عملی یا رب العالمین
یا ارحم الراحمین۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ (نمل ۳ع) بلقیس شاہزادی سبا نے کہا اے مالک مین نے اپنے
نفس پر ظلم کیا اور مین نے سلیمان کے ساتھ پروردگار عالم کی اطاعت قبول کرلی۔

ف جب بلقیس کا تخت سلیمٰن علیہ السلام کے پاس لایا گیا اور سلیمان علیہ السلام نے دربار شیشہ محل مین حاضر ہونے کا حکم دیا تو فرش بلورین کو پانی کا حوض سمجھکر اپنے پائنچے چڑہا لئے لگین لوگون نے کہا یہ فرش بلورین ہے یون ہی آئیے اس پر بہت شرمندہ ہو کر یہ دعا مانگین یعنے مین نے جو یہ گمان کیا کہ پانی ہے اور اس مین مجھکو ڈوبانے کی غرض سے بلایا گیا ہے یہ میرا گمان غلط ہے اس بدگمانی سے مین معافی چاہتی ہون یا یہ کہ پہلے جو آفتاب کی مین نے پرستش کی اوس سے مین نے توبہ کی اور مین نے سلیمٰن کے موافق توحید کو اختیار کیا اور اپنے مالک رب العالمین کی پوری فرمان بردار ہوگئی۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ (قصص ۲ ع) اس دعا کا قصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شہر سے باہر چلے جا رہے تھے دیکھا تو دو آدمی لڑ رہے ہین ایک اسرائیلی ہے دوسرا فرعونی اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد چاہی کہ قبطی ناحق ناروا مجھے مارے ڈالتا ہے موسیٰ نے قبطی کو ایک مکہ مارا اوس کا کام تمام ہوگیا۔ موسیٰ نے کہا لو یہ شیطانی حرکت مجھہ سے سرزد ہوگئی پھر یہ دعا مانگی اے مالک مین نے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا تو مجھے بخشدے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے اور کہا اے مالک اگر تو مجھہ پر یہ احسان کرے کہ اس قصور کو (جو مجھہ سے اس وقت ہوگیا ہے) معاف کردے تو آیندہ سے مین کبھی مجرمون کی مدد نہین کرون گا ف جب انبیا علیہ السلام معصوم ہین تو اون سے یہ قصور کیسا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فعل موسیٰ علیہ السلام سے اوس وقت ہوا جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے کیونکہ نبوت اونکو اس واقعہ کے بعد ملی ہے۔ بعضون نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اونہون نے مغفرت اس وجہ سے مانگی کہ جو بات بہتر تھی اوس کو چھوڑ دیا یعنے ترک اولی کی وجہ سے معافی چاہی کیونکہ اولی یہی تھا کہ اس ظالم کو سمجھاتے۔ یا مراد اس سے یہ ہے کہ مین نے

اپنے نفس پر ظلم کیا کہ جو اوس کافر کو مارا کیونکہ اگر فرعون کو معلوم ہو جائیگا تو مجھے وہ قتل کریگا تو گویا مین نے اپنا آپ خون کیا بعضون نے کہا کہ اغفرلی اپنے حقیقی معنے پر ہے یعنے اے اللہ اس واقعہ کو مستور اور پوشیدہ رکھہ تاکہ فرعون کو خبر نہ ہو لکن یہ تاویل خلاف ظاہر ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ اس فعل سے نادم رہے۔ بعضون نے کہا یہ فعل اون کا مکلف اور بالغ ہونے سے پہلے کا تھا کیونکہ اوس وقت اونکی عمر ۱۲ برس کی تھی اسمین توکسی کا شک نہین ہے کہ تمام انبیا کبایر سے معصوم ہین اب رہا قتل تو ہوسکتا ہے کہ یہ فعل اون سے عمداً صادر نہ ہوا ہو اور جب عمداً نہ ہوا تو کبیرہ بھی نہین کیونکہ مکہ مارنے سے آدمی مرتا نہین۔ بعضون نے کہا کہ یہ فعل اون کا گناہ ہی نہین تھا کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو سزا دینا سب ادیان اور شرائع مین ہے۔

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (قصص ۲ع) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ مجھے (فرعون کی) قوم سے جو ظالم ہے نجات دے اور اون کی بلا ہم سے دفع کر دے اور تو ہم کو اپنی حفاظت مین لے تاکہ فرعون کے لوگ جو مجھہ کو پکڑنے کے لئے نکلے ہین وہ ہم سے نہ ملنے پائین ف جب موسیٰ علیہ السلام قبطی کو مارنے کے بعد فرعون سے ٹھکر مصر سے مین کو بھاگے تو اوس وقت یہ دعا مانگی

فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (قصص ۳ع)

(قصہ) جب موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے مدین کا راستہ لیا تو راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ شہر مدین کے کوئین پر لوگون کی ایک بھیڑ جانورون کو پانی پلا رہی ہے اور وہان دو عورتین الگ اپنی بکریون کو روکی کھڑی ہین موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنی بکریون کو پانی کیون نہین پلاتے وہ کہنے لگین ہم تو اوس وقت تک پانی نہ پلاینگے جب تک بھیڑ نہ چھٹ جاے ہمارا باپ بوڑھا ہی اوس مین طاقت نہین کہ بکریون کے ساتھہ آے اس لئے ہم خود اپنی بکریان لے آئین ہین موسیٰ علیہ السلام بکریون کو پانی پلا کر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوگئے۔ جب بھوک

کی شدت ہوئی پیٹ پیٹھہ سے لگ گیا تو بالکل صبر نہو سکا تو یہ دعا مانگی وہ بھی سبحان اللہ کس ادب و لحاظ سے اے میرے مالک اس وقت جو کچھ نعمت تو مجھہ پر اتارے مین اوس کا محتاج ہون ف اخفش کہتا ہے کہ یہان لام بمعنی الی ہے جیسا کہ مفتقر لہ کہہ سکتے ہین ویسا فقیر الیہ بھی کہہ سکتے ہین ابن عباس نے کہا اگرچہ موسیٰ علیہ السلام تمام مخلوقات مین مکرم تھے لکن جب بھوک سے اون کا پیٹ پیٹھہ سے لگ گیا اور ایک کہجور تک اون کو نہین ملا بھوک سے اون کی پیٹ کے گہانس کی سبزی کہائی دینے لگی تب اوس وقت یہ دعا مانگی ایک روٹی کا ٹکرا ہی ملجائے تا کہ شدت بھوک سے نجات ملے اور اس دعا کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مین گو فرعون کے پاس بہت عیش و آرام سے ہون لکن ظالمون کے پنجے سے نجات ملنا اور ایسی دنیا جس مین ظلم ہو نکل جانا ہی بہتر ہے جا۔ اللہ زمخشری کہتے ہین لما مین انسی شے کے معنے ہین یعنے جو کچھ ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت مین اس وقت محتاج ہون یہان فقر کا تعدیہ الی کے ساتھہ نہ کر کے لام کیساتھہ اس وجہ سے کیا گیا کہ اسمین تضمین رکھی معنے سوال کی یعنی انی سائل و طالب لما انزلت الیّ من خیر یعنے اے اللہ مین سائل اور طالب ہون تیری جناب مین خیر کا۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ (عنکبوت س ع) جب لوط علیہ السلام اپنی قوم کو افعال شنیعہ سے روکتے رہے تو جب اونہون نے نہ مانا تو عذاب سے ڈرایا پھر بھی نہ مانا تو قوم لوط نے کہا اچھا اے لوط اگر تم عذاب خداوندی سے ڈراتے ہو تو اوس عذاب کو لے آو تب اپنی قوم سے ناامید ہوے اور یہ دعا مانگی لیعنے اے اللہ تو اون پر عذاب نازل کر کے میری اون پر مدد کر مین نے جو اون سے کہدیا ہے کہ عذاب نازل ہونے والا ہے اوس کو کر کے دکہا دے اور مفسدین اس وجہ سے کہا کہ یہ علاوہ لواطت کے لوگون کو گناہون کے کامون پر مدد بدکاری کے کامون پر آمادہ کرتے تھے یا اس وجہ سے اون کو مفسدین کہا کہ پہلے پہلے اس فعل بد (لواطت) کا طریقہ اونہون ہی نے ڈالا تھا دوسرے لوگ

بھی اون کا دیکھا دیکھی کرنے لگے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے جو شخص کسی برے امر منکر کو ایجاد کرتا ہے اور لوگون کو سیدہے راستہ سے روکتا ہے اُس کو ہم دونا اور دونا عذاب دینگے اس وجہ سے کہ وہ زمین مین فساد کرتے تھے اگر غور سے دیکھا جاوے تو فی الحقیقت فعل لواطت افساد ہے اسوجہ کہ خلاف فطرہ یعنے کھیتی جہان پر ہوتی ہے وہان تخم نہ ڈال کر دوسری جگہ ڈالنا تخم کو غارت کرنا ہے اور یہی افساد ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا۔ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ (فاطر ۴ ع) دوزخی دوزخ مین چلا کر یہ دعا مانگینگے اے مالک ہمارے ہمکو یہان سے نکال لے (یعنے ہمکو پھر دوبارہ دنیا مین بھیجدے) اسکے بار اچھے کام کرینگے جیسے پہلے برے کام کرتے تھے ویسے نہین کرینگے (پروردگار اونکو جواب دیگا) کیا ہم نے دنیا مین تم کو اتنی عمر نہین دی تھی۔ اگر کسی کو سوچنا منظور ہوتا تو سوچتا اور اس کے علاوہ تمہارے پاس ڈرانے والا (پیغمبر بھی) پہونچا جب بھی تم نے نہ مانا) اب (سزا تم کو یہی دیجاتی ہے) کہ اپنی نافرمانی کا بدلہ چکھتے رہو نافرمانونکا کوئی مددگار نہین ف یعنے دوزخی دوزخ مین چلا چلا کر یہ کہینگے کہ پروردگار ہم کو جہنم سے نکال دے ہم وعدہ کرتے ہین کہ شرک اور گناہ کے کام نہین کرینگے بلکہ ایمان لا کر توحید اور اطاعت کو اختیار کرینگے جواب دیا جایگا کہ کیا ہم نے تم کو دنیا مین ۶۰ یا ۷۰ برس کی عمر نہین دی تھی یہ تو بہت مہلت تھی اولم نعمرکم کا استفہام توبیخی ہے یا تقریعی یعنے تم کو اس امر کی ملامت کی جاتی ہے کہ باوجود اس قدر مہلت دینے کے تم ہم سے غافل رہے پھر عمر کے علاوہ اپنی حجت بھی ہم نے قایم کی یعنے پیغمبرون کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا جب تم نصیحت پذیر نہ ہوئے تو اب کیا ہوتا ہے اپنے کرتوتون کی سزا چکھو۔ بھلا کہین بے انصافون کا بھی کوئی مددگار رہوتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (صافات ع ۳) اے پروردگار مجھے
کوئی نیک بیٹا عنایت فرما۔ ف جب ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس مین تشریف لائے
تو اونہون نے یہ دعا مانگی اے مالک تو مجھے ایسا نیک بیٹا عطا فرما جو تیری اطاعت
مین میری مدد کرے اور غربت مین میرا مونس اور غمخوار رہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اور
یہ کافر ٹھٹے سے یہ کہتے ہین مالک ہمارے جو کچھ حصہ عذاب یا ثواب قبل حساب کے دن
کے ہو ہم کو جلدی سے (یہین دنیا مین) دے ڈال اے پیغمبر ان کے باتون پر صبر کئے
رہو۔ ف۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب سے ڈرایا تو کفار مسخرگی
سے دعا مانگے اگر ہمارے حصہ مین جنت ہو یا دوزخ تو وہ ہم کو یہین قبل قیامت کے
کیون نہین دیتا۔ یہین ہمکو مل جاوے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
تسلی کے لئے فرمایا یہ جو کہہ رہے ہین ان کو کہنے دو اور صبر کرو ہم سمجھ لینگے فرا کہتا ہی
کہ قط کے معنے نصیب اور حصے کے ہین۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ
بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص ع ۲) سلیمان علیہ السلام
نے کہا اے میرے مالک مجھکو بخشدے اور مجھکو ایسی سلطنت دے جو میرے بعد
کسی کو حاصل نہ ہو بیشک تو بڑا دینے والا ہے ف اگرچہ انبیا علیہم السلام کا طلب
مغفرت کرنا اور اپنے گناہون کی ہر وقت معافی چاہنا از راہ تذلیل نفس و بغرض اظہار
ذلت وخشوع ہوتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے چھوٹے سے قصور کو بڑا قصور سمجھکر مغفرت
مانگی جاتی ہے۔ چنانچہ سلیمن علیہ السلام نے اسی بنا پر اپنے قصور کی معافی چاہی ہوا یہ کہ
سلیمن علیہ السلام کی نشتر بیویان تھیں ایک دن یون کہہ بیٹھے اگر مین آج شب کو سب
بیویوں کے پاس جاؤن گا تو ۷۰ لڑکے پیدا ہونگے اور وہ اللہ کی راہ مین جہاد کرینگے

انشاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول گئے کسی بیوی کو حمل نہ رہا۔ ایک بیوی کو ہوا بھی تو گیا۔ بچہ
وہ کرسی پر لاکر ڈالا گیا۔ غرض کہ اسی بھول پر ایسی مغفرت چاہی بعض کہتے ہین کہ ادنہون
نے ایک عورت جبراوہ نامی سے عقد کیا تھا اوس کو بہت چاہتے تھے وہ فریق جھگڑا
اپنا حضرت سلیمٰن علیہ السلام کے پاس لیکر آئے اوس مین سے ایک فریق بیوی
کے طرف کا تھا۔ اپنے بیوی کے طرف وار دن کے طرف فیصلہ کرنا چاہا اس پر عتاب
ہوا۔ پھر فیصلہ اون کے درمیان حق کے ساتھ کیا۔ امام واحدی کہتے ہین کہ اکثر مفسرین
کا یہ قول ہے کہ سلیمٰن علیہ السلام نے ایک بادشاہ کی لڑکی سے شادی کی وہ اپنے گہر
مین بت رکھکر پوجتی تھی سلیمٰن علیہ السلام کو اس امر کی خبر نہ ہوئی اس غفلت کی وجہ سے
اللہ تعالےٰ نے اون کی سلطنت ۴۰ دن تک چہین لی اور صخر جنی نے سلطنت کی
کعب احبار کہتے ہین کہ آفتاب ڈہل چکا تھا اصیل گھوڑے دیکہنے مین ایسے مشغول
ہوئے کہ شام ہوگئی عصر کی نماز جاتی رہی اس پر افسوس کیا اور کہا مین مال کی محبت
مین اپنے پروردگار کی یاد سے غافل رہا غصے مین آنکر سب گھوڑون کے پیر اور
گردنین کاٹ دین یہ جو ظلم گھوڑدن پر ہوا اوس کی مغفرت چاہی۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ
نے سلیمٰن علیہ السلام کو ایسی سلطنت دی کہ کسی کو نہ ملی۔ ہوا اور جن اور پری اور انسان
سب آپ کے مسخر تھے۔ صحیح حدیث مین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
شریر جن رات کو میری نماز توڑنے کے لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھکو اوس پر غالب کردیا
جی مین آیا کہ مین اوس کو مسجد کے ایک ستون سے باندہ دون لکن مین نے اپنے بھائی
سلیمٰن علیہ السلام کی دعا کا خیال کیا کہ اونہون نے یہ دعا کی تھی کہ مجھکو ایسی بادشاہت دے
جو کسی کو نہ ملی ہو اس لئے مین نے اوس کو چھوڑ دیا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ (ص ع ۴)

دوزخی دوزخ مین یہ دعا کرینگے اے ہمارے مالک جس شخص نے ہم سے پہلے اس کام کو

کیا ہے جس کی وجہ سے ہم کو یہ عذاب سہنا پڑا اوس کو دوزخ مین دونا عذاب کر ف
ایک عذاب تو گمراہی کا دوسرا عذاب گمراہ کرنے کا۔

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيْ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (ص ع ۵) ابلیس نے کہا ای
مالک ہمکو اوس دن تک مہلت دے جب سب لوگ دوبارہ زندہ ہو کر اوٹھائے
جائینگے۔ ف اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندون کی اطاعت کا امتحان لینے کے غرض سے
اوس کو صور کے پھونکے جانے تک مہلت دیدی تاکہ دیکھے کون خدا کی اطاعت کرتا ہے
اور کون شیطان کی۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۔ (زمر ۵ ع)

اے اللہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے اور چھپے اور کہلے باتون کو جاننے
والے جس امر مین تیرے بندے جھگڑے کر رہے ہین توہی اون کے درمیان فیصلہ
کرنے والا ہے ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اوس وقت مانگی جب کہ
مشرکین کا ظلم وستم انتہا درجہ کو پہنچ گیا تھا فاطر السموات والارض کو نصب ندا کی راہ سے
ہے انت تحکم الخ سے مراد اے اللہ تیرے بندے جس امر مین اختلاف کر رہے ہین توہی
ان کے بارے مین حق فیصلہ کر ہم کو فیصلہ کرنے کا کچھ اختیار نہین ہے یعنے جو بندے
ہدایت اور گمراہی مین اختلاف کر رہے ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے کو حق کہتا ہے اور
جو فرقہ حق پر ہے اوس کو باطل سمجھتا ہے توہی ان کے بارے مین فیصلہ کرنے والا ہے
دوسرے طور پر اس آیت کی توضیح یہ ہے کہ اے اللہ جس نے اپنے عمل اچھے کئے
ہین اوس کو ثواب دینے والا اور جس نے عمل برے کئے ہین اون کو عذاب دینے والا
توہی ہے کیونکہ اُس وقت ظاہر ہوجائیگا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر یعنے ہم
ان کفار کو شرک اور کفر کو چھوڑکر توحید اور اسلام کے طرف بلا رہے ہین اور یہ کفار

اشقیا ہے ازلی اپنے کفر اور شرک کو حق مجھکر اسی پر اڑے پڑے ہیں تو ہی ان پر عذاب یا دولت اتار کر فیصلہ کر۔ ابن مسیب کہتے ہیں کہ یہی ایک آیت ہے کہ جو اس آیت کو پڑھکر دعا مانگے اللہ تعالے فوراً اوس کی دعا قبول کرتا ہے ربیع بن خثیم بہت کم سخن تھے جب اونکو قتل امام حسین علیہ السلام کی خبر پہنچی تو لوگون نے کہا کہ اس حادثہ کے وقت ضروریات کرینگے پھر اونہون نے ایک آہ کی اور یہ آیت پڑھی امام بیہقی رحمۃ اللہ نے کتاب الاسماء والصفات مین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب جناب سرور کائنات رات کو تہجد کی نماز کے لئے کہڑے ہوتے تو نماز کو اس دعا سے شروع کرتے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اس دعا مین کئی خوبیان ہین پہلی خوبی اس دعا مین یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنی قدرت تامہ کو بیان کیا ہے اور قدرت تامہ اوس کی یہی آسمان اور زمین کا پیدا کرنا ہے دوسری خوبی جو جملہ عالم الغیب والشہادہ مین ہے وہ یہ ہے کہ اسمین اشارہ اس امر کے طرف ہے کہ اوس کا علم کامل ہے کوئی پوشیدہ اور ظاہر امر اوس سے مخفی نہین قدرت کے ذکر کو علم پر اس واسطے مقدم کیا کہ علم قدرت مطلق علم پر مقدم ہے کیونکہ جس شخص کو کہ اس امر کا علم ہوگا کہ مین اس کام پر قادر ہون تو اوس کو اس امر کا بھی علم ہوگا جو کچہ اوس مقدورات کے تحت مین ہین اوس کو بھی مین جانتا ہون غرضکہ علم قدرت اشیاء کو تقدم ہے علم اشیاء پر جب اس کا ذکر ہوچکا تو اصل مدعا بیان کیا گیا۔ آیت انت تحکم سے مراد یہ ہے کہ مین جو توحید کا وعظ کرتا ہون اوس سے ان کو نفرت ہوتی ہے اور شرک کے باتون کے سننے سے ان کو خوشی ہوتی ہے ان کا یہ فعل عقلاً اور نقلاً خلاف ہے باوجود اس حماقت کے یہ دہی بد اعتقادی اور مذہب باطل سے الگ نہین ہوتے

اور اسی پر اڑے ہوئے ہین ان کے سوء اعتقادی کے زایل کرنے اور ان کے مذہب باطل کے مٹنے پر توہی قادر ہے اور توہی فیصلہ کنندہ ہے۔

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

(مومن ا ع) عرش کے اوٹھانے والے فرشتے اور وہ فرشتے جو عرش کے گرد ہین وہ سب اپنے مالک کی تسبیح اور تحمید کرتے ہین اور اوسپر ایمان رکھتے ہین اور ایمان والون کے لیے بخشش کی دعا مانگتے ہین۔ یہ کہتے ہین اے ہمارے مالک تیری رحمت اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ جو لوگ توبہ کرتے ہین اور تیرے بتائے ہوئے راستے (یعنی سچے دین پر) چلتے ہین اون کو تو بخشدے اور دوزخ کے عذاب سے اونکو بچالے اے ہمارے مالک ایسا کر کہ اون کو اور اون کے ماں باپ دادون اور بی بیون اور اون کی اولاد مین سے جو نیک ہون اون کو ہمیشہ رہنے کے باغون مین لیجا (جن کے دینے) کا تو نے وعدہ کرلیا ہے بے شک توہی زبردست حکمت والا ہے اور قیامت کے دن اون تمام برائیون اور تکلیفون سے بچالے اور جس کو تو نے اس دن برائیون سے بچا لیا اوس پر تو نے بڑا رحم کیا۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے **ف** یہ دعا اُن فرشتون کی ہے جو حاملین عرش رب العالمین ہین اللہ تعالے اون فرشتون کی دعا کو بسبیل حکایت بیان کرتا ہے اور وہ مومنین کے لئے اس طرح سے دعا مانگتے ہین اس دعا مین یہ مبالغہ

کیا گیا ہے کہ پہلے ذات باری تعالیٰ کی تعریف کی گئی یعنے اے مالک تیری شان رحمت
اور تیرا وسعت علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگرچہ علم کو تقدم ذاتی ہے رحمت پر لکن چونکہ
موقعہ استغفار کا تھا اور مقصود بالذات مغفرت تھی اس لئے رحمت کو پہلے بیان کیا اور علم
کو بعد لِلَّذِيْنَ تَابُوْا سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے گناہ اور شرک سے توبہ کی ہے یعنے
اگرچہ اون پر گناہ کا وبال پڑے گا لکن پھر بھی اونکو بوجہ تائب ہونے کے اور تیری راہ
یعنے اسلام پر چلنے کی وجہ سے اونکو بخشدے وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ اس لئے لایا گیا کہ اونہون نے
صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ تیرے راستہ پر چلے دوسری درخواست یہ کی کہ تو اون کو
عذاب جحیم سے بچالے یعنے اون کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھہ یعنے تو اون کو دوزخ
کے عذاب سے اس طرح بچا کہ اون کو توفیق دے کہ وہ شریعت پر قایم رہین تاکہ تیری
نعمت اون پر پوری ہو کیونکہ تونے موعدہ کیا ہے جو عمل حسنہ کرلے گا اوس کو دوسرا اجر
دیا جائے گا رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ مین اس امر کا عطف وَقِهِمْ پر ہے اور جملہ ندائیہ جو رَبَّنَا لایا گیا ہے
وہ بغرض مبالغہ وتکرار ذکر باری تعالےٰ لایا گیا ہے۔ اور الَّتِي وَعَدْتَّهُمْ یہ صفت جنات کی ہے
یعنے وہ جنات ایسے ہین جس کا تونے وعدہ کیا ہے۔ صلاحیت سے مراد ایمان اور
عمل علی الشریعۃ ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا ہوتا ہے وہی دخول جنت کے قابل ہوتا ہے۔
اب اسمین اختلاف ہے کہ وَمَنْ صَلَحَ کا عطف کس پر ہے بعض کہتے ہین کہ وَعَدْتَّهُمْ مین هُم
جو ضمیر ہے اوس پر ہے ای وَعَدْتَ مَنْ صَلَحَ اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ جو اونکی
مان باپ اور ذریات مین صالح ہین اونکو بھی داخل کر لکن اولیٰ یہ ہے کہ وَمَنْ صَلَحَ کا عطف
اَدْخِلْهُمْ پہ ہو کیونکہ اس صورت مین صراحت کیا تھا ہوگی یعنے جیسا کہ تونے اون کو داخل کیا
ویسا ہی اون کے مان باپ کو بھی داخل کر اور دوسری صورت مین اون کا داخل ہونا
ضمناً ہوگا یعنے مشروط ہوگا اونہین کیساتھہ جن کے ساتھہ وعدہ ہوا ہے خلاصہ یہ کہ اے مالک
تو اونکی خوشی کو پورا کر یعنے جیسا کہ اون کو جنت مین داخل کیا ہے ایسا ہی اون کے

صالحین ماں باپ کو بھی جنت مین داخل کر انک انت العزیز الحکیم یعنے تو غالب اور
کثیر الحکمت ہے وقہم السیات مین وقایت کر معنے حفاظت کے ہین ای احفظہم عن العقوبات
وجزاء السیئات یہان مضاف مقدر اور محذوف ہے قتادہ کہتے ہین اس جملہ کی تقدیر
وقہم السوء ہم من العذاب ہے۔ دوسری دعا دوزخ کے عذاب اور قیامت کے عذاب
اور حساب اور سوال کے عذاب سب کو شامل ہے اور جملہ وقہم عذاب الجحیم صرف دوزخ
کے عذاب کو غرضکہ اس جملے مین تخصیص کے بعد تعمیم بغرض توضیح کی گئی یومئذٍ سے مراد قیامت
کا دن ہے اور تنوین اوس کی تنوین عوض ہے جو کلام مین موجود نہین ہے صرف سیاق
کلام سے سمجھہ لی جاتی ہے اس جملہ کا مضاف الیہ محذوف ہے ای یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ
ومن تشاء النار یعنے جس دن کہ تو جس کو چاہے دوزخ مین ڈالے اور جس کو چاہے
جنت مین ڈالے اوس دن تو تائبین کو بچالے یعنے قیامت کے دن بعضون نے
کہا کہ اس کی تقدیر یوم اذ تواخذ بہا ہے یعنے جس دن تو گناہون کی وجہ سے اون پر
مواخذہ کرے گا اوس دن تو اون کو بچالے جس کو تونے اوس دن بچا لیا اوس پر تو نے
بڑا رحم کیا کیونکہ تونے اوس کو عذاب سے بچایا اور جنت مین داخل کیا۔ وَذٰلِکَ
ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْم اور یہی بڑی کامیابی ہے یعنے جنت مین داخل ہونا اور گناہون سے بچنا
یہ ایسی کامیابی اور ایسی نجات ہے اُس کی مثل کوئی کامیابی اور نجات نہین کیونکہ جو اعمال
منقطعہ تھے اوس کی جزا ایسی نعمتون سے ملی جو غیر منقطع ہین اور ایسے اعمال جو بالکل حقیر
تھے اوس کے معاوضہ مین ایسی سلطنت اور ایسی نعمت ملی کہ اوس کی عظمت اور شان
کے سمجھنے مین عقول قاصر ہین۔ مطرف کہتے ہین کہ فرشتے مومنین کے لئے سب سے
زیادہ خیرخواہ ہین اور شیاطین مومنین کے لئے سب سے زیادہ بدخواہ ہین اور اسی
بدخواہی کی وجہ سے انسانون کو دہوکا دیتے ہین۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ (مومن ۲ ع) دوزخی جب دوزخ مین جاینگے تو وہان کی تکلیفین دیکھکر اپنی جان سے بیزار ہو جاینگے پہر یہ کہینگے مالک ہمارے تونے دو بار ہم کو مارا اور دو بار ہمکو جلایا اب تو ہم اپنے گناہون کا اقرار کرتے ہین کیا یہان سے نکلنے کا بھی کوئی رستہ ہے ارشاد تعالےٰ فرمایگا اب نکلنے کا کوئی رستہ نہین **ف** دو بار کی موت سے مراد یہ ہے کہ پیدائش سے پہلے آدمی بیجان تھا وہ ایک موت دوسری موت جو آنے والی ہے اسیطرح دو زندگیان ہین ایک دنیا کی ایک آخرت کی بعضون نے کہا پہلی موت دنیا کی موت اور پہلی زندگی قبر مین سوال کیوقت زندہ ہونا پہر دوسری موت قبر مین سوال کے بعد مرنا پہر دوسری زندگی آخرت مین اوٹھنا غرضکہ دو زندگیان اور دو موتین ہو چکین اب کوئی رستہ ہمارے نکلنے کا بھی ہے اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائے گا اب کچھ نہین ہو سکتا۔ تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی جب توحید کے لئے تم کو پکارا جاتا تو اوس کی توحید کا انکار کرتے اور گوسالہ پرستی شرک پرستی بت پرستی ہوا پرستی کے طرف بلائے جاتے تو بہت خوشی سے اوس کی تصدیق کرتے آج تو ہماری بادشاہت ہے جب تم نے ہمارا کہنا نہ سنا تو اب ہم کب تمہاری دعا کیطرف التفات کرتے ہین۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَکُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ (حم السجدہ ۴ ع)

اور قیامت کے دن کافر یہ کہینگے اے ہمارے مالک ایک نظر ہم کو ان شیاطین اور آدمیون کو دکھلادے جنہون نے ہم کو دنیا مین گمراہ کیا تھا (آج) ہم اون کو اپنے پاؤن کے تلے ڈالکر کچلین تاکہ وہ خوب ذلیل ہون **ف** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جن سے مراد شیطان ہے اور آدمی سے مراد قابیل جس نے دنیا مین گناہ کی بناڈالی

وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (زخرف ۷ ع) اور یہ پیغمبر کے اس کہنے کی قسم

اے میرے پروردگار یہ وہ لوگ ہین جو کبھی ایمان نہ لائینگے (خیر نہ لائین) اس وقت تو تم اون سے منہ پھیر لو یا درگذر کرو اور کہدو اچھا حضرت سلام۔ آگے چلکر اون کو معلوم ہو جائیگا۔ ف اللہ تعالے نے اس آیت مین پیمبر کے دعا کی قسم کھائی ہے اور فرمایا کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہین۔ تم کیون اے محمد ان کے پیچھے پڑے ہو اب تو خیر ان سے درگذر کرو جب ہم جہاد کا حکم نازل کرینگے تب اوس وقت یہ اپنے کامونکی سزا پائینگے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ احقاف ع

اے میرے مالک تو مجھے اس امر کی توفیق دے کہ مین تیرے اوس احسان کا جو تو نے مجھہ پر اور میرے مان باپ پر کیا ہے۔ شکر بجا لاؤن اور مجھے اس امر کی توفیق دے کہ مین کوئی ایسا نیک عمل کرون جس سے تو راضی ہو جائے اور اے مالک میری اولاد کو نیکوکار کر دے۔ اے مالک مین تیرے طرف بالکل متوجہ ہو گیا اور مین تیرا فرمانبردار ہون ف یہ دعا سورہ احقاف کی ہے اللہ تعالے اس سورہ مبارک مین ارشاد فرماتا ہے جب انسان چالیس برس کا ہوتا ہے تو وہ یہ دعا مانگتا ہے۔ اَوْزِعْنِیْ کے کئی معنے ہین ایک الہام یعنے اے اللہ تو میرے دل مین اس امر کا الہام ڈال کہ مین تیری نعمت کا شکر کرون دوسرے معنے ترغیب کے ہین یعنے اے اللہ تو مجھے ترغیب دے کہ مین رغبت سے دل لگاکر تیرے طرف متوجہ ہون تیسرے معنے توفیق کے ہین یعنے اے اللہ تو توفیق دے کہ مین تیرا شکر بجا لاؤن جوہری کہتے ہین۔ اَوْزِعْنِیْ استوزعت اللہ فاوزعنی سے ہے یعنے مین نے اللہ سے طلب الہام کیا اللہ نے اوس الہام کو میرے دل مین ڈالا نعمت سے مراد ہدایت ہے یعنے اے اللہ تو

جو یہ نعمت ہدایت دی ہے اوس کے شکر کی توفیق دے اور میرے والدین پر جو تو نے احسان کیا یعنے والدین نے جو مجھکو اپنی نہایت شفقت سے بچپنے مین پرورش کیا یہ بھی تیری ہی نعمت ہے یا نعمت سے مراد یہ ہے کہ تو نے جو مجھکو صحت اور عافیت عنایت فرمائی ہے اوس کا شکر بجالاون اور والدین پر نعمت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اون کو مال اور توقیر ایسی دی کہ جس سے اونہون نے میری پرورش کی وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ کا مطلب یہ ہے کہ میری اولاد کو دین مین راسخ اور مضبوط کر دے یہان فی ذریتی مین تضمین کی گئی ہے یعنے اصلاح میری ذریت کی ہو تو وہ بھی الطاف اور مہربانی سے ہو اس آیت مین اس امر کو بتلایا کہ جب ۴۰ برس کی عمر کو پہونچے تو انسان یہ دعا کرے تُبۡتُ کے معنے یہ ہین کہ مین گناہون سے توبہ کرکے تیری طرف رجوع کیا مسلمین سے مراد یہ ہے کہ مین تیرے اطاعت گزار بندون مین ہون یا مین تیری توحید مین خالص ہون۔ اس دعا مین تین باتون کی ترتیب رکھی گئی ہے (۱) انعامات آلہی پر توفیق طلب شکر (۲) اعمال مرضیہ جو اللہ کے پاس مقبول ہون (۳) اصلاح اولاد ان تینون باتون مین جو ترتیب رکھی گئی ہے اس کی دو وجہین ہین اول تو یہ کہ سعادت کے تین مراتب ہین۔ پہلا مرتبہ نفس کا ہے یعنے نفس کی اصلاح اور وہ شکران نعمت سے ہوتی ہے دوسرا مرتبہ بدن کا ہے تیسرا مرتبہ امور خارجیہ کا۔ نفس کی سعادت یہ ہے کہ قلب اللہ تعالےٰ کی نعمتون کا شاکر رہے اور بدن کی سعادت یہ ہے کہ طاعت آلہی مین سرگرم اور مستعد رہے اب رہی سعادت خارجی اور وہ اہل اور مال اور اولاد کی درستگی ہے۔ دوسری وجہ اوس کی یہ ہے کہ اعمال دو قسم کے ہین ایک اعمال متعلقہ قلب دوسرے اعمال متعلقہ جوارح شکر مین قبیل اعمال قلب ہے اور عمل مین قبیل اعمال جوارح اور عمل قلب کا اشرف ہے اعمال جوارح سے اس لئے اوس کو مقدم کیا۔ اور اعمال صالحہ بھی دو قسم کے ہین ایک تو وہ اعمال صالحہ ہین جو خود بندے کے پاس بھی وہ صالح ہین اور خدا کے

پاس بھی - اور ایک وہ اعمال صالحہ کہ بندہ اون کو اپنے زعم مین عمل صالح سمجھتا ہے لکن
اللہ کے پاس وہ صالح اور پسندیدہ نہین ہے اس لئے دعا مین یہ کہا کہ اے اللہ ہمکو ایسے
اعمال کی توفیق دے کہ جو تیرے پاس عمدہ اور پسندیدہ ہون تیسرا مطلوب اس دعا سی
یہ رکھا گیا کہ سب نعمتون مین عمدہ نعمت اللہ کی - اولاد ہے اس لئے یہ دعا کی کہ جیسا کہ میری
اصلاح تو نے کی ہے ویسی ہی اصلاح میرے ذریت کی کر دے تُبْتُ مین اشارہ اس امر
کے طرف کیا کہ دعا بغیر توبہ کے صحیح نہین ہوتی یعنے اے اللہ مین جو اس دعا کو تجھہ سے مانگ
رہا ہون تو کفر اور شرک اور سب طرح کی برائیون سے توبہ کرکے مانگ رہا ہون اور مین
جب مسلمان اور تیرا اعتقادی بندہ ہون تو پھر تجھکو میری دعا قبول کرنے مین کیا کلام ہے -
فَدَعَا رَبَّهٗ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (قمر ا ع) اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکار
کر کہا کہ اے مالک مین اپنے قوم کے ہاتھون سے عاجز آگیا ہون اب تو ہی اون سے
میرا بدلا لے ف جب دشمنون سے عاجز ہو تو یہ دعا مانگ سکتا ہے یعنے یون کہہ سکتا
ہے (رب انی مغلوب فانتصر)
وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا
بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا
اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (حشر ا ع) مہاجرین اور انصار کے بعد جو لوگ مسلمان
ہوکر آئین اون پر بھی حق ہے کہ وہ سابقین کے لئے یہ دعا مانگین اے ہمارے مالک
تو ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جنہون نے ایمان مین سبقت کی ہے بخش دے اور ہمارے
دل مین ایمان والون کی طرف سے بیر نہو تو ہی بڑا مہربان اور نرمی کرنے والا ہے ف
اس آیت مین اللہ تعالی نے مومنین کو اس امر کا حکم دیا کہ جیسا وہ اپنے لئے بخشش چاہتی
ہین ویسا ہی مہاجرین اور انصار کے لئے بھی دعائے مغفرت مانگین صاحب مصباح
نے کہا کہ اخ کی اصل اخو ہے لام کلمہ مین جو واو ہے حذف کردیا گیا ہے اور اس کی

دلیل یہ ہے کہ تثنیہ مین وہی واو واپس آتا ہے اور اخوان اور اخوۃ کہتے ہین۔
غِلّ کہتے ہین بغض کینہ حسد اور حقد کو یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین یہ نڈال کہ
ہم کسی سے کینہ رکھین یا بغض کرین یا کسی کو دہوکا دین یا کسی سے حسد رکھین رؤف
اور رحیم مبالغہ کے صیغہ ہین یعنے اے مالک تو بڑا مہربان اور کثیر الرحم ہے تو ہی جانتا ہے کہ
کون اس رحمت کا مستحق ہے اور کون نہین ولاتجعل مین اس امر کا اشارہ ہے کہ مہاجرین اور
انصار کے لئے دعا مغفرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس امر کی دعا مانگے کہ مطلقاً مومنین
کیطرف سے کسی قسم کا کینہ دلون مین نرہے اوپر کی آیت مین جو سابقین فی الایمان ہین اوسکی
مصداق اولی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین کیونکہ سیاق آیت اس امر پر دلالت کرتی
ہے کہ مومنین مین اشرف اوراعلی وہی ہین اور اوس کی وجہ ہے کہ اونہون نے ہجرت کی دوسرے
یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی غرضکہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے جو شخص عموماً
صحابہ کے لئے استغفار نہین مانگتا اور پھر اللہ تعالےٰ کی رضامندی چاہتا ہے وہ گویا خدا کی
حکم کے خلاف کرتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین حکم استغفار کیا ہے اس آیت سے
صاف طور پر حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جس کے دل مین ذرا بھی مومنین سابقین کے طرف سی غل
ہے اوسکو شیطانی وسوسہ کا کچہ نہ کچہ کونچا لگا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نا فرمانی کا کوئی نہ کوئی حصہ اوسنی
لیا ہے کیونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیا رامت اور خیرامت مین سرہین جناب عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کو پڑہکر سنایا اور کہا کہ دیکہو اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین
اصحاب کے استغفار مانگنے کے لئے حکم دیا ہے سعید بن مسیب سے کسی نے پوچہا عثمان
اور طلحہ اور زبیر کے بارے مین تم کیا کہتے ہو اونہون نے کہا کہ مین وہی کہتا ہون جو اللہ تعالےٰ
نے کہا ہے اوس وقت یہ آیت پڑہکر سنائی تفسیر ابن مردویہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ اونہون نے ایک شخص کو سنا کہ وہ مہاجرین صحابہ کے شان مین بے ادبی کرتا
تھا۔ اونہون نے آیت للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم پڑہکر سنائی پھر اوس سے

پوچھا کہ تو ان لوگون مین سے ہے کہا نہین پھر اونہون نے آیت والذین تبوؤ الدار والایمان
کی آیت پڑھکر سنائی اور کہا یہ لوگ انصار ہین کیا تو انہین سے ہے اوس نے کہا کہ نہین پھر اونہون نے
والذین جاؤ و امن بعدہم کی آیت پڑھی پھر اوس سے پوچھا کیا تو ان لوگون مین سے ہے کہا
مجھے اُمید ہے کہ مین ان لوگون مین ہون پھر اونہون نے کہا کہ تو ان مین سے نہین ہو سکتا
کیونکہ جو شخص مہاجرین اور انصار کو برا کہتا ہے وہ اس آیت کا مصداق نہین ہے امام فخر الدین
رازیؒ فرماتے ہین وَالَّذِیْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِہِمْ کا عطف مہاجرین پر ہے اب اس کے مراد
مین اختلاف ہے کہ وہ کون لوگ ہین جنہون نے مہاجرین اولین کے بعد ہجرت کی بعض
کہتے ہین کہ تابعین مراد ہین بعض کہتے ہین وہ لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد قیامت
تک دین اسلام مین داخل ہون کیونکہ آیت مین تعمیم ہے خلاصہ یہ کہ یہ آیت تمام مومنین
امت محمدیہ کو شامل ہوگئی۔ اس لئے مومنین یا مہاجر ہونگے یا انصار یا وہ لوگ جو مہاجرین
اور انصار کے بعد آئے وہ والذین جاؤ من بعدہم کے مصداق ہوے۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ
تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً
لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔
(ترجمہ ع) اے ہمارے پروردگار ہم نے تیرے پر بھروسا کیا اور ہم تیرے طرف رجوع
ہوئے اور تیری طرف ہمکو لوٹنا ہے یعنے توہی سب کا ملجا و ماوا ہے اے ہمارے پروردگار
ہمکو کافرون کے امتحان کا نشانہ نہ بنا۔ اور اے ہمارے مالک ہمکو بخشدے کیونکہ تو ایسا غالب ہے
جو کسی سے مغلوب ہی نہین ہوتا۔ اور تیری حکمت اور دانائی سب مین کامل ہے ف یہ دعا
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی ہے جن کے بارے مین اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ تمکو ابراہیم کے اقتدا مین بہتری ہے۔ غرضکہ اس دعا کے بارے مین مومنین کو
اس امر کی تعلیم ہے کہ یہ کہین۔ توکل کی تعریف یہ ہے کہ سب امور کو اللہ کے طرف سونپ
دیا جائے۔ اور مصیبت اور راحت مین اوس کے طرف رجوع کیا جائے والیک المصیر مین

جار مجرور کی تقدیم بغرض حصر ہے یعنے سب کا ملجا اور ماوی وہی ہے اور کوئی نہین یہ جملہ دعائیہ مین متعدد دعائین ہین ہر ایک جملہ دعائیہ کو دوسرے جملہ دعائیہ کے ساتھہ سوائے ربط دعا کے اور کسی قسم کا ربط نہین معلوم ہوتا ۔ زجاج نے ربنا لاتجعلنا فتنۃ کے معنے بیان کئے ہین کہ اون کو ہم پر غالب مت کر کیونکہ اگر وہ غالب ہو جائینگے تو اس امر کا گمان کرنے لگینگے کہ ہم حق پر ہین پس اونکے غلبہ کی وجہ سے ہم فتنہ مین پڑ جائینگے مجاہد نے اس کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ اے پروردگار اون کے ہاتھون سے ہمکو عذاب ندے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو وہ یہ کہنے لگینگے کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو کس لئے ان کو عذاب ہوتا ابن عباس نے اس کی تفسیر اس طرح سے بیان کی ہے کہ اے اللہ تعالے تو اون کو ہم پر مسلط مت کر تاکہ اونکی تسلیط کی وجہ سے ہم فتنہ مین نہ پڑ جائین ۔

نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (تحریم ع ۲) مومنین کا نور سامنے اور سیدہے طرف ہوگا اور (پل صراط پر سے اس طرح سے) کہتے ہوے گذرینگے اے مالک ہمارے نور کو پورا کر تاکہ ہم پل صراط پر سے گزر کر جنت کو چلے جائین اور ہمکو بخشدے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگ پل صراط پر سے حسب خوبی اعمال گزرینگے کسی کا نور مثل پہاڑ کے ہوگا کسی کا نور مثل درخت کھجور کے ہوگا اور وہ نور جو سب سے کم ہوگا وہ انگوٹھے کے برابر ہوگا غرضکہ نور ہر ایک کا بقدر اوس کے اعمال کے ہوگا اس وجہ سے وہ اتمام نور کی دعا مانگینگے کہ اے مالک ہمارے نور کو کامل کردے تاکہ ہم پل صراط پر سے گذر جائین ۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا (نوح ع ۱) نوح نے یہ دعا کی اے میرے مالک مین نے اپنی قوم کو رات دن (ایمان کیطرف) بلایا باوجود میرے بلانے کے وہ اور زیادہ بھاگنے لگے ف جب نوح

ایک مدت تک اپنی قوم کو سمجہاتے رہے جب وہ اونہون نے نہ مانا تو یہ دعا مانگی کہ اے مالک میرے
باوجود بلانے کے اونکو ایمان سے اور زیادہ نفرت ہونے لگی حالانکہ اون کو ایمان سے
الفت ہونا چاہیئے تہا۔

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ
إِلَّا خَسَارًا (نوح ۲ ع) (اس پر بہی جب نوح کی قوم نے نہ مانا تو پہر نوح نے
یہ دعا کی) اے میرے مالک وہ میرا کہنا نہین مانتے اور وہ اون لوگون کی سنتے ہین جنکو
مال اور اولاد نے انکو (فایدہ تو نہ دیا) بلکہ اولٹا نقصان پہونچایا) ف یعنے وہ تو اپنے رئیسون
اور امیرون اور مالدارون کے تابع ہین میرا کہنا نہین سنتے ان امیرون اور مالدارون کو
اون کے مال اور اولاد نے تباہ کر دیا۔ اور وہ خدا کو بہول گئے اسی طرح یہ بہی اونکی پیروی
کرکے خدا کو بہول گئے اور یہی مال اور اولاد جیسا کہ متبوعین کے تباہی کا باعث ہوئی ویسا ہی
تابعین کے بہی تباہی کا باعث ہوئی۔

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا
إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا
كَفَّارًا رَّبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا

(نوح ۲ ع) (آخرش نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی) ای میرے مالک زمین پران کافرون
مین سے ایک بسنے والا بہی نہ چہوڑ کیونکہ اگر تو ان کو چہوڑ دے گا تو وہ تیرے بندون کو
بہکائین گے اور اون کی جو اولاد ہوگی وہ بہی بدکار ناشکر گزار ہوگی اے میرے مالک مجہکو
اور میرے ماں باپ کو اور میرے گہر مین جو کوئی ایمان دار مرد اور ایمان دار عورت ہو
اون سب کو بخشدے اور ظالمون اور مشرکون کی تباہی روز بروز بڑہاتا جا ف۔ جب
نوح علیہ السلام اپنے قوم کے ایمان لانے سے نا امید ہو گئے تو آخرش مجبور ہوکر

اون کے ہلاکت کی بد دعا کی تھا وہ کہتے ہین یہ دعا نوح علیہ السلام نے جب کہی کہ جب اللہ تعالے
نے اونکو وحی بہیجی کہ جو لوگ ایمان لا چکے لا چکے اب کوئی ایمان ہرگز نہ لاے گا۔ محمد بن مقاتل
اور ربیع بن انس اور ابن زید اور عطیہ یہ کہتے ہین کہ نوح علیہ السلام نے یہ دعا جب مانگی کہ
اللہ تعالے نے ۷۰ برس پہلے اون کی نسل سے ہر مومن کو نکال لیا تھا وہ کہتے ہین کہ عذاب
کے وقت کوئی لڑکا ان مین نہین تہا۔ حسن اور ابو العالیہ کہتے ہین اللہ تعالے نے بچون کو
بلا عذاب ہلاک کیا اور اون کو عذاب سے ہلاک کیا۔ دَیَّارًا اوس کو کہتے ہین جو اقطار
ارض مین پھرتا ہے۔ اور احاطہ مین بسر کرتا ہے اس کی اصل دیوار ہے وار بدار سے
قتیبی کہتے ہین کہ نہین اصل اسکی وارد ہے اے نازل بالدار غرضکہ دیار ایک ایسا نام ہے
جو نفی عام کے لئے لایا جاتا ہے اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ ہلاکت سے کوئی نہ چھوٹے
جب کافرین کے لئے بد دعا کی تو پھر اپنے اور اپنے والدین اور اولاد کے لئے یہ دعا مانگی
والدین سے مراد ان باپ ہین ان کو لئے دعا اس وجہ سے کی کہ یہ دونون مومن تھے نوح
علیہ السلام کی باپ کا نام لامک یا ملک تہا اور ماں کا نام شمخا بعضون نے کہا والدین سے مراد
آدم و حوا لکن قول اول اولی ہے سعید بن جبیر کہتے ہین کہ والدین سے باپ اور دادا مراد
ہین ایک قرات والدی بہی آئی ہے ضحاک اور کلبی کہتے ہین کہ بیت سے مراد مسجد ہے بعض
کہتے ہین کہ نہین جس گھر مین رہتے تھے وہ مراد ہے بعض کہتے ہین کہ نہین کشتی مراد ہی بعض
کہتے ہین کہ بیت سے مراد دین ہے یعنے جو میرے دین مین داخل مومنا کو نصب حال کے
اعتبار سے ہے یعنے جو میرے گھر مین صفت ایمان کے ساتھ متصف ہو کر داخل ہوا ہے
اس سے اونکی بیوی اور وہ لڑکا جو پہاڑ جا کر ٹھیر گیا تھا نکل گئے کیونکہ یہ ایمان نہین لاے
تھے پھر دعا مین تعمیم کی یعنے جو مرد یا عورت ایمان دار ہے اے اللہ تو اونکو بخشدے اس سے
معلوم ہوا کہ ایمان ایک بہت بڑی چیز ہے پھر کافرون کے حق مین یہ دعا کی وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ
اِلَّا تَبَارًا یعنے اے اللہ جو ظالمین ہین اون کے لئے ہلاکت اور خسران زیادہ کر

اغفرلی کے معنے یہ ہین کہ مجھسے جو کسی ترک اولی مین قصور ہو گیا ہو تو اوس کو معاف کردے یا اس کے یہ معنے ہوسکتے ہین کہ مین نے جو کافرون کے حق مین بددعا کی ہے گویا حقیقت مین اون سے بدلا لینا تھا۔ اس انتقام مین چونکہ حظ نفس کا شائبہ تھا اس لئے اس کی بھی نوح علیہ السلام نے معافی مانگی۔

ولا تزد الظالمین الخ مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم ڈوب گئی تو بچون نے کیا قصور کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے طوفان نوح کے آنے سے چالیس برس پہلے اون کے آبا کے صلب کو خشک کردیا تھا اور اونکی عورتون کو بانجھ کردیا تھا اور اس پر دلالت تعھوی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے ارشاد فرمایا تھا استغفروا ربکم یمددکم باموال وبنین اگر تم استغفار مانگوگے تو اللہ تعالی تمہاری مدد مال اور اولاد سے کریگا جب اونہون نے استغفار اپنے گناہون کی نہین مانگی تو اون کی مدد بھی مال اور اولاد سے نہین کی دوسرا جواب یہ ہے کہ گو وہ اون کے ساتھ ڈوبے لیکن اونکو عذاب کی راہ سے نہین ڈوبایا گیا بلکہ بالتبع وہ ڈوب گئے۔

بیگناہان در غضب حد گنہگاران خورند ؛ میرند از خشم شیران بر زمین دنبالها

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل اعوذ برب الفلق ۝ من شر ما خلق ۝ ومن شر غاسق اذا وقب ۝ ومن شر النفثت فی العقد ۝ ومن شر حاسد اذا حسد ۝ (سورہ فلق ع ۱)

مین اس سورہ کو اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (ای محمد) جب تم بلاؤن اور آفتون سے پناہ چاہتے ہو تو یون کہو مین پناہ مین آگیا صبح کے رب کے ہر چیز کی بدی سے جو اوس نے بنائی ہے اور بدی سے اندھیری کے جب سمٹ آئے اور بدی سے اون عورتون کی جو گرہون مین پھونکتی ہین اور بدی سے ہر برا چاہنے والے کے جبکہ وہ برائی چاہے

ف فلق کے معنون مین مفسرین کا بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہین فلق سے مراد صبح ہے لفظ فلق مین ایک ضرب المثل بھی آئی ہے۔ جیسے کہتے ہین ہوابین من الفلق یعنے یہ بات صبح سے زیادہ واضح ہے فلق بمعنی مفلوق ہے۔ یعنے جو چیز پردے سے پھوٹ کر باہر نکل آتی ہے

چونکہ صبح بھی رات سے پھوٹ نکلتی ہے اس لئے صبح کو فلق کہتے ہین یہ جمہور مفسرین کا قول ہے بعض حدیثون مین فلق کی تفسیر جہنم سے آئی ہے لیکن یہ حدیثین ضعیف ہین بعض کہتے ہین کہ فلق آگ کا درخت ہے بعض کہتے ہین کہ فلق پہاڑ اور چٹانین ہین۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کے خوف سے پھٹ جاتی ہین اور پھر اون سے پانی اور چشمے بہتے ہین امام قرطبی کہتے ہین کہ فلق بمعنی شق ہے یعنے پھوٹ نکلنے کے عام اس سے کہ وہ حیوان کا نکلنا ہو یا دانے کا یا گھٹلی کا اب یہان فلق کے لانے مین بلاغت کیا رکھی گئی ہے اس کو سمجھنا چاہیئے تخصیص فلق مین اشارہ اس امر کے طرف ہے کہ جو شخص ایسے شدید اندھیرون کو نکالکر عالم مین اجالا پھیلاتا ہے اوسکو ہر بلا سے دفع کرنیکی بھی قدرت ہے بعضون نے کہا کہ یہان تمثیل ہے جیسا کہ انسان رات مین طلوع صبح کا منتظر ہوتا ہے ویسا ہی ڈرنے والا بھی خوف کے چلے جانے کا جو مثل صبح کے ہے منتظر رہتا ہے مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اس من کا تعلق اعوذ کے ساتھ ہے یعنے مین اپنے مالک سے جو صبح کو اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے اوس سے ہر شر سے پناہ چاہتا ہون یہ جملہ عام ہے اوس کے بعد دوسرے جملے خاص ہین۔ اب من شر ما خلق سے کیا مراد ہے بعض کہتے ہین کہ ابلیس اور اوس کی ذریت مراد ہے بعض کہتے ہین کہ جہنم ہے لیکن حق یہ ہے کہ شر ما خلق سے ہر ضرر دینے والی چیز مراد ہے۔ ومن شر غاسق اذا وقب اور رات سے جب وہ خوب چھاجاے فرا کہتا ہے غسق اللیل اذا اظلم زجاج کہتا ہے غاسق اور غسق برد اور اولی کو کہتے ہین چونکہ رات بھی سرد ہوتی ہے اس لئے رات کو غاسق کہا گیا رات مین چونکہ درندے اپنے گویون سے اور کیڑے اپنے سوراخون سے نکلتے ہین اور اکثر برے لوگ رات مین فساد مچاتے ہین اس لئے غاسق سے رات مراد لی گئی وقوب کہتے ہین سیاہی کے داخل ہونے کو وقبت الشمس اذا غابت یعنے جبکہ بہت اندھیرا ہو جاے بعضون نے کہا غاسق سے ثریا مراد ہے کیونکہ جب ستارۂ ثریا ڈوب جاتا ہے تو بہت بیماریان طاعون وغیرہ پیدا ہوتی ہین اور جب طلوع ہوتا ہے تو سب قسم کی بیماریان دفع ہوتی ہین۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن چاند کو

دیکھا تو کہا اے عایشہ تو اس کے شر سے پناہ مانگ بعض نے کہا غاسق سے مراد سانپ ہی
جب کاٹنے بعضون نے کہا غاسق سے مراد ہر ہجوم کرنے والی چیز جو مضر ہو لکن سب سے زیادہ
تفسیر راجح وہی ہے کہ غاسق سے مراد رات لی جائے اور اوس کی وجہ یہ ہے کہ شر اکثر
رات مین ہوتے ہین اور ان شرون سے رات مین بچنا دشوار ہوتا ہے اسی سے عرب کہتا ہے
اللیل اخفی للویل - ومن شر النفاثات الخ نفاثات سے مراد جادو گرنیان ہین
یعنے وہ جادو گرنیان جو گرہون مین پھونکتی ہین نفث کے معنے پھونک کے ہین خواہ اوسمین
تھوک ہو یا نہو۔ اس مین ابطال معتزلہ کا ہے جو کہتے ہین کہ جادو کی کوئی اصل نہین ہے
عُقَد جمع ہے عقدۃ کی جس کے معنے دہاگے مین گرہ باندھنے کے ہین نفاثات جمع ہے نفاثۃ
کی وہ مبالغہ کا صیغہ ہے ایک قرات نافثات بھی آئی ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ نفاثات سے مراد
لبید بن عاصم یہودی کی بیٹیان ہین اونہون نے جناب سرور کائنات پہ جادو کیا تھا اب
اسمین علما کا اختلاف ہے کہ کچھ پڑھکر پھونکنا اور تعویذ یا گنڈے جائز ہے یا نہین جمہور صحابہ اور تابعین
اور اونکے بعد کے لوگون نے جائز رکھا ہے اور دلیل لی ہے اونہون نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا
کی حدیث سے کہ جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والون مین کوئی بیمار ہوتا تو
آپ اون پر معوذتین پڑھکر دم کرتے بعضون نے پھونک ایسی کہ جسمین تھوک نہو جائز رکھی ہے
امام نسفی کہتے ہین قرآن اور احادیث نبوی سے جو دعا یا تعویذ پڑھا جائے جائز ہے باقی سریانی
یا عبرانی اور ہندی مین جائز نہین کیونکہ ایسے منترون کا اعتقاد اور اعتماد کرنا باطل ہے۔ مین کہتا
ہون کہ بلا معنے سمجھنے کے کسی منتر کا پڑھنا یا ایسا منتر جسمین الفاظ شرک ہو جائز نہین باقی اگر
قرآن کی آیت سے یا احادیث سے کوئی دعا پڑھکر دم دیجائے تو کچھ حرج نہین۔ ومن شر حاسد
اذا حسد۔ حسد کہتے ہین محسود کے زوال نعمت کے خواہان ہونے کو اور حاسد کے بعد اذا
حسد اس لئے کہا کہ اوس کے حسد کا شر جب ہی ظاہر ہوگا جب اپنے حسد کو ظاہر کرے اور اوسکی
مقتضا پر عمل کرے اس طور پر کہ محسود کے اوپر شر پہونچنے کا خواہان ہو۔ عمر بن عبد العزیز

کہتے ہین ایسا ظالم جو مظلوم کے شبیہ ہو حاسد سے بڑہکر نہین چنانچہ اسی مضمون کو ایک شاعر نے نظم کیا ہے

قُلْ لِلْحَسُوْدِ اِذَا تَنَفَّسَ طَعْنَةً ۔ یَا ظَالِمًا وَکَاَنَّهٗ مَظْلُوْمٌ

حاسد سے کہدو جب وہ مارے حسد کے ٹھنڈی سانس بہرتا ہے اے ظالم تو فی الحقیقت ظالم نہین معلوم ہوتا ہے گویا مظلوم معلوم ہوتا ہے یعنے حسد کے مارے ہیتری آہ کرنا ایسی ہے جیسے مظلوم کی غرضکہ اس سورہ مین اللہ تبارک تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی پھر بعض شر کو خاص کیا حالانکہ عام شر مین خاص داخل تھا تاکہ تفصیلاً معلوم ہو کہ بعض شر خاص خاص ایسے ہین جن سے پناہ مانگنا چاہئے اور وہ تین ہین یعنے غاسق (رات) - جادوگر اور حاسد غرضکہ یہ تینون شر ایسے بڑے ہین جن سے ہر وقت پناہ مانگنا چاہئے - شر حسد کو سب سے آخر مین لائے تاکہ معلوم ہو کہ حسد سب سے زیادہ مضر شر ہے کیونکہ حسد یہ پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے آسمان پر ہوا اور زمین پر قابیل سے ہوا اب اسمین کیا نکتہ ہے کہ بعض شر کو نکرہ سے لائے اور بعض کو معرفہ سے چونکہ نفاثات مین ہر نفاثہ شریر ہوتی ہے اس لئے اوسکو معرفہ لایا گیا اور ہر غاسق یعنے رات یا چاندنی مین شر نہین ہوتا بلکہ بعض وقت ہوتا ہے اس کی تنکیر بغرض تبعیض لائی گئی اور ایسا ہی ہر حاسد ضرررسان نہین ہوتا بلکہ بعض حسد مفید ہوتا ہے جیسے خیرات پر حسد کرنا جس کو غبطہ کہتے ہین اس لئے اوسکو نکرہ لائے یعنے اے اللہ تو اوس حسد سے ہمکو بہت بچا جس کا ضرر ہم کو پہنچنے والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۚ

تم اے محمد یہ کہو کہ مین پناہ مین آگیا ہون ایسی ذات کی جو سب لوگون کا پروردگار اور بادشاہ ہے

جو سب لوگون کا معبود ہے مین پناہ مانگتا ہون ہر شر سے جو وسوسہ ڈالے اور چھپ جاے اور
وہ جو لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ جنون سے ہو یا آدمیون سے ف رب الناس
کے معنے ہین جو لوگون کے کامون کا مالک اور مختار ہو وقتاً فوقتاً اونکی اصلاح اور درستی کرتے رہی
اب رہا یہ امر کہ جب وہ پروردگار تمام مخلوقات کا ہے تو ناس کی تخصیص کیون کی گئی رب کی اضافت
ناس کے طرف شرف انسانی کی غرض سے ہے کیونکہ انسان سب مخلوقات مین اشرف ہے
ملك الناس ترکیب مین عطف بیان واقع ہوا ہے اسمین توضیح یہ ہے کہ اوس کا مرتبہ ایسا
نہین ہے جیسا کہ اور بادشاہون کا ہوتا ہے کہ صرف وہ اپنے ممالک ہی پر حکومت کرتے ہین
بلکہ اوس کی سلطنت اور اوس کا اقتدار ایسا ہے کہ جو کامل اثر اور پورا ہے کہ جو سارے انسان کو
گھیرے ہوئے ہین الٰہ الناس یہ بھی عطف بیان ہے۔ اس مین اس امر کا نکتہ ہے کہ وہ رب اور
بادشاہ ہونے کے علاوہ معبودیت کا بھی وہ مستحق ہے کیونکہ اللہ کہتے ہین معبود کو جب الہ الناس
کہا تو معلوم ہوا کہ سب کی معبودیت کا بھی اہل وہی ہے پہلے جملہ کو اسم رب کے ساتھہ اس وجہ سی
شروع کیا تاکہ اس امر کا اظہار کیا جاے کہ جیسا تو ہمارا رب اور مالک اور معبود ہے ویسا ہی ہم
تیرے مربوب اور مملوک اور عابد ہین لفظ ناس کی تکرار مرتبہ شرافت انسانی ظاہر کرنے کی غرض سے
لائی گئی ہے یعنے وہ رب جو اشرف المخلوقات کا رب ہے یعنے انسان کا بعضون نے کہا پہلے ناس
سے اطفال مراد ہین دوسرے ناس سے جوان لوگ مراد ہین اور تیسرے ناس سے شیوخ مراد
ہین اور چوتھے ناس سے صالحین مراد ہین کیونکہ شیطان اکثر نیکوکارون ہی کو دہوکا دیتا ہے
اور پانچوین ناس سے مفسدین مراد ہین کیونکہ ناس کا عطف معوذ منہ پر ہے من شر الوسواس مین
وسواس کہا گیا اور مراد اس سے موسوس رکھا گیا جیسے زلزلۃ الی بمعنی زلزلہ بعضون کہا نہین وسواس
بمعنی وسوسہ ہے وسوسہ کہتے ہین نفس کا باتین کرنا جیسے عرب کہتا ہے وسوست بہ نفسہ
اسے حدثتہ وسوسہ کی اصلی معنے آواز خفی ہر اس لیے زیور کی آواز کو بھی وسوسہ کہتے ہین زجاج
کہتا ہے وسواس سے یہان شیطان مراد ہے ای ذی الوسواس بعض کہتے ہین وسواس

ابلیس کے بیٹے کا نام ہے الخنّاس خنس کے معنے ہین پیچھے ہٹ جانیکے ہین شیطان کی عادت ہے کہ وسوسہ ڈالکر الگ ہو جاتا ہے بُہس مین چنگی ڈالکر یا لو الگ کہڑی - مجاہد کہتے ہین کہ جبتک بندہ اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور سمٹ جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہین کیا تو دل پر مسلط ہو جاتا ہے اور شیطان کو خناس اسواسطے کہا کہ یہ بہت چھپنے والا ہے جیسا کہ آیت فلا اقسم بالخنس سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ ستارے بعد ظاہر ہونیکے چھپ جاتے ہین بعضون نے کہا نہین جیسا کہ وسواس ابلیس کے ایک بیٹے کا نام ہے ویسا ہی خناس بھی ابلیس کے ایک لڑکے کا نام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ خناس کی تفسیر مین ارشاد فرماتے ہین شیطان کی مثال منگس کی سی ہے یہ دل کے منہ پر اپنا منہ لگا کر بیٹھا رہتا ہے اور وسوسہ ڈالنے کی فکر مین رہتا ہے اگر بندے نے اللہ کو یاد کیا تو پیچھے ہٹ جاتا ہے نہین تو پھر منہ دل پر لگا دیتا ہے ابن عباس کی ایک روایت یہ بھی آئی ہے کوئی بچہ پیدا نہین ہوتا مگر اوس کے دل پر وسواس مسلط ہوتا رہتا ہے اللہ تعالے کا ذکر کیا تو ہٹ گیا نہین تو وسوسہ ڈالتا ہے غرضکہ ذکر آلہی باعث دفع ضرر شیطان ہے اللہ تعالیٰ کی ذکر کی فضیلت مین بہت ساری حدثیین آئی ہین ایک حدیث مین کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے اوسکو دینا اور آخرت دونون جہان کی فضیلتین ملتی ہین الذی یوسوس فی صدور الناس جو لوگونکے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہے قتادہ اس کی تفسیر بیان کرتے ہین شیطان کا منہ ایسا ہی جیسا کتے کا وہ انسان کے سینہ مین لگا ہوا ہے جب انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا پس وسوسہ ڈالنا شروع کرتا ہے اور جب بندے نے اللہ کی یاد کی تو جھٹ پیچھے ہٹ جاتا ہے مقاتل کہتے ہین شیطان کی صورت سور کی جیسی ہے اور وہ آدم کے رگون اور پٹھون مین ایسا پھرتا ہے جیسا کہ خون رگون مین اللہ تعالے نے اوس کو اور وسوسے کو اوس پر مسلط کیا ہے وہ چپکے چپکے اپنی اطاعت کے طرف اسطرح بلاتا ہے کہ اوسکی آواز سنائی نہ دے اگر بندے نے اللہ کی یاد کی تو ہٹ گیا نہین تو دل پر چھا گیا مِنَ الجِنَّۃِ وَالنَّاس شیاطین جیسا کہ

جیسا کہ جنون مین ہین ویسے ویساہی انسانون مین بھی ہین کیونکہ دوسری آیت سے اسکا
پتہ چلتا ہے ای شیاطین الانس یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔ الحاصل جیسا کہ
شیاطین جن لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین ویساہی شیاطین انس بھی لوگون کے
دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین اور پھر وسوسہ بھی اسطرح سے کہ پہلے اپنے کو ناصح مشفق
قرار دیتے ہین پھر دلمین اپنے کلام کو نصیحت اور خیر خواہی جتلا کر ڈالتے ہین غرضکہ من
الجنۃ والناس کو اگر الذی کا بیان ٹھیراؤ تو اوس کے یہ معنے ہونگے جو اوپر بیان کئے گئے
اور اگر اوس کو متعلق یوسوس کے ساتھ کروگے ص تو اس آیت کی تقدیر یون ہوگی ای یوسوس
فی صدورھم من جھۃ الجنۃ ومن جھۃ الناس یعنے شیاطین جنون کے دلون مین بھی وسوسہ ڈالتے ہین
اور لوگون کے دلون مین بھی امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین جن اور ناس تحت فی صدور
الناس کے ہے یعنے قدر مشترک اسمین لفظ انسان ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک جماعت
جنون کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اون سے پوچھا گیا کہ تم کون لوگ ہو
اونہون نے کہا ناس من الجن دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جیسے رجال کا لفظ
انسان پر استعمال کیا ہے ویساہی رجال کا لفظ جنون کی جماعت کے لئے استعمال کیا گیا ہے
جیسا کہ آیت رجال من الانس یعوذون برجال من الجن بعضون نے کہا کہ نہین ناس سے مراد
ناسی ہے جیسے یوم یدع الداع سے مراد داعی ہے کیونکہ ہر ایک نفس خواہ جن ہو یا
انس بھول اور غفلت مین مبتلا ہے لکن اسکی عمدہ تفسیر صاحب فتح البیان نے کی ہے کہ ناس کو عطف
دیا جائے وسواس پر ای من شر وسواس الجن ومن شر وسواس الناس گویا دو چیزون کے شر سے
پناہ مانگی گئی۔ ایک شر سے وسواس جن کے دوسرے شر سے وسواس انس کے حسن نے کہا دونون
کے وسوسون مین فرق ہے شیطان جن جو وسوسہ ڈالتا ہے تو چھپ کر ڈالتا ہے اور شیطان
انس جو وسوسہ ڈالتا ہے وہ کھلم کھلا وسوسہ ڈالتا ہے قتادہ کہتے ہین کہ جن مین بھی بعض
شیاطین ہین اور انس مین بھی بعض شیاطین ہین نعوذ باللہ من شیاطین الجن والانس دَعْوٰهُمْ

ص (اور بیان) ضمیر (اوس)

فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (یونس ا ع) جنت مین جنتیون کی یہ دعا ہوگی کہ اے اللہ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے ہم تیری تسبیح کرتے ہین اور ملاقات اونکی جنت مین سلام علیک سے ہوگی یعنے ایک جنتی جب دوسرے جنتی سے ملے گا تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہے گا اور آخری دعا اون سب کی یہ ہوگی کہ جب خوبیون اور ثناؤن کے لایق اللہ ہی کی ذات پاک ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ف لفظ دعوی سے یہان مراد دعا ہے کیونکہ اللہم کا جملہ ندا ہے اس صورت مین معنے یہ ہون گے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نُسَبِّحُكَ اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہین اور تجھے سب عیبون سے پاک سمجھتے ہین جیسا کہ قنوت مین پڑہا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ اور یہ بھی ہوسکتا کہ یہان دعا سے مراد عبادت ہو جیسے ابراہیم علیہ السلام کا کہنا وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے مین تم سے بھی الگ ہوتا ہون اور اللہ کے سوا جو تم بتون کی عبادت کرتے ہو اون سے بھی الگ ہوتا ہون اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ جنت مین نہ کسی قسم کی تکلیف ہوگی اور نہ عبادت اور اگر عبادت ہوگی بھی تو یہی ہوگی کہ اللہ کی تحمید اور تقدیس بجا لائینگے اور اونکو بلا تکلف تسبیح کرنے کا الہام ہوگا پس وہ الہام کو لذت سے کہتے جائینگے اور تسبیح کے بعد تحمید کیساتھ جناب باری کو یاد کرینگے یعنے سبحانک اللہم کے بعد الحمد للہ رب العالمین کہینگے اور تحیتہم فیہا سلام کے یہ معنے ہونگے کہ جنت مین جو ایک دوسرے کو پکارے گا تو یہی کہے گا السلام علیکم بعضون نے کہا کہ یہ تحیت ملائکہ کی ہوگی یہان پر مصدر کی اضافت مفعول کے طرف کی گئی ہے یعنے تحیۃ الملائکہ ایاہم یعنے فرشتے جب اون کو تحیت کرینگے یا دعا دینگے تو کہینگے سبحانک اللہم بعضون نے کہا یہان تحیت سے تحیت آلہی مراد ہے یعنے اللہ تعالے جب اون سے تخاطب کریگا تو یہ کہے گا السلام علیکم۔ اگرچہ یہ آخر کی دعا سورہ یونس کی ہے لکن چونکہ ہم نے اپنے رسالۂ علم الدعا من القرآن کو تحمید باری

کے ساتھ شروع کیا تھا ایسا ہی ہم نے چاہا کہ تحمید باری کے ساتھ اس کا اختتام بھی ہو الحمد للہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ ضعیف اور ناتوان سے باوجود کثرت مشاغل علمیہ کے محض اپنے فضل سے رسالہ علم الدعا من القرآن کو ختم کرا دیا خداے تعالےٰ نے جیسا کہ اوس کو ختم کرا دیا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ میرے اور رسالون کو بھی محض اپنے فضل سے ختم کرادے اور مثل اور رسالون کے اس کو مقبول فرمالے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

( معذرت )

ناظرین سلسلہ علوم قرآن مجھے معاف فرمائینگے کہ کتاب علم الدعا بہت دیر مین چھپی اسکی خاصکر ایک وجہ یہ ہوگئی کہ مین اس عرصہ مین کتاب سلوک الملک فی تدبیر الممالک اور کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ مین مصروف تھا۔ ورنہ یہ نمبر جلدی شایع ہوتا فقط

مناجات حضرت مخدومی فریدالدین عطار قدس سرہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| خداوندا امید من وفا کن | دلم را از کرم حاجت روا کن | منور دار جانم را بنوری | |
| دلم را زنده گردان از حضوری | دلم را محرم اسرار گردان | ز خواب غفلتم بیدار گردان | |
| چو جان را منقطع شد از جهان دم | تو مارا ذوق ایمان ده دران دم | چو با ایمان فرو بردی بخاکم | |
| نیاید از جهانے جرم باکم | خداوندا همه بیچاره گانیم | وران ایام چون نظاره گانیم | |

که داند تا بمعنی شقی کیست + سعید از ما کدام است و شقی کیست

**خاکسار (ابوالبرکات محمد عبید اللہ خادم علوم کتاب و سنت**

اگرچہ سلسلہ علوم قرآن کے چارون نمبرون کی مجموعی قیمت معہ محصول عمہ ہے لکن جو صاحب نمبر ایکدم خریدینگے اونکی ساتھ رعایت یہ کیجائیگی کہ کل چارون نمبر عمہ مین بلا محصول دیدیئے جائینگے جن صاحبون کو ضرورت ہو وہ مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائین حیدرآباد دکن کنٹہ روڈ۔ متصل بنگلہ مولوی عبداللطیف خانصاحب ناظم آبکاری محاذی آبدار خانہ عبدالغفور صاحب مرحوم۔ ابوالبرکات محمد عبید اللہ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۲/ سلام ایم ایس سی اوّل

۹ ۱۹۵۰ء ایم اے، ایس سی آنرز ۱

کیفیت

**جامعہ عثمانیہ**

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عاملہ، مجلس [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ طلباء [illegible] ایم اے [illegible] ایل ایل بی [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

۷۔ [illegible]